فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

مدلل و مکمل

اضافہ جدیدہ

دارالافتاؤں میں رائج الوقت نسخوں کے مطابق تخریج کے ساتھ جدید کمپیوٹر ایڈیشن

جلد دوم

کتاب الصلوٰۃ (ربع اول)

افادات: مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانیؒ
(مفتی اول دارالعلوم دیوبند)

حسب ہدایت: حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند

مرتب: مولانا محمد ظفیر الدین صاحب شعبہ ترتیب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

اضافہ تخریج جدید
مولانا مفتی محمد صالح کاروڑی رفیق دارالافتاء، جامع علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی

طباعت : ستمبر ۲۰۰۲ء شکیل پریس کراچی۔

ضخامت : ۱۹۲ صفحات

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
کشمیر بکڈپو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور
ادارۂ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی

فہرست مضامین فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل جلد ثانی

(کتاب الصلوٰۃ)

صفحہ	عنوان

عنوان	صفحہ
امام کے دائیں بائیں گھومنے کے لئے مقتدی کی کوئی تعداد متعین نہیں۔	۱۳۵
سجدے سے اٹھتے ہوئے سہارا لینا جائز ہے یا نہیں۔	۱۳۵
فاتحہ خلف الامام وغیرہ کی بحث۔	۱۳۶
فاتحہ خلف الامام، آمین بالجہر، رفع یدین اور سینہ پر ہاتھ باندھنے کی تحقیق۔	۱۳۷
رفع سبابہ چاہئے یا نہیں۔	۱۳۸
آمین بالسر کی حدیث کس درجہ کی ہے	۱۳۸
تشہد میں انگلی اٹھا کر کس لفظ پر گرائی جائے	۱۳۸
انگشت شہادت سے اشارہ۔	۱۳۹
دوسری رکعت سے کس طرح کھڑا ہو۔	۱۳۹
سلام کے بعد والی دعاء میں مقتدی کی شرکت	۱۳۹
جلسۂ استراحت درست ہے یا نہیں	۱۳۹
وقت اشارہ انگلیوں کا حلقہ جائز ہے یا نہیں۔	۱۴۰
دائیں ہاتھ کی انگشت نہ اٹھا سکتا ہو تو کیا کرے۔	۱۴۰
سلام پھیرنے کے بعد امام کا رخ کدھر ہونا چاہئے۔	۱۴۰
امام بآواز بلند دعا مانگ سکتا ہے۔	۱۴۱
السلام علیکم ورحمۃ اللہ میں امام سے سبقت۔	۱۴۱
تشہد میں انگشت سے اشارہ۔	۱۴۲
فاتحہ اور سورہ کے درمیان بسم اللہ کی بحث۔	۱۴۲
امام کے لئے انحراف عن القبلہ کن نمازوں کے بعد مستحب ہے۔	۱۴۳
آمین بالجہر اور رفع یدین سنت ہے یا نہیں۔	۱۴۳
غیر مقلد کی شرکت جماعت میں۔	۱۴۳
ختم نماز ''السلام علیکم'' پر ہونا چاہئے۔	۱۴۳
جن نمازوں کے بعد سنت نہیں دعا لمبی کرے۔	۱۴۴
آمین وغیرہ آہستہ کہنا چاہئے۔	۱۴۴
بیٹھ کر نماز پڑھنے کی حالت میں ہیئت رکوع کیا ہو۔	۱۴۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل (جلد دوم)

الحمد للہ و کفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفی

دنیا جس تیزی سے آگے جارہی ہے، یہ کوئی چھپی ڈھکی بات نہیں ہے، ہر دور کی کچھ خصوصیات ہوا کرتی ہیں، موجودہ دور کی خصوصیات میں نمایاں چیز خاکسار کے نزدیک حد سے بڑھی ہوئی سہل پسندی اور عجلت ہے اور اسی کے ساتھ ہر قدم پر سبب کی تلاش وجستجو، جس درجہ کا بھی آدمی ہو اور خواہ اسے فقہ اور فتاویٰ سے کوئی مناسبت ہو یا نہ ہو، مگر وہ ہر حکم پر نقد وتبصرہ اپنا اولین حق اور خوشگوار فریضہ سمجھتا ہے۔

سہل پسندی اور عجلت تو انسانی مزاج میں اس طرح رچ بس گئی ہے کہ کوئی اس کے خلاف ایک لفظ بھی سننا پسند نہیں کرتا، جس کو دیکھئے اور جہاں دیکھئے وہ رفتار زمانہ اور اس کی راہ ورسم سے بری طرح مرعوب ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ تدبر وتفکر اور دوراندیشی ومعاملہ فہمی ختم ہوتی جارہی ہے جس کا نام غور وفکر ہے، وہ بالکل سطحی بن کر رہ گیا ہے، جب سوچتا ہوں کہ اس عدم تعمق کا انجام کیا ہوگا تو دل لرزنے لگتا ہے۔

سب جانتے ہیں کہ اسلام خدا کا سب سے آخری اور پسندیدہ مکمل دین ہے۔ اور اس کے آئین وقوانین انسان کے نہیں بلکہ خالق کائنات کے بنائے ہوئے ہیں۔ جن کی تشریح ووضاحت رحمت عالم ﷺ نے اپنے تیئس سالہ دور نبوت میں مختلف مواقع سے فرمائی۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان پر چل کر ان کو نکھارا، اور کہیں سے کوئی گنجلک رہنے نہیں دی۔ اور آپ کے بعد ائمہ مجتہدین اور علماء امت نے کتاب وسنت کی روشنی میں فقہ کے نام سے ان دفعات کو مدون کیا جس کی تفصیل مقدمہ جلد اول میں گذر چکی، مگر حالات کے پھیلاؤ کے ساتھ برابر ان میں اضافہ ہی ہوتا رہا۔ جب کبھی نئے مسائل پیدا ہوئے، علماء راسخین فی العلم نے ان کا حل تلاش کر کے پبلک کو ان سے روشناس کیا، اور آئندہ بھی برابر ایسا ہی ہوتا رہے گا، یہ سلسلہ کسی منزل پر رکنے والا نہیں ہے۔

لیکن عجیب بات ہے کہ یہ سب کچھ جاننے اور مشاہدہ کرنے کے باوجود علماء امت پر تنگ نظری، کم مائے گی اور بے خبری کا الزام ہے، اور یہ مکروہ پروپیگنڈہ زبان زد عام وخاص ہوتا جارہا ہے، بلکہ اس سے بڑھ کر تعلیم یافتہ حضرات کا ایک طبقہ جس میں دوربینی اور دین فہمی کی صلاحیت نہیں ہے، ہر اس شخص کے پیچھے چلنے پر آمادہ ہوجاتا ہے جو دین خداوندی کو اپنے غلط ذوق کے مطابق مسخ کر کے پیش کرتا ہے اور تحریف معنوی کی لعنت میں گرفتار ہے۔

عوام وخواص کو کس طرح یقین دلایا جائے، کہ علماء امت کا ذمہ دار طبقہ زمانہ اور اس کی تیزگامی سے ایک لمحہ بھی غافل نہیں، اس کی انگلیاں ہر وقت رفتار زمانہ کی نبض پر اور اس کی دوربین نگاہیں دور جدید کے رخ زیبا پر لگی ہوئی ہیں، اور

اسے یہ بھی احساس ہے کہ امور دینیہ میں گرفت ڈھیلی کرنے کا مطالبہ شدت کے ساتھ جاری ہے اور علماء کے خلاف زمانہ کے ساتھ نہ چلنے کا شکوہ عام ہے، اور اس طرح کے مطالبات اور شکووں پر توجہ نہ دینے کا ہی نتیجہ ہے کہ دنیا ہم سے بدظن ہوتی جارہی ہے۔

مگر اسی کے ساتھ اس طبقہ کے پیش نظر علماء بنی اسرائیل، مسیحی پادریوں اور دوسرے مذاہب کے پیشواؤں کی تاریخ بھی ہے کہ انہوں نے عوام کو خوش کرنے کے لئے اپنے اپنے مذہب کا حلیہ کس طرح بگاڑا، اور اسے کیا سے کیا بنادیا، پھر اسے اپنی اس عظیم الشان ذمہ داری کا احساس بھی ہے جو خدا اور رسول ﷺ کی طرف سے اس پر عائد ہوتی ہے، اور اسی احساس کا نتیجہ ہے کہ علماء دین پوری پامردی سے اپنی جگہ کھڑے ہیں، اور وہی کرتے ہیں، جو کتاب وسنت کی روشنی میں انہیں کرنا چاہئے۔ اور خدا کرے ان کی اس استقامت میں سرمو بھی کوئی فرق نہ آنے پائے۔ یہ اس لئے کہنا پڑتا ہے کہ عوام کا جیسا مطالبہ ہے اگر اس سے گھبرا کر کوئی قدم اٹھایا گیا تو بہت ممکن ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دین قیم بازیچہ اطفال بن جائے اور اس کے تقدس ووقار کا آبگینہ چور چور ہو جائے۔

پاکستان عائلی کمیشن کی رپورٹ، منکرین حدیث کے دین مسخ کرنے والے اجتہادات اور دوسری روشن خیال دینی جماعتوں کی غلط تعبیریں اور ان کا لرزہ خیز انجام ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔

یہ الگ بات ہے کہ علماء قائمین بالحق وراسخین فی العلم پر زمانہ کے انقلاب نے جو نئی ذمہ داریاں ڈال دی ہیں وہ ان سے عہدہ براہونا اپنا فرض سمجھتے ہیں اور اس سلسلہ میں جو کچھ انہیں کرنا چاہئے کر رہے ہیں اور انشاء اللہ کرتے رہیں گے۔

خوب یاد رکھئے کہ الدین یسر دین آسانی کا دوسرا نام ہے، نہ اس میں تنگی ہے نہ سختی نہ افراط ہے، نہ تفریط۔ بلکہ اس کے قوام میں اعتدال ہے اور ہر دور کا ساتھ دینے کی بے پناہ قوت، وہ اپنے اندر بے انتہا لچک اور جاذبیت رکھتا ہے پیغمبر اسلام ﷺ کی طرف سے معلمین دین کو ہدایت ہے کہ ”آسانی کرنا سختی نہ کرنا، خوش خبری سنانا، نفرت نہ پھیلانا۔“

احکام دین میں جو وسعت وہمہ گیری اور رفق وسہولت ہے، وہ ہر شخص جانتا ہے باب طہارت میں پانی کے استعمال کا حکم ہے، مگر پانی، یا پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں مٹی کو اس کا قائم مقام بنایا گیا ہے اور وہ بھی اس طرح کہ وضو اور جنابت دونوں کے لئے مٹی یا جو مٹی کے حکم میں ہے، اس پر دونوں ہتھیلیاں مار کر چہرہ اور دونوں ہاتھوں کا صرف کہنیوں تک مسح کر لے۔ مٹی اور پانی میں جو مناسبت ہے وہ ان لوگوں پر ظاہر ہے جن کو علم ہے کہ ان دو چیزوں کا انسان اور دوسری مخلوق کی پیدائش اور نشو ونما میں کیا حصہ ہے، عبادات میں نماز ایک عظیم المرتبت عبادت ہے اور اس قدر عام کہ کسی عاقل وبالغ مسلمان سے معاف نہیں اس نماز میں قیام گو فرض ہے، مگر جن کو قیام وغیرہ پر قدرت نہیں ہے ان کو بیٹھ کر ادا کرنے کی اجازت ہے اور اگر اس پر بھی قادر نہیں تو لیٹ کر، اسی طرح فرض نمازوں کی ادائیگی جماعت کے ساتھ سنت مؤکدہ بلکہ واجب ہے، اور مسجدوں کا سارا نظام اسی سے وابستہ ہے لیکن اگر کوئی معمولی عذر شرعی بھی ہے تو پھر اسے ترک جماعت کی اجازت حاصل ہے، اسی طرح مقیم کے لئے سنت اور ہر فرض کی پوری رکعتیں ضروری ہیں، لیکن مسافر شرعی کے لئے تخفیف ہے کہ چار فرض کی جگہ صرف دو پڑھے، اور سنتیں معاف۔

پھر نماز کی ہیئت ترکیبی اور اس کے جو شروط وصفات ہیں ان میں سے کسی میں کوئی سختی نہیں، اور جو التزام ضروری قرار دیا گیا ہے وہ سب نفع بخش اور انسانی زندگی کو سنوارنے والے اور پاکیزگی بخشنے والے ہیں۔ مختصر یہ کہ دین سہل بھی ہے اور کم سے کم وقت میں ادا ہو جانے کے لائق بھی۔ اور کم وبیش یہی ساری سہولتیں دوسری عبادات میں بھی حاصل ہیں۔ کاش عام مسلمان دین سے پورے طور پر واقف ہوتا تو اسے اندازہ ہوتا کہ اسلام کتنا آسان دین ہے اور نفسیات انسانی سے کس قدر قریب۔

اس جلد کی ترتیب میں بھی ان تمام امور کا لحاظ رکھا گیا ہے جن کی تفصیل پہلی جلد میں آچکی ہے پہلے ارادہ تھا کہ پوری ''کتاب الصلوٰۃ'' ایک جلد میں یا زیادہ سے زیادہ دو جلدوں میں آجائے مگر اس جلد کی بڑھتی ہوئی ضخامت اور لوگوں کی آسانی کے لئے اس کی متعدد جلدیں کرنی پڑیں مسائل میں تکرار کے خلاف کا اہتمام اس جلد میں بھی کیا گیا ہے مگر بعض مسائل کی اہمیت اور سوالات کی مختلف نوعیت کی وجہ سے دو تین مسئلوں میں ضرورت بھر تکرار باقی رکھی گئی ہے اور بعض مسائل میں تکرار انسانی نسیان کے تحت بھی رہ گئی ہے مگر وہ برائے نام ہے۔ لیکن تکرار کا یہ مطلب ہرگز نہ سمجھا جائے کہ ایک ہی سوال وجواب لوٹ کر آگیا ہے۔ بلکہ سائل بھی دوسرا ہے اور سوال وجواب کے الفاظ بھی بدلے ہوئے، اور دو وقت کے لکھے ہوئے ہیں۔

بشری بھول چوک سے کون بچا ہے کہ یہ خاکسار بچنے کا دعویٰ کرے، لیکن اپنی جدو جہد اور محنت و کاوش کی حد تک جو کچھ کر سکتا تھا اس میں ہرگز کوتاہی نہیں ہونے دی ہے۔ کامیابی رب العزت کے ہاتھ ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ یہ حقیر خدمت قبول فرمائیں اور اسے علماء کی نگاہ میں وقیع و پسندیدہ، اور عوام کے لئے زیادہ سے زیادہ لائق استفادہ بنائیں، ساتھ ہی مرتب کے لئے دنیا و آخرت دونوں میں یہ مجموعہ فلاح ونجات کا ذریعہ ثابت ہو، ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم.

طالب دعا۔ محمد ظفیر الدین غفرلہ۔ پورہ نوڈیہاوی۔ دار الافتاء دار العلوم دیو بند۔ ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۸۳ھ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین و الصلوٰۃ و السلام علی سیدالمرسلین
وعلیٰ الہ و اصحابہ اجمعین

کتاب الصلوٰۃ

(نماز کی اہمیت اور اس کے فضائل)

ہر طبقہ کے مسلمانوں کے لئے نماز کی پابندی کی کیا صورت ہے:۔

(سوال ۱) ہر طبقہ کے مسلمان نماز کے کیونکر پابند ہو سکتے ہیں۔

(جواب) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وانها لكبيرة الا على الخاشعين الذين يظنون انهم ملقوا ربهم وانهم اليه راجعون۔ (۱) ترجمہ:۔ اور بے شک نماز بھاری ہے مگر ان لوگوں پر جو فروتنی اور عاجزی کرنے والے ہیں جن کو یقین ہے کہ ان کو اللہ کے پاس جانا ہے اور اسی طرف لوٹنا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اولاً خوف الٰہی اور خوف قیامت و احوال قیامت اور پیشی بارگاہ الٰہی کا خیال دل میں پیدا کرے اور ان میں فکر کرے اور پھر وہ بشارت اور ثواب جو احادیث میں نماز پڑھنے والوں کے لئے وارد ہیں دیکھے سنے اور فضائل نماز کو پیش نظر کرے تو اس طریق سے امید ہے کہ اس کو نماز کا شوق ہوگا، اور جب اس پر غور کرے گا کہ احب الا عمال الى الله ادومها (۲) یعنی پسندیدہ تر عمل اللہ کے نزدیک وہ ہے جس پر دوام اور مواظبت ہو، اور نیز اس قسم کی احادیث میں غور کرے گا، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أرأيتم لو ان نهراً بباب احد كم يغتسل فيه كل يوم خمساً هل يبقى من درنه شئى قالوا لا يبقى من درنه قال فذلك مثل الصلوات الخمس يمحو الله بهن الخطايا. رواه البخاري ومسلم. (۳) حاصل اس کا یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے دریافت فرمایا کہ اگر کسی کے دروازہ کے آگے ایک نہر ہو کہ دن رات میں پانچ دفعہ اس میں غسل کرے تو کیا اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہے گا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ نہیں باقی رہے گا۔ آپ نے فرمایا کہ یہی مثال پانچوں نمازوں کی ہے کہ ان کی وجہ سے گناہوں سے پاک و صاف ہو جاتا ہے تو وہ شخص پکا نمازی ہو جاوے گا اور وقتاً فوقتاً مسائل نماز کی تحقیق اور جستجو میں رہے گا اور بحکم من جد وجد ضروری ہے کہ وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہوگا۔ پس ضروری ہوا کہ نماز کی بزرگی اور فضیلت میں جو احادیث وارد ہیں ان کو مشکوٰۃ شریف کی کتاب الصلوٰۃ میں دیکھے یا کسی سے سنے اور اگر وہ شخص عربی نہیں سمجھتا تو مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ شریف کو دیکھتا رہے۔ الغرض ہر طبقہ کے مسلمانوں کو امید ہے کہ طریقہ مذکور سے نفع ہوگا اور نماز کا شوق ہوگا۔ اور جو لوگ خود اس طریق پر کاربند نہ ہو سکیں ان کو دوسرے لوگ جو واقف ہیں یہ باتیں سنائیں اور انذار و

---

(۱) البقرہ رکوع ۳. ۱۲ ظفیر۔
(۲) مشکوۃ باب القصد فی العمل، الفصل الاول ص ۱۱۰ ۱۲ ظفیر۔
(۳) مشکوۃ کتاب الصلوۃ ص ۵۷. ۱۲ ظفیر۔

بشارت کی آیات و احادیث کا ترجمہ ومطلب سنائیں اور بتلائیں تو ضرور ہے کہ بحکم وذکّر فان الذکری تنفع المؤ منین. (۱)ان کو یہ نصائح نافع اور ممد ہوں گے۔ اقامت صلوٰۃ بلکہ اتباع جمیع احکام دینیہ پر۔ والسلام۔ فقط۔

جو پابندی سے نمازیں نہیں ادا کرتا اسے ثواب ملے گا یا نہیں:۔

(سوال ۲) جو شخص کبھی کبھی بعض نماز ترک کرتا ہے اور بعض نمازیں ادا کرتا ہے اس کو ادا شدہ نمازوں کا ثواب ملے گا یا نہیں۔

(جواب) ادا شدہ نماز کا ثواب ملے گا، اور ترک شدہ نماز کا عذاب ہوگا(۲)۔

رشوت خور کی نماز مقبول ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳) ایک شخص علاوہ تنخواہ ماہوار کے رشوت خوب لیتا ہے، اس کی نماز مقبول ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز قبول ہے اور نماز کا ثواب حاصل ہوگا اور رشوت کا گناہ ہوگا قال تعالیٰ و آخرون اعترفوابذنو بھم خلطوا عملاً صالحاًو آخر سیئاً الآیۃ(۳). فقط.

اگر کسی نمازی کے متعلقین نماز نہیں پڑھتے تو کیا اس کی وجہ سے نمازی پر کوئی جرم عائد ہوگا:۔

(سوال ۴/الف) ایک محلّہ کے مسلمانوں نے یہ انتظام کیا ہے کہ جو شخص کسی وقت کی نماز نہ پڑھے تو جرمانہ ادا کرے اور تارک الصلوٰۃ کے ساتھ میل جول نہ رکھا جاوے۔ اس محلّہ میں زید خود تو نماز پڑھتا ہے مگر اس کے متعلقین نماز نہیں پڑھتے۔ زید سے جب کہا گیا تو یہ جواب دیا کہ نہیں پڑھتے تو میں کیا کروں مجبوری ہے۔ اس سے کہا گیا کہ ترک تعلقات کیجئے تو زید نے یہ جواب دیا کہ یہ بھی نہیں ہوسکتا مجبوری ہے۔

(ب) زید کا یہ کہنا کہ مجبوری ہے قابل معافی ہے یا نہیں۔

ایسے شخص کی امامت درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۵/۱) جب کہ زید تارک الصلوٰۃ سے میل جول رکھتا ہے تو زید کے پیچھے نماز پڑھنا چاہئے یا نہ۔

ایسے شخص سے تعلقات رکھے جائیں یا نہیں:۔

(سوال ۶/۲) زید سے تعلقات رکھے جاویں یا نہیں۔

نمازی بنانے کے لئے مالی جرمانہ جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۷/۳) نماز پڑھانے کی غرض سے اس قسم کے اثر سے کام لینا شریعت میں جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) زید نے اگر نصیحت کی اور انہوں نے نہ مانا تو زید کے ذمہ مواخذہ نہیں ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ولا

---

(۱)الذاریات رکوع ۲. ۲ اظفیر.
(۲)وتارکھا عمداً مجانة ای، تکا سلا فاسق یحبس حتی یصلی الخ وقیل یضرب حتی یسیل منه الدم وعند الشافعی یقتل بصلاة واحدة حداً وقیل کفرا (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۲۶ ط.س. ج ۱ ص ۳۵۲)وفساد اصل الصلوٰة بترک الترتیب موقوف الخ فان کثرت وصارت الفوائت مع الفائتة ستا ظهرت صحتها (ایضاً باب قضاء الفوا ئت ج ۱ ص ۶۸۴ ط.س. ج ۱ ص ۷۰ ...... ۷۱)ظفیر. (۳)سورة التوبه. رکوع ۱۳. ۲ ۱ ظفیر.

ولاتزر وازرة وزر اخری۔(۱) وقال تعالیٰ: لا تکلف الا نفسک وحرض المؤمنین.(۲)

(۲) زید کی امامت اس صورت میں مکروہ نہیں ہے، اس کے پیچھے نماز درست ہے۔

(۳) زید سے تعلقات قائم رکھنے میں کچھ گناہ نہیں ہے۔

(۴) نماز کی تاکید اپنی وسعت کے موافق خوب کرنی چاہئے لیکن جرمانہ مالی جو شرعاً ناجائز ہے یہ نہ کرنا چاہئے۔(۳) ویسے تنبیہ کرنا اور ڈرانا ہر طرح چاہئے اور نہ ماننے پر اس سے انقطاع کر دینا اور ترک تعلق کر دینا مناسب ہے۔(۵)

کیا ذکر اللہ فرائض نماز سے بہتر ہے:۔

(سوال ۸) گروہے از صوفیاء میگوید کہ ذکر اللہ از جماعت پنجگانہ و دیگر فرائض اولیٰ و افضل است اگر بوجہ مشغولیت ذکر و اذکار فریضہ فوت شود بروے قضا نیست نہ عاصی شود و از آیۃ کریمہ ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشآء والمنکر ولذکر اللہ اکبر۔ استدلال می کنند قول ایشاں صحیح است یا نہ۔

(جواب) ایں قول شان باطل است چنانچہ در حدیث صحیحین است۔ وعن ابن مسعودؓ قال سئلت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ای الاعمال احب الی اللہ قال الصلوٰۃ لو قتھا قلت ثم ای قال برا لوالدین قلت ثم ای قال الجھاد فی سبیل اللہ (۶) الحدیث ۔وقال اللہ تعالیٰ حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطی.(۷) و باتفاق امت نماز فرض قطعی است و ذکر اللہ علاوہ نماز وغیرہ از مستحباب است و اتفاق است کہ فرض افضل است از مستحباب و معنی آیۃ این است کہ نماز چونکہ متضمن ذکر اللہ است لہذا افضل است از غیر آں از عبادات، قال فی الکمالین فالصلوٰۃ لما کان کلھا مشتملۃ بذکر اللہ تعالیٰ تکون اکبر .الخ.(۸)

سائنسی تجربات کی وجہ سے نماز کی قضا درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۹) اگر دار التجربات سائنس میں تجربہ کیا جارہا ہے اور نماز کا وقت بھی تو کیا یہ مجبوری ایسی ہے کہ اس نماز کو دوسری

---

(۱) سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۲. ۱۲ ظفیر.

(۲) سورۃ النساء رکوع ۱۱. ۱۲ ظفیر.

(۳) لا باخذمال فی المذھب بحر وفیه عن البزازیة قیل یجوز ومعناہ ان یمسکه مدة لینزجر ثم یعیده له فان ایس من توبته صرفه الی ما یری وفی المجتبی انه کان فی ابتداء الا سلام ثم نسخ (درمختار) قوله لا یاخذ مال قال فی الفتح وعن ابی یوسف یجوز التعزیر للسلطان با خذ المال وعند ھما وباقی الائمة لا یجوز اھ ومثله فی المعراج فظاھرہ ان ذلک روایة ضعیفة عن ابی یوسف قال فی الشرنبلا لیة ولا یفتی بھذا لما فیه من تسلیط الظلمةعلی اخذ مال الناس الخ. (رد المحتار. باب التعزیر مطلب فی التعزیر باخذ المال ج۳ ص ۲۴۶ .ط.س. ج۱ ص ۶۱)ظفیر مفتاحی.

(۴) وتارکھا عمد امجانة ای تکا سلا فاسق یحبس حتی یصلی الخ وقیل یضرب حتی یسیل منه الدم (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب، الصلوٰۃ (ج۱ ص ۳۲۶ .ط.س. ج۱ ص ۳۵۲) ظفیر.

(۵) مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ فصل اول ص ۵۸. ۱۲ ظفیر.

(۶) سورۃ البقرۃ رکوع ۳۱. ۱۲ ظفیر.

(۷) بر حاشیه تفسیر جلالین ص ۳۳۹ وفی عبارۃ ابی السعود ولذکر اللہ اکبر ای الصلوٰۃ اکبر من سائر الطاعات (ایضاً ص ۳۳۸) ظفیر.

نماز کے ساتھ قضا پڑھنے کی اجازت ہو۔
(جواب) اس وجہ سے نماز کو قضا کرنا جائز نہیں۔(۱)

نمازیں کب فرض ہوئیں:۔

(سوال ۱۰) کیا نماز شب معراج ہی سے فرض ہوئی ہے۔
(جواب) نماز شب معراج ہی میں فرض ہوئی ہے جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ اردو مظاہر حق دیکھیں۔(۲)

الباب الاول فی المواقیت وما یتصل بها
فصل اول اوقات الصلوٰۃ

اذان و جماعت فجر:۔

(سوال ۱۱) فجر کی نماز جماعت طلوع آفتاب سے کتنی پیشتر ہونی چاہئے۔ اور دیگر یہ کہ اذان فجر جماعت سے کتنی پہلے ہونی چاہئے۔
(جواب) شامی میں ہے، قال ابو حنیفہؒ یؤذن للفجر بعد طلوعه(۳) یعنی صبح صادق ہونے کے بعد کہنا بہتر ہے اگر فوراً نہ ہو تو بعد میں کہے۔ الغرض تمام وقت نماز کا اذان کا بھی وقت ہے کما فی الشامی ولعل المراد بیان الاستحباب والا فوقت الجواز جمیع الوقت الخ.(۴) اور جماعت فجر کی اسفار کے وقت ہونی چاہئے یعنی جس وقت خوب روشنی ہو جاوے۔ اس کی مقدار درمختار میں یہ لکھی ہے کہ آفتاب کے نکلنے سے اتنی پہلے نماز شروع کریں کہ چالیس آیتیں ترتیل سے پڑھ سکیں اور پھر اعادہ کی ضرورت ہو تو اعادہ کرلیں(۵) غرض تقریباً آدھ گھنٹہ پہلے آفتاب نکلنے سے جماعت کریں۔ فقط۔

---

(۱) وتارکها عمد امجانة ای تکا سلا فاسق یحبس حتی یصلی الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۲۶ ط.س. ج ۱ ص ۳۵۲) ولا جمع بین فرضین فی وقت بعذر الخ فان جمع فسد لو قدم الفرض علی وقته وحرم لو عکس ای اخره عنه الا لحاج بعرفة ومزدلفة (ایضا ج ۱ ص ۳۵۵ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۲) ظفیر صدیقی.
(۲) هی فرض عین علی کل مکلف بالا جماع فرضت فی الا سراء لیلة قبل السبت سابع عشر رمضان قبل الهجرة بسنة ونصف وکانت قبله صلاتین قبل طلوع الشمس وقبل غروبها شمنی (درمختار) انهم اختلفوا فی ای سنة کان الا سراء بعد اتفاقهم علی انه کان بعد البعثة الخ (رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۲۵ ط.س. ج ۱ ص ۳۵۲) معراج سے متعلق ایک لمبی حدیث کے اخیر میں ہے ثم فرضت علی الصلوٰۃ خمسین کل یوم فرجعت علی موسیٰ فقال بما امرت قلت امرت بخمسین صلوٰۃ کل یوم قال ان اُمتک لا تستطیع خمسین صلوٰۃ کل یوم وانی واللہ قد جربت الناس قبلک وعا لجت بنی اسرائیل اشد المعالجة فارجع الی ربک فسله التخفیف لا متک فرجعت فوضع عنی عشر فرجعت الی موسی فقال مثله فرجعت فوضع عنی عشرا فرجعت الی موسیٰ فقال مثله فرجعت فوضع عنی عشرا فرجعت الی موسیٰ فقال مثله فرجعت فوضع عنی عشرا فامرت بعشر صلوات کل یوم فرجعت الی موسی فقال مثله فرجعت فامرت بخمس صلوات کل یوم الخ متفق علیه (مشکوٰۃ باب فی المعراج فصل اول ص ۵۲۸) ظفیر غفرله.(۳) رد المحتار. باب الاذان ص ۳۵۷ ط.س. ج ۱ ص ۱۲.۳۸۵ ظفیر.(۴) ایضا ط.س. ج ۱ ص ۱۲.۳۸۵ ظفیر مفتاحی.(۵) والمستحب لرجل الا بتداء فی الفجر باسفار والختم به هو المختار بحیث یرتل اربعین اية ثم یعیده بطهارة ولو فسد (الدر المختار علی هامش رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۳۹ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۶) ظفیر.

قطب شمالی وجنوبی میں اوقات نماز کی پابندی کا طریقہ :۔

(سوال ۱۲) اوقات نماز کی پابندی ممالک قطب شمالی اور قطب جنوبی میں کس طرح ہوسکتی ہے۔ان ممالک میں تین تین مہینہ تک آفتاب طلوع نہیں ہوتا علی ہذا۔تین ماہ تک غروب نہیں ہوتا ۔ایسے مقامات میں نماز کس طرح ادا کی جاوے۔

(جواب) ایسے مواقع کا حکم بھی فقہا نے لکھ دیا ہے کہ وہاں اندازہ کر کے نمازیں ادا کریں۔(۱) جیسا کہ حدیث میں ہے کہ دجال کے ظہور کے وقت ایک دن سال بھر کا ہوگا،اس میں آنحضرت ﷺ نے بجواب صحابہ نمازوں کے بارہ میں یہ ارشاد فرمایا کہ اندازہ کر کے نماز ادا کرو۔(۲) اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک چوبیس گھنٹہ میں پانچ نمازیں پڑھو اسی قدر فصل سے جیسے عام بلاد میں نمازوں کے درمیان فاصلہ ہوتا ہے پس یہی حکم عند المحققین ان مواقع کا ہے جہاں چھ چھ مہینہ یا کم و بیش دن اور رات رہتی ہیں۔(۳)

نماز فجر کا مستحب وقت :۔

(سوال ۱۳) فجر کی نماز میں چند مسلمانوں کے درمیان اختلاف پڑا ہوا ہے۔اوقات طلوع شمس حیدرآباد دکن ۵ بج کر ۴۵ لحظہ پر اور غروب ۶ بج کر ۵۶ منٹ پر ہوتا ہے،اس لئے یہاں دن رات کا شمار تقسیم بالمناصفہ سے کیا جاتا ہے۔لیکن یہاں کے اکثر حضرات اختلاف کی وجہ سے غلس میں نماز پڑھتے ہیں۔ساڑھے چار بجے فجر پڑھ لیتے ہیں اور بعض لوگ اسفار میں ۵ بجے کے بعد پڑھتے ہیں لہذا حنفی مذہب میں جو اصح اور متفق علیہ ہو وہ تحریر فرمادیں۔

(جواب) نماز فجر میں عند الحنفیہ اسفار مستحب ہے۔مستحب کہنے سے معلوم ہوا کہ غلس میں درست ہے مگر بہتر اسفار ہے اور اسفار کی معنی ظہور نور اور انکشاف ظلمت کے ہیں۔پس جب کہ طلوع آفتاب ۵ بج کر ۴۵ منٹ پر ہو تو ۵ بجے کے بعد عمدہ وقت اسفار کا ہے(۴) اور ساڑھے چار بجے پڑھنے والے بھی لائق ملامت کے نہیں ہیں،کیونکہ غلس میں پڑھنا بھی احادیث سے ثابت ہے۔(۵) اختلاف صرف افضلیت وعدم افضلیت میں ہے۔جواز میں اختلاف نہیں ہے۔
والمستحب للرجل الا بتداء فی الفجر باسفار والختم به هو المختار درمختار وفی الشامی قوله

---

(۱)وفا قد وقتهما کبلغار فان فیها یطلع الفجر قبل غروب الشفق فی اربعینیة الشتاء مکلف بهما ما فیقدر لهما ولا ینوی القضاء الخ (درمختار وقدو جدو هو ما تو اطئت علیه اخبار الا سراء من فرض الله تعالیٰ الصلوٰة خمسا بعد ما امراولا بخمسین ثم استقر الا مر علی الخمس شرعا عاما لا هل الا فاق لا تفصیل بین قطرو قطر .(۲)روی انه صلی الرعد وسلم ذکر الدجال قلنا ما لبثه فی الا رض قال اربعون یوما، یوم کسنة ویوم کشهر ویوم کجمعةوسائر ایامه کا یامکم قلنا یا رسول الله فذالک الیوم الذی کسنة اتکفینا فیه صلاة یوم قال لا، اقدر و۔ رواه مسلم الخ (رد المحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۵ و ص۳۳۷ .ط.س. ج ۱ ص ۳۶۲)ظفیر .(۳)قال الرملی فی شرح المنهاج ویجری ذلک فیما لو مکثت الشمس عند قوم مدة ۱ ه ح قال فی امداد الفتاح قلت وکذالک یقدر لجمیع الا جال کا لصوم والزکاة والحج والعدة واجال البیع والسلم والا جارة وینظر ابتداء الیوم فیقدر کل فصل من الفصول الا ربعة بحسب مایکون کل یوم من الزیادة والنقص کذا فی کتب الائمة الشافعیة ونحن نقول بمثله اذا صل التقدیر مقول به اجماعاً فی الصلوٰة (رد المحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۵ وج ۱ ص۳۳۷ .ط.س. ج ۱ ص ۳۶۵)ظفیر .(۴)عن رافع بن خدیج قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اسفروا با لفجر فانه اعظم للاجر رواه الترمذی وابو داؤد والدار می (مشکوٰة .باب تعجیل الصلوٰة ص ۶۱)ظفیر.

(۵)وعن عائشة قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم لیصلی الصبح فتنصرف النساء متلفعات بمروطهن ما یعرفن من الغلس متفق علیه (ایضا ص ۶۰)ظفیر.

باسفار ای فی وقت ظہور النور وانکشاف الظلمۃ الخ .(۱)فقط۔

مقیاس الظل :۔

(سوال ۱۴) دائرہ ہندیہ میں مقیاس کا ظل سر سے ناپنا چاہئے یا جڑ سے اور سایہ اصل صحیح کس صورت میں ہوگا۔

(جواب) مقیاس کا ظل جو بوقت زوال شمس ہو وہ سایہ اصل کہلاتا ہے اس کو خواہ سر سے جڑ کی طرف کو ناپا جاوے یا جڑ سے سر کی طرف کو ہر دو صورت میں مآل واحد معلوم ہوتا ہے۔ باقی دائرۂ ہندیہ اور فی الزوال اور مثل ومثلین کی تشریح جو کچھ شرح وقایہ میں مذکور ہے وہ سہل ہے اور اقرب الی الصواب۔(۲)فقط۔

وقت ظہر اور امام صاحب :۔

(سوال ۱۵) امام ابوحنیفہ کا رجوع وقت ظہر مثلین سے اور الشفق ہو البیاض سے اور جائز ہونا مسح کا اوپر جورب کے یہ کہ منعل یا مجلد ہو ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) رجوع امام صاحب کا مثلین سے وقت ظہر میں اور وقت مغرب میں شفق ابیض سے ثابت نہیں اور قول امام اصح واحوط ہے۔ کما حققہ العلامہ شامی (۳) اور جورب منعل ومجلد پر مسح کا جواز مسلم ہے۔(۴)فقط۔

کیا قرآن سے پنج وقتہ نماز کے اوقات ثابت ہیں :۔

(سوال ۱۶) زید آیۃ کریمہ اقم الصلوٰۃ طرفی النہار وزلفاً من اللیل سے تین وقت کی نماز فجر۔مغرب۔عشاء پر استدلال کرتا ہے۔کیا قرآن شریف کی کسی آیت شریفہ سے اوقات نماز پنجگانہ صریحاً ثابت ہوتے ہیں۔

(جواب) آیۃ کریمہ اقم الصلوٰۃ طرفی النہاو ز لفاً من اللیل .(۵) میں پانچوں نمازوں کی فرضیت مراد ہوسکتی ہے۔اس طرح کہ دن کے ایک طرف میں صبح کی نماز ہے اور دوسری طرف میں زوال کے بعد سے غروب آفتاب کے بعد تک تین نمازیں ظہر۔عصر۔مغرب اور زلفاً من اللیل میں عشاء مراد ہو۔اس لئے کہ دن کا پہلا نصف حصہ زوال تک ہے اور دوسرا حصہ زوال کے بعد غروب تک ہے اگر دوسرے حصے میں غروب تک دو نمازیں ظہر اور عصر رکھی جاویں تو مغرب اور عشاء زلفاً من اللیل سے مراد ہوسکتی ہیں۔اور ایک دوسری آیۃ سے بھی مفسرین نے پانچوں نمازیں مراد لی ہیں،وہ یہ ہے فسبحن اللہ حین تمسون وحین تصبحون ولہ الحمد فی السموت والارض وعشیاً وحین

---

(۱) ردالمحتار . کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۳۹ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۶. ۱۲ ظفیر.

(۲) دیکھئے شرح وقایہ کتاب الصلوٰۃ ص ۱۴۴ و ص ۱۴۵. ۱۲ ظفیر. (۳) الشفق ہو الحمرۃ عندہما وبہ قالت الثلاثۃ والیہ رجع الامام کما فی شروح المجمع وغیرہا فکان ہو المذہب (درمختار) قولہ والیہ رجع الامام ای الی قولہما الذی ہو روایۃ عنہ ایضا الخ وردہ المحقق فی الفتح بانہ لا یسا عدہ روایۃ ولا درایۃ وقال تلمیذہ العلامہ قاسم فی تصحیح القدوری ان رجوعہ لم یثبت الخ فثبت ان قول الامام ہو الاصح الخ(رد المحتار. کتاب الصلوٰۃ جلد اول ص ۳۳۴ و ص ۳۳۵ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۱)ظفیر. (۴) او جو ربیہ من غزل او شعر الثخینین الخ والمنعلین ما جعل علی اسفلہ جلدۃ والمجلدین (درمختار) ماذکرہ المصنف من جوازہ علی المجلد والمنعل متفق علیہ عند نا (رد المحتار. باب المسح علی الخفین جلد اول ص ۲۴۹ ط.س. ج ۱ ص ۲۶۹)ظفیر.

(۵) سورۃ ہود رکوع ۱۰. ۱۲ ظفیر.

تظهرون.(۱)

انتہائی وقت ظہر عند الحنفیہ :۔

(سوال ۱۷) حنفیہ کے نزدیک انتہائی وقت ظہر کہاں تک ہے ایک مثل تک یا دو مثل تک یعنی نماز ظہر کب سے قضا پڑھنی چاہئے اور نماز عصر کب پڑھی چاہئے۔

(جواب) قال فی الدر المختار ووقت الظهر من زواله الخ الی بلوغ الظل مثليه وعنه مثله وهو قولهما وزفر والا ئمة الثلاثة قال الا مام الطحاوی وبه ناخذو فی غزر الا ذكار هو الماخوذبه وفی البر هان وهو الا ظهر الخ وفی الشامی قوله الی بلوغ الظل مثليه هذا هو ظاهر الرواية عن الا مام نهاية وهوالصحيح بدايع ومحيط وينا بيع وهو المختار غيا ثيه واختاره الا مام المحبوبی وعول عليه النسفی وصدر الشريعة تصحيح قاسم . واختاره اصحاب المتون وارتضاه الشارحون فقول الطحاوی وبقولهما نا خذ لا يدل علی انه المذهب الخ ثم قال وقد قال فی البحر لا يعدل عن قول الامام الی قولهما الخ. (۲) پس معلوم ہوا کہ راجح عند الحنفیہ قول امام اعظم ہے اور وقت ظہر دو مثل تک رہتا ہے سوائے فئی الزوال کے اور وقت عصر کے بعد مثلین کے ہے۔ فقط۔

طلوع وغروب کے وقت نماز کی ممانعت کی وجہ :۔

(سوال ۱۸) طلوع اور غروب کے وقت نماز پڑھنا کیوں منع ہے۔

(جواب) حدیث شریف میں یہ آیا ہے کہ ان وقتوں میں کفار سورج کی پرستش کرتے ہیں، اس لئے ان وقتوں میں نماز نہ پڑھیں۔ (۳)

نماز عصر نصف غروب آفتاب کے وقت جائز ہے یا نہیں :۔

(سوال ۱۹) فرض عصر کے غروب آفتاب کے وقت اگر سورج نصف اندر اور نصف باہر ہو جائز ہیں یا نہیں۔

(جواب) نماز عصر اس دن کی ایسے وقت میں ادا ہو جاتی ہے۔ یعنی اگر ایسا وقت ہو جاوے اور نماز عصر کی نہ پڑھی ہو تو پڑھ لینی چاہئے۔ (۴) مگر قصداً ایسا وقت نہ کرنا چاہئے کہ یہ معصیت ہے۔

---

(۱) سورة الروم رکوع ۲. ۱۲ ظفير. فسبحان الله حين تمسون الخ قيل المراد بالتسبيح هنا الصلوات الخمس فقوله حين تمسون صلاة المغرب والعشاء وقوله حين تصبحون صلاة الفجر وقوله عشيا صلاة العصر وقوله وحين تظهرون صلاة الظهر كذا قال الضحاک وسعيد بن جبير وغيرهما الخ (فتح القدير للشوكانی ج۴ ص ۲۱۱) ظفير.

(۲) رد المحتار. كتاب الصلوٰة. جلد اول ص ۳۳۲ ط.س. ج ا ص ۳۵۹. ۱۲ ظفير. (۳) قال رسول الله صلی الله عليه وسلم ولا تحينوا بصلوتكم طلوع الشمس ولا غروبها فانها تطلع بين قرنی الشيطان متفق عليه وفی رواية ثم اقصر عن الصلوٰة حين تطلع الشمس حتی ترتفع فانها تطلع حين تطلع بين قرنی الشيطان وحينئذ يسجد لها الكفار (مشكوٰة. باب اوقات النهی ص ۹۴) ظفير. (۴) لا تجوز الصلوٰة عند طلوع الشمس ولا عند قيا مها ولا عند غروبها الخ الاعصر يومه عند الغروب (هدايه فصل فی الأوقات التی تكره فيها الصلوٰة ج ا ص ۸۰۰) ظفير.

ظہر وجمعہ کا وقت:۔

(سوال ۲۰) ظہر وجمعہ کی اذان ہمیشہ سوا بارہ بجے اور جماعت ساڑھے بارہ بجے جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) مختلف موسموں میں حکم مختلف ہوتا رہتا ہے۔ زوال سے پہلے ظہر اور جمعہ کا وقت نہیں ہوتا اور گرمیوں میں ظہر میں تاخیر مستحب ہے اور جمعہ میں ہمیشہ تعجیل مستحب ہے لیکن اس کا خیال رکھا جاوے کہ وقت ہوجاوے۔ ساڑھے بارہ بجے سے پہلے جمعہ کی اذان نہ کہی جاوے اور ایک بجے جمعہ پڑھا جاوے۔ اور ظہر میں موسم گرما میں تاخیر چاہئے۔(۱) اذان دو ڈیڑھ بجے اور نماز سوا دو یا اڑھائی بجے پڑھنی چاہئے اور جاڑوں میں ایک ڈیڑھ بجے۔

نماز مغرب کا وقت کب سے کب تک ہے:۔

(سوال ۲۱) مغرب کا وقت رمضان شریف وغیرہ میں بمجرد غروب آفتاب کے ہوجاتا ہے یا نصف آسمان تک اندھیرا ضروری ہے۔

(جواب) وقت نماز مغرب کا ہمیشہ مجرد غروب شمس سے ہوتا ہے۔ اور روزہ کے افطار کا وقت رمضان شریف وغیرہ میں بھی بمجرد شمس سے ہوجاتا ہے۔ درمختار کتاب الصوم میں ہے هو امساک عن المفطرات الخ فی وقت مخصوص وهو اليوم (درمختار) ای اليوم الشرعی من طلوع الفجر الی الغروب الخ والمراد بالغروب زمان غيبوبة جرم الشمس بحيث تظهر الظلمة فی جهة الشرق (۲) الخ ص ۸۰ جلد ثانی شامی۔ فقط۔ صفحات کا یہ حوالہ شامی، مطبوعہ "مجتبائی دہلی" کا ہے اور حاشیہ میں شامی مطبوعہ مکتبہ عثمانیہ" دارالخلافہ عثمانیہ" کا۔ ظفیر۔

کسی کے انتظار میں وقت مستحب ضائع نہ کیا جائے:۔

(سوال ۲۲) ایک شخص کے مکان کے متصل ایک مسجد ہے محلہ میں اور بھی بہت سے مسلمان ہیں مگر وہ شخص کہتا ہے کہ امام مسجد کا نماز جماعت اس وقت تک نہ" پڑھاوے جب تک ہم نہ آویں۔ اکثر ہوا ہے کہ اس کے انتظار میں وقت مکروہ میں جماعت ہوئی ہے۔ اب امام اپنے وقت معینہ پر جماعت پڑھا دیا کرتا ہے یعنی ہر نماز کی اذان کے آدھا گھنٹہ پون گھنٹہ بعد اور نمازی قریب قریب بیس تیس آدمی کے حاضر ہوجاتے ہیں۔ اب وقت کی پابندی امام کو لازم ہے یا اس شخص کا انتظار۔

(جواب) وقت مستحب پر نماز پڑھنی چاہئے شخص مذکور کا انتظار نہ کیا جاوے لیکن اگر اندیشۂ فساد ہو تو فقہاء نے اس کے انتظار کی اجازت دے دی ہے۔(۳) فقط۔

---

(۱) والمستحب فی الفجر باسفار الخ وتاخير ظهر الصيف بحيث يمشی فی الظل مطلقا الخ . وجمعة كظهر اصلا واستحبابا فی الزمانين لانها خلفه (درمختار) لكن جزم فی الاشباه انه لا يسن لها الابرار لخ (رد المحتار كتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۴۰ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۶) ظفير. (۲) رد المحتار كتاب الصوم جلد ثانی ج ۲ ص ۱۱۰ ط.س. ج ۱ ص ۳۷۱) رد المحتار ہی شامی کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۲ . ظفير. (۳) رئيس المحلة لا ينتظر مالم يكن شهرا والوقت متسع (الدر المختار . باب الاذان ج ۱ ص ۳۷۲ ط.س. ج ۱ ص ۴۰۰) ظفير.

نینی تال میں وقت عشاء:۔

(سوال ۲۳) نینی تال میں مغرب کا وقت مدراس ٹائم سے سات بج کر بیس منٹ پر ہوتا ہے اب اسی اعتبار سے عشاء کا وقت کے بجے ہوگا اور وتر وسحر کا انتہائی وقت کیا ہوگا۔

(جواب) اگر غروب آفتاب سات ۷ بج کر بیس ۲۰ منٹ پر ہے تو وقت عشاء آٹھ ۸ بج کر چون ۵۴ منٹ پر ہے اور طلوع آفتاب اگر پانچ بج کر ۲۲ یا ۲۳ پر ہے تو صبح صادق ۳ بج کر ۴۸ یا ۴۹ منٹ پر ہے۔ یہی انتہائی سحری کا وقت ہے۔ فقط۔

وقت ظہر الی المثلین:۔

(سوال ۲۴) ماقولکم فی وقت الظهر عند الحنفية هل هو باق الى المثلين او خرج مع ظل واحد امامنا ابو حنيفة رحمة الله هل رجع الى قول صاحبين يعنى الى المثل والى هذا القول مال وافتى مولانا الفاضل عبدالحى الكهنوى رحمه الله فى مجموع فتاوىٰ فان رجع باى قول يعمل وما حكم قوم احناف يصلون عند ختم المثل هل يجوز فان جاز فبلا كراهة او معه وما حكم اقتداء غير المقلد هل يجوز وترجمة الخطبة بغير العربى وبجوازه افتى بعض علماء مدراس هل هو بلا كراهة او معه.

(جواب) قال فى الدر المختار " ووقت الظهر من زواله الى بلوغ الظل مثليه وعنه مثله وهو قولهما " الخ وفى ردالمحتار " قوله الى بلوغ الظل مثليه هذا ظاهر الروية عن الا مام نهاية وهو الصحيح بدايع ومحيط وينابيع وهو المختار غياثيه واختاره الامام المحبوبى وعول عليه النسفى وصدر الشريعة تصحيح قاسم واختاره اصحاب المتون وارتضاه الشارحون فقول الطحاوى وبقولهما ناخذ لا يدل على انه المذهب واما فى الفيض من انه يفتى بقولهما فى العصر و العشاء مسلم فى العشاء فقط على ما فيه وتمامه فى البحر " الخ وفيه ايضاً "قال فى البحر لا يعدل عن قول الا مام الى قولهما او قول احد هما الا لضرورة من ضعف دليل اوتعامل بخلافه " الخ وقد قال قبيله " ان الا دلة تكافئت ولم يظهر ضعف دليل الا مام بل ادلة قوية ايضاً "(۱) الخ فالحاصل ان وقت الظهر يبقى الى المثلين و الامام ابو حنيفة مارجع فى هذا الى قول الصاحبين بل يروى عنه كقولهما ولكن ظاهر الرواية خلافه فما يروى بعد المثل فهو اداء والا حسن الا حوط ما فى السراج عن شيخ الا سلام" ان الا حتياط ان لا يؤ خر الظهر الى المثل وان لا يصلى العصر حتى يبلغ المثلين ليكون موديا للصلوتين فى وقتهما بالاجماع" الخ شامى .(۲) وفى اقتداء غير المقلد قيل وقال وتفصيل واجمال فالا حوط تركه الا بضرورة داعية وترجمة الخطبة بغير العربى مكروهة على التحقيق صرح به فى المسوىٰ والمصفىٰ شرح الموطاء وجوازه بغير العربى مختلف فيه فالحذر كل الحذر من الاختلاف فانه خلاف الا حتياط .فقط.

---

(۱) رد المحتار کتاب الصلوٰۃ جلد اول ص ۳۳۲ وص ۳۳۳ ط.س. ج ا ص ۳۶۹ .۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ جلد اول ص ۳۳۳ ط.س. ج ا ص ۳۶۹ .۱۲ ظفیر.

مغرب کے اذان وتکبیر میں فصل :-

(سوال ۲۵) حسب معمول زید نے ایک روز مغرب کی اذان دی اور بعد اذان جس قدر مسلک حنفیہ میں توقف جائز ہے یعنی اذان کے بعد کی دعا پڑھ کر تکبیر کہی۔ اور امام صاحب اذان کے پہلے سے وضو وغیرہ سے فارغ ہو کر نماز کے لئے تیار تھے، بعد تکبیر انہوں نے نماز پڑھائی۔ مگر امام صاحب کے خادم (جو کہ امام صاحب کا کھانا پکاتے ہیں اور بعض اسی قسم کے کام کیا کرتے ہیں) بکر ونیز دوسرے مصلی جیسا کہ عام لوگوں کا قاعدہ ہے کہ اذان ہونے کے وقت آ کر وضو وغیرہ کرتے ہیں۔ بعد نماز بکر نے زید سے کہا کہ آپ لوگ ذرا سی بھی نہیں ٹھیرتے فوراً ہی نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور تکرار بھی کرنے لگے۔ حالانکہ زید نے جائز توقف کے بعد تکبیر کہی تھی۔ تو ان کے جواب میں زید اور ایک مصلی نے کہا چونکہ اس وقت بہت کم وقت رہتا ہے اس لئے نہیں ٹھیرنا چاہئے۔ لیکن وہ ایک عالم کے خادم ہیں انہوں نے کسی کی نہ سنی اور حجت کرتے رہے۔ سوال یہ ہے کہ مغرب کی اذان وتکبیر کے درمیان کچھ تاخیر وفصل کرنا چاہئے۔ یا تعجیل ووصل کرنا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اذان وتکبیر کے درمیان کوئی نماز کسی صحیح حدیث سے ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) اقول وباللہ التوفیق قال فی الدر المختار. وقیل صلوٰۃ مغرب لکراھۃ تاخیرہ الا یسیراً (۱) الخ وفیہ ایضاً ویجلس بینھمابقدر ما یحضر الملازمون مرا عیا لوقت الندب الا فی المغرب وفیسکت قائماً قدر ثلث ایات قصار ویکرہ الوصل اجماعاً (۲) الخ وفی الشامی ویستحب التحول للاقامۃ الی غیر موضع الا ذان وھو متفق علیہ (۳) وایضاً فی الشامی قولہ وقبل صلوٰۃ مغرب علیہ اکثر اھل العلم منھم اصحابنا وما لک واحد الوجھین عن الشافعی لما ثبت فی الصحیحین وغیرھما مما یفید انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یواظب علی صلوٰۃ المغرب باصحابہ عقب الغروب ولقول ابن عمر رضی اللہ عنھما ما رأ یت احداً علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلیھما رواہ ابو داؤد وسکت عنہ والمنذری فی مختصرہ واسنادہ حسن وروی محمد عن ابی حنیفۃ عن حماد انہ سئل ابراھیم النخعی عن الصلوٰۃ قبل المغرب قال فنھی عنھا وقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابا بکر وعمرلم یکو نو ایصلو نھا وقال القاضی ابو بکر بن العربی اختلف الصحابۃفی ذلک ولم یفعلہ احد بعدھم فھذا یعارض ماروی من فعل الصحابۃ ومن امرہ صلی اللہ علیہ وسلم بصلوتھما لانہ اذا اتفق الناس علی ترک العمل بالحدیث المر فوع لا یجوز العمل بہ لا نہ دلیل ضعیفہ علی ماعرف فی موضعہ ولو کان ذلک مشتھراً بین الصحابۃ لما خفی علی ابن عمر او یحمل ذلک علی انہ کان قبل الا مر بتعجیل المغرب وتمامہ فی شرح المنیۃ وغیرھما الخ. (۴) ان روایات کتب فقہ سے معلوم ہوا کہ مغرب کی اذان وتکبیر کے درمیان کوئی نماز نہ پڑھنی چاہئے۔ اور نیز معلوم ہوا کہ جس قدر وقفہ اذان کے بعد دعا ماثورہ پڑھنے اور تحول من موضع الاذان الی موضع الا قامۃ میں ہوتا ہے وہ کافی ہے

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الصلوۃ ج ۱ ص ۳۴۹ ط س ج ۱ ص ۲۷۶،۲ ظفیر۔
(۲ و ۳) رد المحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۲ ط س ج ۱ ص ۳۸۹،۲ ظفیر۔
(۴) رد المحتار کتاب الصلوۃ جلد اول ص ۳۴۹ ط س ج ۱ ص ۲۷۶،۲ ظفیر۔

اور وصل مکروہ کو رافع ہے اور ظاہر ہے کہ تین آیات قصار نصف منٹ سے بھی کم میں پڑھ سکتے ہیں۔ الغرض عبارات مذکورہ سے جملہ امور مستفسرہ کا جواب واضح ہو گیا۔ فقط۔

نماز عشاء کا وقت :۔

(سوال ۲۶) آج کل رمضان مبارک میں اکثر لوگ نماز عشاء میں بہت جلدی کرتے ہیں، عام طور سے ساڑھے آٹھ بجے ریلوے گھڑی سے کہ شفق سرخ غائب نہیں ہوتی اذان کہہ کر ۹ بجے سے قبل نماز پڑھ لیتے ہیں۔ دریافت طلب یہ امور ہیں۔ کیا عشاء کی اذان قبل از وقت جائز ہے۔ مغرب وعشاء کی اذان کے درمیان کم از کم انتہائی مع احتیاط ضروری کتنا فاصلہ ہونا چاہئے مذہب حنفیہ میں۔ جس گھڑی میں مغرب کی اذان ½ ۷ بجے ہوتی ہو عشاء کی اذان کس وقت ہونی چاہئے۔

(جواب)۱۹۔ و۲۰ جون کو مثلاً غروب آفتاب ۷ بج کر ۲۷ منٹ پر ہے اور وقت عشاء موافق قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ ۹ بج کر ۴ منٹ پر ہے۔ پس تفاوت مابین غروب آفتاب و غروب شفق ابیض یعنی وقت عشاء امام ابوحنیفہ کے نزدیک ایک گھنٹہ ۳۷ منٹ کا ہے۔ تاریخ ہائے مذکورہ پر ۹ بجے سے قبل اذان و نماز موافق قول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ درست نہیں ہے البتہ صاحبین کے قول کے موافق صحیح ہے اور یہ ایک قول امام صاحب کا بھی لکھا ہے، مگر شامی میں کہا کہ احتیاط یہ ہے کہ امام صاحب کے قول پر عمل کیا جاوے اور شفق ابیض کے غروب سے پہلے عشاء کی نماز نہ پڑھی جائے۔(۱) اور عشاء کی اذان کسی کے نزدیک قبل از وقت صحیح نہیں ہے۔ (۲) انتہائی وقت تاریخ ہائے مذکورہ تقریباً پونے نو بجے ریلوے ٹائم سے ہے۔ فقط۔

نماز جمعہ وظہر میں وقت کا تفاوت ہے یا نہیں :۔

(سوال ۲۷) جمعہ کی نماز کا وقت کب سے ہو جاتا ہے۔ مدراس کے ٹائم کے حساب سے کے بجے نماز جمعہ کا وقت ہو جاتا ہے، اور زوال کا وقت آج کل کب سے کب تک ہے۔ کیا نماز جمعہ زوال سے پہلے بھی پڑھ سکتے ہیں اور ظہر اور جمعہ کا ایک ہی وقت ہے یا کچھ فرق ہے۔

(جواب) ظہر کی نماز کا اور جمعہ کا ایک ہی وقت ہے۔ زوال شمس کے بعد وقت شروع ہوتا ہے اس لئے پہلے جمعہ درست نہیں ہے جیسا کہ ظہر بھی درست نہیں ہے۔ (۳) یہاں تقریباً مدراس کے ٹائم سے ساڑھے بارہ بجے زوال ہوتا ہے۔ وہاں کے زوال کا وقت دیکھ لیں، غالباً وہاں بھی اسی کے قریب قریب ہوگا۔ اس کے بعد جمعہ پڑھنا چاہئے۔ فقط۔

---

(۱) فثبت ان قول الا مام هو الا صح ومشى عليه فى البحر (رد المحتار كتاب الصلوٰة جلد اول ص ۳۳۵ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۱) ظفیر.

(۲) فيعا داذان وقع قبله كالا قامة خلا فا للثانى فى الفجر (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا ذان جلد ص ۳۵۸ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۵) ظفیر.

(۳) وجمعة كظهر اصلا واستحبابا فى الزما نين لا نها خلفه (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۴۰ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۷) ظفیر.

ڈھائی بجے دن تک جمعہ کا وقت رہتا ہے یا نہیں :۔

(سوال ۲۸) جمعہ کا وقت اڑھائی بجے رہتا ہے یا نہیں، پنجاب کے اکثر مسلمان معترض ہیں کہ اڑھائی بجے کا وقت صحیح نہیں۔

(جواب) جمعہ کا وقت مثل ظہر کے ہے زوال آفتاب کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اور ایک مثل یا دو مثل تک علی اختلاف القولین باقی رہتا ہے۔ لیکن جمعہ میں تعجیل یعنی جلدی پڑھنا مستحب اور بہتر ہے مثل ریلوے ٹائم سے ساڑھے بارہ بجے زوال آفتاب ہوتا ہے تو ایک بجے یا ڈیڑھ بجے تک یا کچھ کم وبیش نماز جمعہ ادا کر لینی چاہئے۔ لیکن اڑھائی بجے تک بھی وقت رہتا ہے۔ البتہ قصداً اس قدر تاخیر پسندیدہ اور مشروع نہیں ہے۔(۱) شامی میں ہے لکن جزم فی الاشباہ انہ لا یسن لھا الا براد الخ(۲) فقط۔

عشاء کا مستحب وقت :۔

(سوال ۲۹) عشاء کی نماز کا بہتر وقت کون سا ہے جس میں عوام کو تکلیف نہ ہو۔

(جواب) عشاء کی نماز ایک ثلث شب ہونے پر مستحب ہے۔ اور اگر بضرورت کچھ پہلے پڑھ لیں تو کچھ حرج نہیں ہے۔(۳)

ابر محیط میں اوقات صلوٰۃ کا اندازہ :۔

(سوال ۳۰) موسم برسات میں اکثر دیہاتوں میں ایسا واقعہ پیش آیا کرتا ہے کہ کئی کئی دن آفتاب نہیں نکلتا اور نہ کوئی گھڑی گھنٹہ ہوتا ہے جس سے نماز کے وقتوں کی شناخت ہو۔ ایسی حالت میں گاؤں والوں کو ظہر وعصر کا وقت معلوم کرنے میں بڑی دقت ہوتی ہے۔ پس شرعاً جب ابر محیط ہو تو کس طرح یہ دونوں نمازیں پڑھی جاویں اور مثلاً کوئی نماز ادا کی گئی اور بعد کو آفتاب نکل آیا جس سے معلوم ہوا کہ نماز جو تحری سے پڑھی گئی تھی بے وقت تھی اس کا لوٹانا ضروری ہے یا نہیں۔

(جواب) ایسی حالت میں اندازہ اور تخمینہ کیا جاوے اور اسی کے موافق نماز پڑھی جاوے۔ اگر خطا ظاہر نہ ہوئی تو وہی نمازیں ہو گئیں اور اگر خطا ظاہر ہوئی تو اعادہ کر لینا چاہئے۔(۴) فقط۔

---

(۱) وجمعة کظھر اصلا واستحبابا فی الزمانین لانھا خلفه(درمختار) اصلا ای من جهت اصل وقت الجواز و ما وقع فی اخره من الخلاف قوله استحبابا فی الزما نین ای الشتاء والصیف لکن جزم فی الا شباه فی فن الا حکام انه لا یسن لھا الابرادالخ وقال الجمهور ولیس بمشروع لانھا تقام بجمع عظیم فتاخیرها مفض الی الحرج ولا کذا لک الظهر (رد المحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۴۰ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۷)(۲)رد المحتار کتاب الصلوٰة جلد اول ص ۳۴۰ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۷. ۱۲ ظفیر. (۳)وتا خیر عشاء الی ثلث اللیل قیده فی الخانیة وغیر ھا با لشتاء اما الصیف فیندب تعجیلا (درمختار) قوله فی الخانیة الخ وفی الهدایة وقیل فی الصیف یعجل کیلا تتقلل الجماعة(رد المحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۴۱ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۸) ویستحب تعجیل المغرب فی کل زمان کذا فی الکافی وکذا تاخیر العشاء الی ثلث اللیل الخ وفی یوم الغیم یؤخر الفجر الخ ویعجل العشاء کیلا یمنع مطر اوثلج عن الجماعة هکذا فی محیط السرخسی هذا فی الازمنة کلها (عالمگیری مصری الباب الاول فی المواقیت فصل ثانی ج ۱ ص ۴۸ ط.ماجدیه ج ۱ ص ۵۱)ظفیر. (۴)واذا کان الیوم یوم غیم فالمستحب فی الفجر والظهر والمغرب تاخیر ها یعنی بالتا خیر عدم التعجیل فی اول الوقت لا التاخیر الشدید الذی یشک بسببه فی بقاء الوقت وذالک لان التعجیل فی الفجر یودی الی تقلیل الجماعة بسبب الظلمة وربما تقع قبل الوقت وکذا فی الظهر والمغرب لا یو من بالتعجیل من وقوعهما قبل الزوال والغروب قال فی المحیط المراد من تاخیر المغرب قدر ما یحصل التیقن بالغروب الخ. (غنیة المستملی شرط خامس ص ۲۳۴)ظفیر.

عشاء سے پہلے سونا جب کہ جماعت فوت نہ ہو:۔

(سوال ۳۱) نماز مغرب کی پڑھ کر سورہا اور عشاء کے وقت جاگا تو نماز عشاء میں تو کچھ خلل نہ ہوگا۔

(جواب) نماز عشاء میں کچھ نقصان نہ ہوگا لیکن عشاء سے پہلے سونا اچھا نہیں۔ (۱)

اذان مغرب وعشاء میں فاصلہ:۔

(سوال ۳۲) اذان مغرب وعشاء میں کس قدر فاصلہ درکار ہے۔ کیا جس جگہ بحساب دھوپ گھڑی قریب سوا سات بجے شام کے اذان مغرب ہوتی ہو وہاں اسی گھڑی سے ۸ بجے اذان عشاء ہو کر فرض ادا کر سکتے ہیں۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ کم از کم ایک گھنٹہ پچیس منٹ کا فاصلہ اذان مغرب وعشاء میں ہونا چاہئے۔ اس کا کیا حکم ہے۔

(جواب) غروب کے بعد عشاء کا وقت عند الامام ابی حنیفہؒ اس وقت ہوتا ہے کہ شفق ابیض غائب ہو جاوے۔ (۲) اس کی مقدار بعض موسموں میں ایک گھنٹہ چوبیس پچیس منٹ اور بعض موسموں میں ایک گھنٹہ ۲۷ منٹ اور بعض موسموں میں اس سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ پس مغرب وعشاء میں ڈیڑھ گھنٹہ سے کم فاصلہ نہ کرنا چاہئے بلکہ احتیاطاً پونے دو گھنٹہ کا فاصلہ کرنا چاہئے اور جنتری طلوع وغروب آفتاب وصبح صادق وغیرہ سے مقدار وقت ہر زمانہ میں معلوم ہو سکتی ہے۔ فقط

ابتداء وقت عصر عند الامام:۔

(سوال ۳۳) امام اعظمؒ کے نزدیک ایک مثل پر عصر کا وقت ہو جانے کی روایت معتبر اور مفتی بہ ہے یا دو مثل کی یا دونوں فتوے دینے اور عمل کرنے میں ایک درجہ کی معتبر اور صحیح ہیں۔

(جواب) حنیفہ کا فتویٰ ہر دو قول پر ہے۔ (۳) لیکن احوط دو مثل پر عصر کو پڑھنا ہے اور اسی پر ہمارے مشائخ کا عمل ہے۔ فقط

صبح کی نماز کب پڑھی جائے:۔

(سوال ۳۴) صبح کی نماز کے بعد کتنا وقت رہنا چاہئے۔

(جواب) امام ابوحنیفہؒ کا مذہب ہے کہ صبح کی نماز میں اسفار مستحب ہے۔ (۴) یعنی تاخیر کرنی چاہئے اس قدر کہ نماز فرض ادا کرنے کے بعد اتنا وقت طلوع آفتاب تک باقی رہے اگر امام وغیرہ کا بے وضو ہونا ظاہر ہو یا کسی وجہ سے نماز کے اعادہ

---

(۱) قال فی البرهان ویکره النوم قبلها والحدیث بعدها لنهی النبی صلی الله علیه وسلم عنهما الخ وقال الطحاوی انما کره النوم قبلها لمن خشی علیه فوت وقتها او فوت الجماعة فیها واما من وکل نفسه الی من یو قظه فیباح النوم (ردالمحتار. کتاب الصلوٰة تحت قول وتاخیر عشاء الی ثلث اللیل ج ۱ ص ۳۴۱ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۸) ظفیر.

(۲) واول وقت المغرب اذا غربت الشمس واخر وقتها مالم یغب الشفق الخ ثم الشفق هو البیاض الذی فی الافق بعد الحمرة عند ابی حنیفة وعندهما هو الحمرة (هدایہ. کتاب الصلوٰة. باب المواقیت ج ۱ ص ۷۷ و ج ۱ ص ۷۸).

(۳) ووقت الظهر من زواله الی بلوغ الظل مثلیه وعنه مثله وهو قولهما الخ وبه یفتی (درمختار) قوله الی بلوغ الظل مثلیه هذا ظاهر الروایة عن الامام وهو الصحیح بدائع ومحیط وینا بیع وهو المختار غیاثیة واختاره الامام المحبوبی الخ وفی روایة عنه ایضاً انه بالمثل یخرج وقت الظهر ولا یدخل وقت العصر الا بالمثلین ذکرها الزیلعی وغیره الخ (رد المحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۲ ط.س. ج ۱ ص ۳۵۰). (۴) والمستحب للرجل الابتداء فی الفجر باسفار والختم به هو المختار بحیث یرتل اربعین ایة ثم یعیده بطهارة لو فسد (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۹ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۶) ظفیر.

کی ضرورت ہو تو آفتاب کے طلوع سے پہلے پہلے پھر نماز کا اعادہ ہو سکے۔ پس پندرہ بیس منٹ باقی رہنا طلوع آفتاب میں بعد نماز کے کافی ہے۔ فقط۔

لندن میں اوقات نماز :۔

(سوال ۳۵) جس جگہ تین ۳ بجے دن نکلے اور نو ۹ بجے دن چھپے یعنی لندن میں ایسا وقت ہے تو اس حساب سے ۱۸ گھنٹہ کا دن اور ۶ گھنٹہ کی رات ہوتی ہے تو نماز مغرب بعد غروب ہی پڑھے یا کہ بارہ گھنٹہ کے حساب سے پڑھی جاوے، اور اسی طرح عشاء کی نماز کس طرح پر اور کس وقت پڑھی جاوے۔

(جواب) نماز مغرب بعد غروب کے پڑھے۔ اسی طرح سب نمازیں وہاں کے حساب سے پڑھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

ایام بارش میں مستحب اوقات نماز :۔

(سوال ۳۶) نماز پنجگانہ فرض کا وقت مستحب ایام بارش میں گھڑی کے حساب سے کتنے بجے ہو جاتا ہے۔

(جواب) اوقات نماز میں شرعاً وسعت بہت ہے اس لئے گھنٹہ و گھڑی سے کوئی خاص وقت معین کرنا ضروری نہیں ہے اور نہ شرعاً کوئی خاص وقت مقرر ہے کہ اس قدر گھنٹہ اور منٹ ہونے پر فلاں نماز پڑھی جاوے۔ شرعاً یہ حکم ہے کہ اس قدر تاخیر نہ ہو کہ وقت مکروہ آ جاوے اور وقت مستحب کا خیال رکھا جاوے۔ مثلاً ظہر کی نماز ایک بجے سے تین بجے تک جس وقت اجتماع نمازیاں ہو جاوے پڑھ سکتے ہیں، لیکن بہتر تاخیر ہے۔ مثلاً آج کل موسم برسات میں دو اڑھائی بجے یا کچھ بعد پڑھ لی جاوے، تو بہتر ہے اور عصر کی نماز ۵ بجے سے ۶ بجے تک کے درمیان میں پڑھیں اور صبح کی نماز سوا پانچ بجے یا ساڑھے پانچ بجے تک پڑھیں تو کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ طلوع آفتاب آج کل چھ بجے کے قریب ہے، ساڑھے پانچ بجے بھی آدھ گھنٹہ باقی رہتا ہے پڑھ سکتے ہیں اور ضرورت ہو تو اعادہ بھی کر سکتے ہیں۔ (۱) الغرض جس قدر صبح کی نماز میں اسفار ہو بہتر ہے۔ **قال علیہ الصلوٰۃ والسلام اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر.** (۲)

نماز فجر رمضان میں صبح سویرے پڑھی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں :۔

(سوال ۳۷) رمضان شریف میں فجر کی نماز سحری کے بعد ذرا سویرے پڑھ لی جاوے تو درست ہے یا نہیں۔

(جواب) کچھ حرج نہیں ہے۔ (۳) فقط۔

---

(۱) یہ اوقات دیوبند کے ہیں یہاں سے دور دراز مقامات میں کافی فرق ہوتا ہے اس کا لحاظ ہر حال میں ملحوظ رہنا ضروری ہے ۱۲۔
(۲) مشکوٰۃ شریف کتاب الصلوٰۃ ۱۲ ظفیر۔
(۳) وقت صلوٰۃ الفجر الخ من اول طلوع الفجر الثانی الخ الی قبیل طلوع ذکاء (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الصلوۃ ج ۱ ص ۳۳۳ وج ۱ ص ۳۳۲ ط.س. ج ۱ ص ۳۵۹ وعن قتادۃ عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وزید بن ثابت تسحرا فلما فرغا من سحورھما قام نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الصلوٰۃ فصلی قلنا لانس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کم کان بین فراغھما من سحورھما ودخولھما فی الصلوٰۃ قال قدر ما یقرء الرجل خمسین ایۃ رواہ البخاری (مشکوٰۃ باب تعجیل الصلوٰۃ فصل اول ص ۶۰) محمد ظفیر الدین غفرلہ.

نماز مغرب میں افطار کی وجہ سے تاخیر کی گنجائش ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۸) بوقت افطار لوگوں کی لائی ہوئی افطاری کھا کر نماز مغرب ادا کرتے ہیں۔ایک شخص اس پر معترض ہے کہ بعد نماز کے کھاؤ۔مگر اذان ہوتے ہی صرف چھوہارے سے روزہ افطار کر کے فوراً نماز کو کھڑے ہوجاؤ۔اور وہ شخص ناراض ہو کر جماعت مغرب علیٰحدہ کرتا ہے۔شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) افطاری کی وجہ سے نماز مغرب میں کچھ دیر کرنا جائز ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے اطمینان سے روزہ افطار کر کے اور پانی پی کر اور کچھ کھا کر جو موجود ہو نماز پڑھنی چاہئے۔پس جو شخص اس تاخیر معمولی کی وجہ سے ناراض ہوا اور علیٰحدہ نماز پڑھنے لگا اس نے خطا کی اس کو چاہئے کہ جماعت میں شریک ہو اور اس تاخیر کو جو بوجہ افطار کرنے روزہ کے ہے خلاف شرع نہ سمجھے۔(۱) یہ عین حکم شریعت کا ہے۔فقط۔

مغرب وعشاء کے درمیان مقدار فاصلہ:۔

(سوال ۳۹) مذہب حنفی میں غروب آفتاب یعنی مغرب کی نماز کے بعد اور اول وقت عشاء میں کس قدر فصل متفق علیہ احناف ہونا ضروری ہے۔دوم یہ کہ ایام صیف وشتاء میں مابین مغرب وعشاء وقت کی ایک ہی مقدار معین ہے یا کچھ کمی و بیشی گھنٹہ اور منٹ میں ہوتی رہتی ہے۔

(جواب) عشاء کا وقت غیبوبتہ شفق کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔اور شفق کے بارہ میں امام اعظمؒ اور صاحبینؒ کا اختلاف ہے۔صاحبینؒ کے نزدیک شفق احمر کی غیبوبتہ پر عشاء کا وقت ہوتا ہے اور امام اعظمؒ کے نزدیک شفق ابیض کی غیبوبتہ پر عشاء کا وقت شروع ہوتا ہے۔(۲) اور ظاہر ہے کہ قول امام اعظمؒ پر عمل کرنا احوط ہے۔کما فی الشامی وقولہ احوط۔(۳) اس کے بعد واضح ہو کہ شفق ابیض غروب آفتاب سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ بعد غائب ہوتا ہے اور اس میں صیفاً وشتاءً چند منٹ کا تفاوت ہوتا ہے۔چنانچہ جنتری طلوع وغروب آفتاب سے جس میں وقت عصر ووقت عشاء حسب مذہب امام اعظمؒ درج ہے، واضح ہوتا ہے کہ یکم اگست ۱۹۲۱ کو غروب آفتاب ۷ بج کر ۱۷ منٹ پر ہے۔اور وقت عشاء موافق مذہب امام اعظم ۸ بج کر ۴۷ منٹ پر ہے...... اس سے واضح ہوا کہ تفاوت مابین مغرب وعشاء ایک گھنٹہ تیس منٹ ہے اور ۳۱۔اگست ۱۹۲۱ کو غروب آفتاب ۶ بج کر ۴۸ منٹ پر ہے اور وقت عشاء ۸ بج کر ۱۳ منٹ پر ہے اس وقت تفاوت مابین مغرب وعشاء ایک گھنٹہ پچیس منٹ ہے الغرض ہمیشہ مابین غروب آفتاب وغروب شفق میں تقریباً اسی قدر فاصلہ رہتا ہے۔پس

---

(۱) جب وقت میں گنجائش ہے اور ایک ضروری امر کی وجہ سے ذرا دیر کی جاتی ہے تو اس میں قطعاً کوئی مضائقہ نہیں۔ ووقت المغرب الی غیبوبة الشفق(عالمگیری کشوری اوقات الصلوة ج ا ص ۴۹ ط.ماجدیه ج ا ص ۵۰) عن ابی ایوب قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یزال امتی بخیر او قال علی الفطرة مالم یوخر واالمغرب الی ان تشتبک النجوم رواه ابو داؤد (مشکوٰۃ باب تعجیل الصلوٰۃ فصل ثانی ص ۶۱) اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ جب تک ستارے زیادہ تعداد میں آسمان پر نکل کر نہ پھیل جائیں، تاخیر میں کوئی مضائقہ نہیں۔ وفی القنیة یکره تاخیر المغرب عند محمد رحمة الله علیه وفی روایة عن ابی حنیفة ولا یکره فی روایة الحسن عنه مالم یغب الشفق والا صح انه یکره الا من عذر کالسفر والکون علی 'لا کل ونحو هما الخ والذی اقتضته الاخبار کراهة التاخیر الی ظهور النجوم وما قبله مسکوت عنه فهو علی الا باحة (غنیة المستملی ص ۲۳۳)ظفیر.

(۲)ثم الشفق هو البیاض الذی فی الافق بعد الحمرة عند ابی حنیفة وعند هما هو الحمرة (هدایه . باب المواقیت ج ا ص ۷۸)ظفیر.

(۳)رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ج ا ص ۳۳۵ ط.س. ج ا ص ۳۶۱ .۱۲.

تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ بعد غروب آفتاب سے عشاء کا وقت ہو جاتا ہے اور صاحبینؒ کے مذہب کے موافق بارہ منٹ پہلے وقت عشاء کا ہوتا ہے کیونکہ تفاوت مابین شفق احمر و ابیض بارہ منٹ کا ہے۔ کما فی الشامی ذکر العلامہ المرحوم الشیخ خلیل الکائلی الخ ان التفاوت بین الفجرین و کذا بین الشفقین الا حمر و الا بیض انما ھو بثلث درج الخ۔ (۱) اور ایک ایک درجہ ۴ منٹ کا ہے۔ پس تین درجے ۱۲۔ منٹ کے مساوی ہوئے۔ فقط۔

مسئلہ فی الزوال:۔

(سوال ۴۰) بعض غیر مقلد کہتے ہیں کہ مسئلہ فی الزوال کی کوئی اصل نہیں کیونکہ مدینہ شریف میں فئی الزوال نہیں تھا۔

(جواب) مثل یا مثلین علاوہ فی الزوال کے لینا متفق علیہ مسئلہ ہے اور تحقیق اس کی کتب فقہ میں موجود ہے۔ من شاء فلیراجع الیھا۔ (۲)

وقت مغرب کی مقدار اور اس میں لمبی قراءت:۔

(سوال ۴۱) امام بوقت مغرب نماز میں لمبی سورۃ کہ جس سے وقت تنگ ہو جاوے پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) غروب سے شفق ابیض کے غائب ہونے تک امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک وقت مغرب کا رہتا ہے جس کی مقدار تقریباً سوا گھنٹہ یا کچھ منٹ زیادہ ہے۔ (۳) اور صاحبینؒ کے نزدیک شفق احمر کے غائب ہونے تک وقت مغرب کا رہتا ہے جو پہلی مقدار سے کم ہے۔ (۴) اور مغرب میں قصار مفصل یعنی لم یکن سے آخر قرآن شریف تک سورۃ کا پڑھنا مستحب ہے۔ پس بہت لمبی سورہ مغرب میں پڑھنا اچھا نہیں ہے۔ اور خلاف سنت ہے۔ (۵) فقط۔

وقت نماز فجر بعد طلوع صبح صادق:۔

(سوال ۴۲) اگر صبح چار بجے ہو تو جماعت صبح کا وقت اصلی کون سا ہوگا۔

(جواب) اگر صبح صادق ۴ بجے مثلاً ہوتی ہے تو نماز فجر پانچ سوا پانچ بجے تک بلکہ اس کے بھی بعد تک پڑھ سکتے ہیں۔ غرض یہ کہ طلوع آفتاب سے دس پندرہ منٹ پہلے فارغ ہو جانا چاہئے۔ (۶) فقط۔

---

(۱) رد المحتار. کتاب الصلوٰۃ ج ا ص ۳۳۲ .ط.س. ج ا ص ۳۵۹. ۱۲ ظفیر.

(۲) ووقت الظھر من زوالہ الخ الی بلوغ الظل مثلیہ الخ سوی فئی یکون للا شیاء قبیل الزوال ویختلف باختلاف الزمان والمکان الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ا ص ۳۳۳.ط.س. ج ا ص ۳۵۹) ظفیر.

(۳) ثم الشفق ھو البیاض الذی فی الا فق بعد الحمرۃ عند ابی حنیفۃ وعندھما ھو الحمرۃ (ھدایہ باب المواقیت ج ا ص ۷۸) ظفیر.

(۴) ووقت المغرب منہ الی غروب الشفق وھو الحمرۃ عندھما (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ا ص ۳۳۴.ط.س. ج ا ص ۳۶۱) ظفیر.

(۵) ویسن فی الحضر لامام ومنفرد و الناس عنہ غافلون طوال المفصل من الحجرات الی اخر البروج فی الفجر والظھر ومنھا الی اخر لم یکن او ساطہ فی العصر والعشاء وبا قیۃ قصارہ فی المغرب ای فی کل رکعۃ (ایضاً. فصل فی القرأ ۃ ص ۵۰۳ ج ا .ط.س. ج ا ص ۵۳۹...... ۵۴۰) ظفیر.

(۶) وقت صلوٰۃ الفجر الخ من طلوع الفجر الثانی الخ الی قبیل طلوع ذکاء الخ والمستحب للرجل الا بتداء فی الفجر باسفار والختم بہ ھو المختار بحیث یرتل اربعین ایۃ ثم یعیدہ بطھارۃ لو فسد (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. کتاب الصلوٰۃ ج ا ص ۳۳۱). ط.س. ج ا ص ۳۵۹ ظفیر.

نماز فجر میں تاخیر:۔

(سوال ۴۳) یہاں کے امام نمازوں میں تاخیر کرتے ہیں کہ زردی صبح کی ظاہر ہوجاتی ہے اور ظہر کی نماز میں دو چند سایہ تک دیر کرتے ہیں اور عصر کی نماز گھڑی بھر دن رہے پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہر نماز میں تاخیر لازم ہے۔ حالانکہ قرآن شریف میں اول اوقات کی تاکید وارد ہے۔

(جواب) آپ کے امام صاحب جن اوقات میں صبح اور ظہر اور عصر کی نماز پڑھتے ہیں یہ حنفیہ کے مذہب اور کتب فقہ کے موافق ہے۔ صبح میں خوب اسفار کرنا اور عصر میں تاخیر کرنا اس قدر کہ گھنٹہ پون گھنٹہ دن رہ جاوے مستحب ہے اور موسم گرما کے ظہر میں ابراد اور تاخیر کرنا مستحب ہے مگر دو مثل سایہ سے پہلے پہلے پڑھ لی جاوے۔(۱) احادیث میں صبح میں اسفار کی فضیلت اور عصر کی تاخیر وارد ہوئی ہے۔ اور ظہر میں ابراد کا حکم وارد ہوا ہے۔ باقی اوقات نماز کے ابتداء وانتہاء معروف و مشہور ہیں۔ افضل یہ ہے جو مذکور ہوا۔(۲) فقط

وقت نماز مغرب:۔

(سوال ۴۴) آیا بمجر وظلمت شرقی وقت مغرب می شود یا بہ زوال حمرت شرقی و در بلاد مایاں بہ فاصلہ شش کردہ جبل از جانب مغرب بلند واقع است پس دریں جا چگونہ وقت مغرب متحقق شود۔

(جواب) وقت مغرب بغروب آفتاب شروع می شود و بمجرد غروب ظلمت شرقی محسوس می شود و برہمیں مدار افطار روزہ و نماز مغرب از شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام ثابت شدہ است و نقشہ طلوع و غروب کہ مجرب اکثر بلاد است باید داشت ہر گاہ موافق آں نقشہ غروب معلوم شود و آثار آں مثل ظلمت شرقی محسوس شود نماز مغرب ادا باید کرد و انتظار زوال حمرۃ نباید کرد۔(۳) فقط۔

نماز ظہر دوسرے مثل میں:۔

(سوال ۴۵) دیدہ ودانستہ نماز ظہر دوسرے مثل میں ہمیشہ ادا کرنا کیسا ہے۔

(جواب) فی الشامی عن الطحطاوی عن الحموی عن الخزانة الوقت المکروہ فی الظہر ان یدخل فی حد الا ختلاف واذا اخرہ حتی صار ظل کل شئی مثلہ فقد دخل فی حد الا ختلاف .(۴) پس معلوم ہوا کہ ظہر میں اس قدر تاخیر کرنا کہ حد اختلاف میں داخل ہو جاوے یعنی سایہ ایک مثل ہو جاوے تو یہ مکروہ ہے۔ وفیہ

---

(۱) ویستحب فی صلوٰۃ الفجر الا سفار بہا بان تصلی فی وقت ظہور النور وانکشاف الظلمة والغلس الخ لقولہ علیہ السلام اسفر وابا لفجر فانہ اعظم للاجر رواہ الترمذی و قال حدیث حسن الخ ثم استحباب الا سفار عند ناعام فی الا زمنة کلہا الا فی صلوٰۃ الفجر یوم النحر بمزدلفة فان المستحب فیہا التغلیس اجماعاالخ ویستحب ایضاً عندنا الا براد بالظہر فی الصیف لما تقدم من الحدیث اذا شتد الخ فابردوا بالصلوٰۃ الخ وہو عام فی جمیع البلاد بجمیع الناس لا طلاق الحدیث ویستحب ایضاً عندنا تاخیر العصر فی کل الا زمنة الا یوم الغیم مالم تتغیر الشمس الخ کما ورد عنہ علیہ السلام فی حدیث بریدۃ انہ صلی اللہ علیہ وسلم صل العصر والشمس مرتفعة بیضاء نقیة . غنیة المستملی ص ۲۳۰) ظفیر .(۲) المستحب للرجل الا بتداء فی الفجر باسفار والختم بہ الخ وتا خیر ظہر الصیف مطلقاً الخ وتاخیر عصر صیفا وشتاء توسعة للنوافل مالم یتغیر ذکاء الخ وتا خیر عشاء الی ثلث اللیل الخ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار. کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۳۹ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۶) ظفیر. (۳) واول وقت المغرب اذا غربت الشمس بالا جماع (غنیة المستملی ص ۲۲۶) ظفیر مفتاحی.(۴) رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۴۰ ط.س. ج ۱ ص ۳۵۹. ۱۲ ظفیر.

قبیله والا حسن مافی السراج عن شیخ الا سلام ان الا حتیاط ان لا یو خر الظهر الی المثل الخ. (۱) فقط۔

عشاء کی اذان و جماعت میں فاصلہ:۔

(سوال ۴۶) عشاء کی اذان سے کتنی دیر بعد جماعت ہونی چاہئے۔

(جواب) عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے اور اذان کے بعد کچھ تحدید نہیں ہے کہ کتنی دیر کے بعد نماز پڑھیں بلکہ جب نمازی جمع ہو جاویں جماعت کر لی جائے یا جو وقت سہولت نمازیوں کی غرض سے معین کر دیا جائے۔ مثلاً آج کل آٹھ بجے یا ساڑھے آٹھ بجے یا نو بجے یا کچھ کم و بیش جماعت کر لی جائے۔ (۲) فقط۔

ابر آلود دن میں نماز عصر:۔

(سوال ۴۷/۱) اگر سورج ابر میں پوشیدہ ہو جس سے مثلین کا پتہ نہ چل سکے اور گھڑیوں کا اختلاف ظاہر ہے تو عصر کی نماز کس انداز پر پڑھنی چاہئے۔

عصر و مغرب کے درمیان مدت فصل:۔

(سوال ۴۸/۲) مغرب اور عصر کے درمیان مفتی بہ متفقہ کس قدر فاصلہ ہے۔

عصر اگر دو گھنٹہ پہلے مغرب سے پڑھی گئی تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۴۹/۳) اگر عصر کی نماز مغرب سے پورے دو گھنٹہ پہلے پڑھی گئی تو وہ نماز واجب الاعادہ ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱۔تا۳) موسموں کے اختلاف سے اوقات بھی مختلف ہوتے رہتے ہیں۔ اب جب کہ دن بہت بڑا ہے تو مغرب سے دو گھنٹہ قبل بھی عصر کا وقت ہے یعنی دو مثل سایہ ہو جاتا ہے کیونکہ اس ماہ جولائی میں پانچ بج کر ۲۳ منٹ پر دو مثل سایہ ہو جاتا ہے اور غروب ۷ بج کر ۲۸ منٹ پر یا ۲۹ منٹ پر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آج کل فاصلہ مابین المثلین و مابین المغرب دو گھنٹہ سے کچھ زیادہ ہے۔ اسی طرح مئی اور جون میں بھی قریب قریب دو گھنٹہ کا فاصلہ رہا ہے اور گھڑیوں میں جو اختلاف ہوتا ہے وہ ظاہر ہے کہ دو چار منٹ کا ہوتا ہے پس ابر میں احتیاط کرنی چاہئے۔ اور مثلاً نقشہ میں ۵۔۲۳ منٹ پر مثلین کا وقت ہے۔ یعنی وقت عصر ہوتا ہے تو اس میں احتیاط کی جاوے کہ ساڑھے پانچ بجے یا اس کے بعد پونے چھ بجے تک نماز عصر پڑھ لی جائے۔ فقط۔

---

(۱) رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۳۳ ط.س. ج ۱ ص ۳۵۹. ۱۲ ظفیر.

(۲) ویجلس بینهما (ای بین الا ذان والا قامة) بقدر ما یحضر الملا زمون مرا عیا لو قت الندب الا فی المغرب فیسکت قائما قدر ثلاث ایات قصار ویکره الوصل اجماعا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۲ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۹ ظفیر.

نماز عشاء اخیر رات میں نیند کے بعد درست ہے یا نہیں :۔

(سوال ۵۰) عشاء کی نماز ایک شخص صبح کو دویا تین بجے نیند کر کے ادا کرتا ہے، یہ شرعاً کیسا ہے۔

(جواب) حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ عشاء کی نماز سے پہلے سونے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ اور کتب فقہ میں تصریح ہے کہ نصف شب کے بعد عشاء کی نماز پڑھنی مکروہ ہے پس یہ طریق اس شخص کا اچھا نہیں ہے بلکہ اس کی عادت کر لینا مکروہ وممنوع ہے اور سونے سے بہتر یہ ہے کہ نماز عشاء سونے سے پہلے ادا کر لیوے۔ (۱) فقط۔

مقرر وقت سے جماعت میں تاخیر :۔

(سوال ۵۱) مسجد میں نماز کے اوقات مقرر ہیں اور گھڑی بجنے پر فوراً جماعت کھڑی ہو جاتی ہے۔ تو اگر مثلاً کسی مقتدی نے وقت سے کچھ پہلے سنتوں کی نیت باندھی اور فوراً گھڑی بج گئی تو وہ امام اس کا انتظار کرے یا نہیں۔ اگر کرے تو ممکن ہے کہ دوسرا مقتدی بھی نیت باندھ لے۔ اس طرح تسلسل چلے گا۔ اس میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) یہ مسئلہ واضح ہے اور سب کو معلوم ہے کہ نمازوں کے اوقات شرعاً موسع ہیں ان میں تنگی نہیں ہے۔ جس وقت بھی وقت مستحب کے اندر نماز پڑھیں صحیح ہے۔ اور استحباب تاخیر وتعجیل بھی کتب فقہ میں مفصلاً مذکور ہے کہ فلاں وقت کی نماز میں تاخیر مستحب ہے اور فلاں میں تعجیل۔ اس کے بعد اگر انتظاماً کوئی وقت بغرض سہولت نمازیان وانتظام جماعت مقرر کر لیا جاوے تو اس میں شرعاً کوئی حرج اور تنگی نہیں ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ جو وقت بغرض انتظام وسہولت نمازیان مقرر کیا جاوے اس کو ایسا حتمی اور لازمی نہ سمجھا جاوے کہ اس میں دو چار منٹ کی تقدیم وتاخیر کسی ضرورت سے بھی نہ کی جاوے کیونکہ یہ حکم شرعی نہیں ہے کہ فلاں منٹ اور گھنٹہ پر ضرور جماعت ہو۔ یہ امر اپنے مصالح اور نظام پر مبنی ہے۔ (۲) لہذا اگر کبھی ایسا ہو کہ کوئی صاحب سنتیں پڑھ رہے ہیں اور ان کی وجہ سے دو چار منٹ کی تاخیر کر دی جائے تو اس میں کچھ محذور شرعی لازم نہیں آتا اور مقتدیوں کی رعایت شرعاً محمود و پسندیدہ ہے لیکن نہ ایسی رعایت جس میں زیادہ لوگوں کا حرج ہو۔ الغرض ایسے امور میں جو شرعاً ہر طرح موسع ہیں جیسی مصلحت اور مقتضائے انتظام ہو اس کے موافق عمل کیا جاوے شرعاً ہر طرف گنجائش ہے۔ فقط۔

....

(۱) ویستحب تعجیل المغرب الخ وتاخیر العشاء الی ما قبل ثلث اللیل الخ والتاخیر الی نصف اللیل مباح لان دلیل الکراہۃ وھو تقلیل الجماعۃ عارضہ دلیل الندب وھو قطع السمر بواحد فیثبت الا باحۃ الی النصف والی النصف الاخیر مکروہ (ہدایہ باب المواقیت ج ۱ ص ۷۹) وتاخیر الی مابعدہ ای بعد نصف اللیل الی طلوع الفجر مکروہ اذا کان بغیر عذر الخ اما اذا کان بعذر فالضرورات قبیح المحذورات (غنیۃ المستملی ص ۲۳۳ .ط.س.ج ۱ ص ۳۶۸) ظفیر.

(۲) ینظر المؤذن الناس ویقیم للضعیف المستعجل ولا ینتظر رئیس المحلۃ وکبیرھا کذا فی معراج الدرایۃ وینبغی ان یؤذن فی اول الوقت ویقیم فی وسطہ حتی یفرغ المتوضی من وضوئہ والمصلی من صلاتہ والمعتصر من قضاء حاجتہ کذا فی التتار خانیۃ (عالمگیری مصری . الباب الثانی فی الاذان فصل ثانی ج ۱ ص ۵۳ .ط.ماجدیہ ج ۱ ص ۵۷) ظفیر.

رئیس المحلۃ لا ینتظر مالم یکن شریر اوالوقت متسع (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۷۲ .ط.س.ج ۱ ص ۴۰۰) ویجلس بینھما بقدر ما یحضر الملازمون مراعیاالوقت الندب الا فی المغرب فیسکت قائما ثلاث ایات (ایضاً ج ۱ ص ۳۶۲ .ط.س.ج ۱ ص ۳۸۹) ظفیر.

وقت عصر اور مثل و مثلین کی بحث:۔

(سوال ۵۲) یہاں ایک مسجد کے امام جو حنفی ہونے کی مدعی ہیں نماز عصر دو گنے سایہ کے بعد ادا کرتے ہیں چونکہ مقتدی اکثر شوافع ہیں وہ چاہتے ہیں کہ عصر کی نماز ایک مثل پر ہو۔ چنانچہ پیش امام سے درخواست کرتے ہوئے ان کی توجہ صاحبین کے قول کی طرف مبذول کرائی گئی مگر آپ نہیں مانتے۔ آیا مذہب امام ابوحنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ میں عصر کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے اور عندالحنفیہ ایک مثل پر عصر کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں۔

(جواب) صاحبین کا مذہب یہ ہے کہ عصر کا وقت ایک مثل پر شروع ہو جاتا ہے اور ایک روایت امام ابوحنیفہ سے بھی یہی ہے اور ائمہ ثلثہ کا یہی مذہب ہے اور درمختار میں کہا کہ یہی ماخوذ بہ ہے اور اسی پر عمل ہے اور مفتی بہ ہے۔ (۱) لیکن علامہ شامی نے ردالمحتار میں نقل فرمایا ہے کہ ظاہر الروایۃ امام صاحب سے یہ ہے کہ عصر کا وقت دو مثل پر شروع ہوتا ہے اور بدائع وغیرہ میں ہے کہ یہی صحیح ہے قوله ای بلو غ الظل مثليه الخ هذا ظاهر الرواية عن الا مام نهايه وهو الصحيح بدايع ومحيط وينا بيع وهو المختار غيا ثيه واختاره الا مام المحبوبی وعول عليه النسفی وصدر الشريعة الخ .(۲) الغرض اس میں شک نہیں ہے کہ احوط امام صاحب کا مذہب ہے اور ایک مثل پر عصر کی نماز پڑھنے میں شبہ قبل از وقت نماز ہونے کا ہے اور دو مثل پر باتفاق ائمہ نماز صحیح ہے اور شوافع کے مذہب میں بھی اس میں کچھ کراہت نہیں ہے لہذا شوافع کو امام حنفی کو مجبور نہ کرنا چاہئے کہ ایک مثل پر عصر کی نماز پڑھے کیونکہ دو مثل تک تاخیر میں شوافع کے نزدیک بھی کراہت نہیں آتی اور باتفاق نماز صحیح ہو جاتی ہے۔ بخلاف ایک مثل پر پڑھنے کے کہ اس میں موافق ظاہر الروایۃ کے عندالامام الاعظم نماز نہ ہوگی قال فی الشامی والاحسن مافی السراج عن شيخ الا سلام ان الاحتياط ان لايؤخر الظهر الى المثل وان لا يصلی العصر حتى يبلغ المثلين ليكون مؤ دياً للصلاتين فی وقتهما بالا جماع الخ ص ۲۴۰. شامی جلد اول (۳) . فقط۔

ابتداء وقت مغرب:۔

(سوال ۵۳) اول وقت مغرب کا غروب شمس سے شروع ہوتا ہے یا کب۔ اس بارہ میں قول فیصل کیا ہے۔

(جواب) اول وقت مغرب غروب شمس کے بعد شروع ہو جاتا ہے۔ باتفاق كما نقل فی السوال من الدلائل وهذا لا خفاء فيه ولا خلاف .(۴) فقط۔

---

(۱) ووقت الظهر من زوالهالخ الى بلوغ الظل مثليه وعند مثله وهو قولهما وزفروالا ئمة الثلاثة قال الا مام الطحاوی وبه ناخذو فی غررالاذكار وهو المائخوذبه وفی البرهان هو الا ظهر لبيان جبرئيل وهو نص فی الباب وفی الفيض وعليه عمل الناس اليوم وبه يفتی (الدرا لمختار علی هامش ردالمحتار كتاب الصلوة ج۱ ص ۲۳۲ وج۱ ص ۳۳۳.ط.س. ج۱ ص ۳۵۹) ظفير. (۲) رد المحتار كتاب الصلوة ج۱ ص ۳۳۲ .ط.س.ج۱ ص ۳۵۹ .۱۲ ظفير.
(۳) رد المحتار كتاب الصلوة ج۱ ص ۳۳۳ .ط.س.ج۱ ص ۳۵۹ .۱۲ ظفير.
(۴) ووقت المغرب منه ای بعد الغروب الى غروب الشفق (الدر المختار علی هامش ردالمحتار كتاب الصلوة ج۱ ص ۳۳۴ .ط.س.ج۱ ص ۳۶۱) ظفير.

حنفی وشافعی دونوں مقتدی ہوں تو اوقات میں کس کی رعایت کی جائے:۔

(سوال ۵۴)فی بلدۃ کثیر الا حناف ودونهم الشوافع امام اهل المذهبین حنفی ففی هذه الصورة هل یعین وقت الظهر وانتها ئه وشروع وقت العصر علی مذهب الحنفی وعلیٰ مذهب الشافعی وکیف الفتویٰ.

(جواب)وفی المسئلة الثانية ينبغی ان يرا عی الا مام فی اوقات الصلوٰة مذهب الا مام الا عظم رضی الله عنه فان الاحتياط فی صلوٰة الظهر والعصر فی مذهبه رضی الله عنه كما فی ردالمحتار والاحسن ما فی السراج من شيخ الا سلام ان الا حتياط ان لا يو ئخر الظهر الی المثل وان لا يصلی العصر حتی يبلغ المثلين ليكون مؤ دياً للصلوتين فی وقتهما بالا جماع الخ .(۱)فقط۔

نماز مغرب وعشاء کا وقت:۔

(سوال ۵۵)مغرب کا وقت کس وقت ہوتا ہے اور عشاء کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے؟ایک صاحب کہتے ہیں کہ عشاء کا وقت نو بجے ہوتا ہے اور ایک صاحب کہتے ہیں کہ ساڑھے آٹھ بجے ہوجاتا ہے(سوال موسم گرما جون وجولائی سے متعلق ہے)

(جواب)امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب در بارہ وقت عشاء کے یہ ہے کہ سفیدی کے غائب ہونے کے بعد عشاء کا وقت ہوتا ہے اور سفیدی بعد سرخی کے ہوتی ہے۔سفیدی غائب ہونا آج کل قریب نو بجے کے ہے پس جب کہ مغرب کا وقت ساڑھے سات بجے ہو تو عشاء کا وقت نو بجے کے قریب ہوگا کیونکہ آج کل فصل مابین وقت مغرب وعشاء قریب ڈیڑھ گھنٹہ کے ہے پس جو کہتے ہیں وقت عشاء کا نو بجے ہوتا ہے وہ صحیح ہے۔ساڑھے آٹھ بجے آج کل وقت عشاء کا موافق مذہب صحیح امام ابوحنیفہؒ کے نہیں ہوتا۔البتہ صاحبین جو سرخی کو شفق فرماتے ہیں ان کے مذہب کے موافق ساڑھے آٹھ بجے ہوتا ہے مگر امام صاحب کے اصل مذہب کے موافق نہیں ہوتا۔گو روایات امام صاحب سے یہ بھی ہیں جو صاحبین کا قول ہے مگر صحیح قول یہ ہے کہ امام صاحب کے نزدیک شفق سفیدی ہے جو بعد سرخی کے ہے اس کے موافق وقت عشاء کا اس وقت ہوتا ہے کہ سفیدی غائب ہوجاوے اور وہ قریب نو بجے کے یعنی ۹ بجے سے چار منٹ پہلے ہے۔یہ صحیح کہ مغرب اور عشاء کے وقت کے درمیان کوئی دوسرا وقت نہیں ہے مگر جب کہ مغرب کا سفیدی کے غائب ہونے تک رہے گا اور عشاء کا وقت بعد سفیدی کے ہوتا ہے تو پھر کچھ اشکال نہیں رہا۔(۲)

---

(۱)دیکھئے ردالمحتار کتاب الصلوۃ ج ۱ ص ۳۳۳ ط.س.ج ا ص ۳۵۹.۱۲ ظفیر.

(۲)درمختار میں ہے ووقت المغرب منه (ای الغروب) الی غروب الشفق وهو الحمرة عندهما وبه قالت الثلاثة ...... ووقت العشاء والوتر منه الی الصبح الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۳۴۳.ط.س.ج ا ص ۳۶۱)ردالمحتار میں ہے قال فی الاختیار الشفق البیاض وهو مذهب الصدیق ومعاذ بن جبل وعائشة رضی الله عنهم. آگے لکھتے ہیں قال العلامة قاسم فثبت ان قول الا مام هو الاصح (ج ا ص ۳۴۶ ط.س.ج ا ص ۳۶۱) واول وقت صلوة المغرب اذا غربت الشمس بالا جماع ایضا واخر وقتها مالم یغب الشفق ای الجزء الكائن قبيل غيبو بة الشفق من الزمان وهو ای المراد بالشفق هو البياض الذی فی الا فق الكائن بعد الحمرة التی تكون فی الا فق عند ابی حنيفة وقال ای ابو يوسف ومحمد وهو قول الا ئمة الثلاثة رواية اسد بن عمر وعن ابی حنيفة ايضا المراد بالشفق هو الحمرة نفسها لاالبياض الذی بعد ها الخ ولا وقت مهمل بينهما فبخروج وقت المغرب يدخل وقت العشاء اتفاقا(غنية المستملی ص ۲۲۶ وص ۲۲۷)ظفیر.

نماز ظہر کا وقت عند الاحناف کیا ہے:۔

(سوال ۵۶) امام ابوحنیفہؒ است کہ نزدے وقت ظہر بجز فئ اصلی دو مثل است ثبوت ایں با حادیث صحیحہ ارقام فرمایند۔

(جواب) علامہ شامی گفتہ ان الا دلة تکا فئت ولم یظهر ضعف دلیل الا مام بل ادلته قویة ایضا کما یعلم من مرا جعة المطولات وشرح المنیة الخ (۱) اقول وقد استدل شارح المنیة لقول الا مام بحدیثین صحیحین حیث قال وله حدیث ابی هریرة رضی الله عنه عنه علیه الصلوٰة والسلام اذا اشتدا الحر فابردوا بالصلوٰة فان شدة الحرمن فیح جهنم رواه الستة . وعن ابی ذر رضی الله عنه قال کنا مع النبی صلی الله علیه وسلم فی سفر فارا دالمؤ ذن ان یو ٔذن فقال له ابرد ثم اراد ان یو ٔذن فقال له ابرد حتیٰ ساوی الظل التلول فقال النبی صلی الله علیه وسلم ان شدة الحرمن فیح جهنم رواه البخاری . (۲) ثم بین وجه الا ستدلال بالحدیثین (۳) فراجعه . فقط۔

عصر کا وقت:۔

(سوال ۵۷) کچھ لوگ یہاں پر نماز عصر ایک مثل پر پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اول وقت یہی ہے۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو جماعت میں شریک نہیں ہوتے اور بیٹھے رہتے ہیں اور دیر کر کے علیحدہ جماعت کرتے ہیں اس صورت میں صحیح کیا بات ہے؟

(جواب) احتیاط اس میں ہے کہ نماز عصر دو مثل سے پہلے نہ پڑھیں۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کا یہی مذہب ہے اور احادیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ شرح منیہ میں احادیث صحیحہ امام صاحب کے مذہب کی دلیل میں نقل فرمائی ہیں۔ شامی میں ہے فیه ان الادلة تکافئت ولم یظهر ضعف دلیل الا مام بل ادلته قویة ایضا کما یعلم من مرا جعة المطولات وشرح المنیة الخ . (۴) پس اچھا وہی لوگ کرتے ہیں جو ایک مثل پر عصر نہیں پڑھتے بلکہ دو مثل کا انتظار کرتے ہیں کیونکہ عبادات میں احتیاط لازم ہے ایک مثل پر پڑھنے میں شبہ وقت سے پہلے پڑھنے کا ہے۔ اور دو مثل پر پڑھنے میں بے شبہ نماز وقت میں ہوتی ہے پس شبہ میں پڑنا احتیاط کے خلاف ہے خصوصاً امر عبادات میں، اور تاخیر عصر میں متعدد احادیث وارد ہیں۔ ایک مثل پر پڑھنے میں یہ فضیلت بھی ترک ہوتی ہے۔ لہذا جو لوگ ایک مثل پر جماعت کرتے ہیں ان کو فہمائش کرنی چاہئے کہ بعد دو مثل کے نماز پڑھا کریں تاکہ اس وقت سب شریک ہوجاویں۔ (۵) فقط۔

---

(۱) رد المحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۳. ط.س. ج ۱ ص ۳۵۹. ۱۲ ظفیر.

(۲) غنیة المستملی ص ۲۲۶. ۱۲ ظفیر.

(۳) شارح منیه لکھتے ھیں وجه الا ستد لال بالحدیث الا ول ان شدة الحر فی دیارهم اذا کان ظل الشئی مثله وبا لثانی بانه صرح بان الظل قد ساوی، التلول ولا قدر یدر ک لفئی الزوال ذالک الزمان فی دیارهم فثبت انه علیه الصلوٰة والسلام صلی الظهر حین صار ظل الشئی مثله (غنیة المستملی ص ۲۲۶. ط.س. ج ۱ ص ۳۵۹) ظفیر.

(۴) رد المحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۳ ۱۲ ظفیر.

(۵) قال المشائخ ینبغی ان لایصلی العصر حتی یبلغ المثلین ولا یؤ خرا لظهر الی ان یبلغ المثل لیخرج من الخلاف فیهما الخ (غنیة المستملی ص ۲۲۵) ظفیر.

وقت ظہر کی تحقیق:۔

(سوال ۵۸) جناب کا جواب ملفوف آیا مگر جواب کافی نہ ہونے سے خلجان قائم رہا۔ بندہ نے دریافت کیا تھا کہ حدیث ابوہریرہؓ مرویہ موطاء امام صل الظهر اذا كان ظلك مثلك بصراحة النص مثبت الى المثلين وقت ظہر ہے یا نہیں؟ آپ نے ایضاح الادلہ کے حوالہ پر موقوف کر دیا۔ لہذا ایضاح الادلہ میں دیکھا تو حدیث مذکور کی دلالت مفهوم نص يعنى دلالة النص بقاء وقت ظهر بعد مثل پر بتائی گئی ہے چنانچہ عبارت بجنسہ یہ ہے ص ۱۳۳ صل الظهر اذا كان ظلك مثلك جس سے بشرط انصاف یہ بات مفہوم ہوتی ہے کہ بعد مثل بھی وقت ظہر باقی رہتا ہے۔ انتہی ص ۱۳۴ مگر تحدید وقت ظہر مثلین تک حدیث مذکور سے نہیں نکلتی۔ ص ۱۳۸ صلوٰۃ ظہر اس کا وقت یقینی گو ایک مثل تک ہے لیکن اگر کسی ضرورت یا غفلت کی وجہ سے کسی کو صلوٰۃ مذکور کا وقت یقینی میں ادا کرنے کا اتفاق نہ ہوا تو اب یہی چاہئے کہ مابین مثلین اس کو ادا کرے کیونکہ یہ وقت گو وقت محتمل ہے تاہم اور اوقات سے تو عمدہ ہے ص ۱۴۶ یہ مطلب نہیں کہ وقت مذکور بالیقین وقت ظہر میں داخل ہے۔ اور جیسا بقاء وقت ظہر مثل تک یقینی ہے بعینہ ایسا ہی مثلین تک وقت ظہر باقی رہتا ہے بلکہ وقت ظہر یقینی تو مثل تک ہے ص ۱۴۷ ہم نہیں کہتے کہ یہ مذہب ٹھیک نہیں ہم تو خود اس قول کی صحت کے مقر ہیں ص ۱۴۷ روایت حضرت ابوہریرہ وابوذر وغیرہ احادیث متعددہ سے یہ امر مفہوم ہوتا ہے کہ وقت ظہر میں زیادتی کی گئی۔ اور نیز مولانا مدظلہ درس تقریر ترمذی منقولہ مولوی اصغر حسین میں فرماتے ہیں ان احادیث سے صراحت نہیں نکلتی بخلاف حدیث جبرائیل کے کہ وہ مصرح ہے لہذا عمدہ یہ ہے کہ وقت ایک ہی مثل تک ہے۔ اور نیز مولانا تھانوی الاقتصاد ص ۱۷ میں فرماتے ہیں۔ حدیث ابوذرؓ اس سے ثابت ہوا کہ ایک مثل کے بعد وقت باقی رہتا ہے۔ اور حضرت گنگوہی قدس سرہ مکاتیب رشیدیہ ص ۲۲ میں بنام مولوی صدیق احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں مثل بندہ کے نزدیک زیادہ قوی ہے۔ روایت حدیث سے ثبوت مثل کا ہوتا ہے دو مثل کا ثبوت حدیث سے نہیں۔ اور فتاوی رشیدیہ جلد سوم ص ۱۴ میں الجواب اس عبارت بستان المحدثین اور تفسیر مظہری سے قطعیۃ اور نفی صراحۃ مثلین ہوتی ہے لہذا مذہب مثلین مرجوح ہے اور ایک قوی اور معمول بہ اکثر فقہاء ہے اور نیز نواب قطب الدین خان صاحب مرحوم تنویر الحق میں تحت حدیث ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوا وقت ظہر کا دو مثل تک دلالۃ انتہی۔ اور مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری انتصار الحق میں فرماتے ہیں اور اس کلام حضرت ثناء اللہ پانی پتی واما اخرو قت الظهر فلم يوجد فى حديث صحيح ولا ضعيف انه لا يبقى بعد ظل كل شئى مثله ولهذا خالف ابا حنيفة فى هذه المسئلة صاحباه ووا فقهما الجمهور کے اگر یہ معنی ہیں صراحۃ یہ لفظ کسی حدیث میں مذکور نہیں کہ بعد ایک مثل کے وقت ظہر باقی رہتا ہے تو مسلم ہے اور ہم کو مضر نہیں اس لئے صراحۃ مذکور نہ ہونا واسطے ثبوت کے نہ ضروری ہے نہ ہمارا مدعا ہے۔

اور مولانا عبدالحی صاحب مرحوم تعلیق الممجد علی موطاء امام محمدؒ میں فرماتے ہیں والانصاف فى هذا المقام ان احاديث المثل صريحة واخبار المثلين ليست صريحة انتهى حاصل یہ کہ حضرات اکابر کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ حدیث مذکورہ ونیز کوئی حدیث دربارہ مثلین وقت ظہر میں بصراحۃ النص نہیں ہے۔ اگرچہ طرق ثلثہ اشارۃ النص۔ دلالۃ النص اقتضاء النص سے حضرات فقہاء نے استشہاد واستنباط فرمایا ہے اور یہی توجیہ کلام حضرت

مولانا گنگوہی علیہ الرحمۃ منقولہ مکاتیب رشیدیہ ص ۴۲ کہ دو مثل کا ثبوت حدیث سے نہیں اور منقولہ فتاوی رشیدیہ جلد سوم ص ۹۴ قطعیت اور نفی صراحۃً مثلین ہوتی ہے۔لہذا قول زید کا کہ حدیث مذکورہ دربارہ توقیت ظہر الی المثلین بصراحۃ النص ہے آپ کے نزدیک و نیز حضرت مولانا محمود حسن صاحب مدظلہ العالی کے نزدیک صحیح ہے یا نہیں؟

(جواب) فتاوی رشیدیہ جلد سوم ص ۶۴ سوالات عشرہ کے جوابات نمبر ۹ میں یہ تحقیق فرمائی ہے کہ مسئلہ نمبر ۹ بخاری نے روایت کیا ہے عن ابی ذر قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فارادا لمؤ ذن ان یوذن فقال لہ ابردثم ارادان یؤذن فقال لہ ابردثم ارادان یو ذن فقال لہ ابرد حتی ساوی الظل التلول. سنو کہ ٹیلوں کا سایہ جب مساوی ٹیلوں کے ہوتا ہے کہ ایک مثل سے بہت زیادہ ہوجاوے جس کا دل چاہے مشاہدہ کرلیوے۔تو اگر بعد ایک مثل کے وقت باقی تھا تو آپ نے اس وقت میں نماز پڑھی۔یعنی ظہر کا وقت باقی تھا تو آپ نے بعد ایک مثل کے نماز پڑھی۔۔بعد اس روایت صحیح کے طعن کرنا جہالت ہے۔حضرت مولانا گنگوہی کی اس تقریر سے صاف ظاہر ہے کہ ایک مثل کے بعد ظہر کا وقت باقی رہتا ہے تو پھر دیگر احادیث سے یہ ثابت ہے کہ وقت عصر کے داخل ہونے تک ظہر کا وقت رہتا ہے اور درمیان میں کوئی حد فاصل نہیں ہے۔لہذا دو مثل تک ظہر کا وقت باقی رہنا محقق اور بعد اس کے کہ حدیث بخاری سے ظہر کا وقت ایک مثل کے بعد رہنا معلوم ہوا۔یہ سوال کرنا کہ یہ ثبوت صراحۃً ہے یاد لالۃً یا اشارۃً لا طائل ہے کیونکہ مفید وجوب سب ہیں۔دلالۃً اور اشارۃً جو امر کسی نص سے ثابت ہوتا ہے وہ بھی ویسا ہی ہے جیسا صراحۃ ثابت ہو۔دیکھئے ضرب وشتم والدین کی جو آیت و لا تقل لھما اف سے دلالۃً ثابت ہے حرمت ویسی ہے جیسے اف کہنا یا اس سے بھی زیادہ۔پس یہ تحقیق کرنا کہ یہ ثبوت صراحۃً ہے یا دلالۃً۔الخ لا طائل ہوا۔باقی سب اقوال وعبارات وروایات اس مسئلہ کے متعلق آپ کے پیش نظر ہی ہیں بار بار اس کے چھیڑنے کی کیا حاجت ہے۔اس قدر سمجھ لیجئے کہ یہ مسئلہ ثابت ہے۔اور طعن اس پر جہالت ہے۔کما قال المحقق الگنگوہی قدس سرہ العزیز۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نماز پنجگانہ کا قرآن سے ثبوت:۔

(سوال ۵۹) نماز پنجگانہ کی نسبت قرآن شریف میں کس کس آیت میں ذکر آیا ہے؟

(جواب) قال اللہ تعالیٰ واقم الصلوٰۃ طرفی النھار وزلفامن اللیل ان الحسنات یذھبن السیاٰت ذالک ذکری للذاکرین . فی الجلالین طرفی النھار الغداۃ والعشی ای السبح والعصر والظھر وزلفا من اللیل ای المغرب والعشاء . (۱)وقال تعالیٰ فسبحن اللہ حین تمسون وحین تصبحون ولہ الحمد فی السموات والارض وعشیا وحین تظھرون . قال فی الجلا لین حین تمسون وفیہ صلاتان المغرب والعشاء وحین تصبحون وفیہ صلاۃ الصبح وعشیا وفیہ صلاۃ العصر وحین تظھرون وفیہ صلاۃ الظھر .(۲)وفی الحدیث عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خمس صلوٰۃ افتر ضھن اللہ تعالیٰ من احسن وضوء ھن وصلاھن لو قتھن

(۱) جلالین مطبوعہ مجتبائی . (۲) جلالین ص ۳۴۲.

واتم رکوعهن وخشوعهن کان له علی الله عهدا ان یغفر له الحدیث رواه احمد و ابو داؤد وغیرهما .(۱) وعن ابی امامة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم صلوا خمسکم وصوموا شهرکم وادوا زکوٰة اموالکم واطیعوا اذا امرکم تدخلوا جنة ربکم رواه احمد والترمذی.(۲)

ان آیات واحادیث سے فرضیت صلوٰت خمسہ واضح ہے اور دیگر آیات واحادیث بکثرت فرضیت صلوٰت خمسہ پر نص قاطع ہیں اور رکعات ہر ایک نماز کی معروف ومشہور ہیں وہ بھی قطعی ہیں ان کا انکار کفر ہے۔ فقط۔

شہر بلغار کا حکم :۔

(سوال ۶۰) فتاویٰ محمدی مع شرح دیوبندی مصنفہ مولانا اصغر حسین صاحب میں یہ لکھا ہے کہ بلغار ایک شہر ہے جہاں مغرب کی نماز کے شفق غروب ہونے کے ساتھ صبح صادق نمودار ہو جاتی ہے عشاء کا وقت نہیں آتا۔ یہ مسئلہ صحیح ہے یا نہیں کہ ان لوگوں پر نماز عشاء فرض نہیں ہوتی؟ جواب مفصل مع حوالہ کتب تحریر فرماویں۔ ایک صاحب اس مسئلہ کا شدومد سے انکار کرتے ہیں اور اہل بلغار پر نماز عشاء فرض ہوتی ہے یا نہ؟

(جواب) یہ مسئلہ جو فتاویٰ محمدی میں درج ہے صحیح ہے۔ فقہ کی کتابوں میں یہ لکھا ہے۔ درمختار وشامی جو معتبر کتابیں فقہ کی ہیں ان میں یہ مسئلہ لکھا ہے۔ معلوم نہیں وہ شخص کیوں انکار کرتا ہے۔ اگر یہ وجہ ہے کہ بلغار میں ایسا نہیں ہے تو واضح ہو کہ بلغار اور اس کے متعلقات بہت وسیع جگہ ہے اس میں بعض ایسا ہی حصہ ہے جہاں یہ حالت ہوتی ہے فقہاء نے بھی تجربہ اور مشاہدہ سے لکھا ہے، انکار کرنا اس کا جہالت ہے۔ باقی یہ کہ جس جگہ عشاء کا وقت نہ ہو وہاں عشاء کی نماز پڑھنی چاہئے یا نہیں۔ سو بعض فقہاء کا تو یہی مذہب ہے کہ وہاں عشاء کی نماز فرض نہیں کیونکہ وہاں وقت عشاء کا نہیں ہوتا جیسا کہ فتاویٰ محمدی میں مولوی سید اصغر حسین صاحب نے لکھا ہے۔ مگر محققین فقہاء جیسے ابن الہمام وغیرہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ عشاء کا وقت وہاں نہیں آتا لیکن عشاء کی نماز وہاں بھی فرض ہے اور دلیل ان کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں پر پانچ وقت کی نماز فرض فرمائی ہے ان کو ہر جگہ اور ہر وقت پڑھنا چاہئے جیسا کہ حدیث دجال میں وارد ہے کہ ایک دن سال بھر کا ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ نمازوں کی نسبت کیا حکم ہے آپ نے فرمایا کہ اس دن میں سال بھر کی نمازیں پانچوں وقت کی انداز کر کے پڑھو یعنی ہر ایک چوبیس گھنٹہ میں پانچ نمازیں ادا کرو۔ (۳) فقط۔

وقت نماز صبح اور اس میں قرأت کی مقدار :۔

(سوال ۱/۶۱) ایک شخص صبح کی نماز صبح صادق سے طلوع آفتاب تک جو وقت ہے اس کا نصف گذرنے پر نماز پڑھتا

(۱ و ۲) مشکوٰة کتاب الصلوٰة ص ۵۸. ۱۲ ظفیر.

(۳) وفاقد وقتهما کبلغارفان فیها یطلع الفجر قبل غروب الشفق فی اربعینة الشتاء مکلف بهما فیقدر لهما ولا ینوی القضاء وقت الاداء به افتی البرهان الکبیر واختاره الکمال وتبعه ابن الشحنة فی الغازه فصححه فزعم المصنف انه المذهب وقیل لا یکلف بهما لعدم سببهما وبه جزم فی الکنزوالدرر والملتقی وبه افتی البقالی ووافقه الحلوانی والمرغینانی الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب فی فاقد وقت العشاء کاهل بلغار ج ۱ ص ۳۳۶ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۲) (وانظر تحقیق المسائل فی ردالمحتار ۱۲ ظفیر.)

ہے اور نماز میں کم سے کم چالیس آیات یا اس سے زیادہ پڑھتا ہے۔ ایک دوسرا شخص باوضو سنت پڑھ کر بیٹھا رہتا ہے اور جماعت میں شریک نہیں ہوتا۔ جب یہ سلام پھیرتا ہے وہ دوسری جماعت کرتا ہے۔ آیا ان دونوں میں کس کا عمل امام اعظمؒ کے موافق ہے؟

شافعی کی اقتداء میں اول وقت میں صبح کی نماز پڑھے یا نہیں:۔

(سوال ۲/۶۲) اگر کوئی شافعی مذہب اذان ہوتے ہی اول وقت جماعت کے لئے کھڑا ہو جائے تو حنفی کو اس جماعت میں شرکت لازم ہے یا نہیں؟

(جواب ۳/۶۳) جو شخص نفسانی خواہش سے آخر وقت دوسری جماعت کرے آیا وہ آیات ذیل کے تحت میں آتا ہے ومن یعصی اللہ ورسولہ الایة ومن لم یحکم بما انزل اللہ الا یة.

(سوال ۴/۶۴) یہ بات صحیح ہے یا نہیں کہ ہر موسم میں رات کا ساتواں حصہ شروع ہونے پر صبح صادق ہو جاتی ہے۔

(جواب)(۱) امام اعظمؒ کے مذہب میں صبح کی نماز میں اسفا مستحب ہے۔ حدیث شریف میں بھی اس کی تاکید اور حکم فرمایا ہے اسفرو وابا لفجر فانه اعظم للاجر .(۱) اس کے موافق آفتاب طلوع ہونے سے آدھ گھنٹہ پیشتر صبح کی جماعت شروع کرنا بھی کافی ہے جلدی کرنا صبح کی نماز میں اول تو خلاف ہے امام اعظم کے مذہب کے۔ دوم جب کہ اس کی وجہ سے باہم نمازیوں میں تفرقہ ہوتا ہو کہ دوسرے مسلمان عدم شرکت جماعت اولیٰ و جماعت ثانیہ کرنے کی وجہ سے کراہت کے مرتکب ہوں پس ایسا امر کیوں کیا جاوے جو خلاف مذہب بھی ہو اور اس کی وجہ سے مسلمانوں میں تفرقہ پیدا ہو اور جس مسجد کے نمازی حنفی ہوں تو کیا ضروری ہے کہ وہاں شافعی مذہب یا غیر مقلد کو امام بنایا جاوے جو خلاف مذہب حنفیہ عمل کرتا ہو۔ جماعت ثانی عند الحنفیہ بالضرور مکروہ ہے لیکن اگر اہل محلہ اور نمازی اس مسجد کے حنفی ہیں تو ان کے خلاف شافعی یا غیر مقلد کو جلدی نہ کرنی چاہئے اور یہ آیات جو سائل نے سوال نمبر ۳ میں درج کی ہیں کفار معاندین اسلام کے بارہ میں ہیں مسلمانوں کو ان آیات کا مصداق بتانا اور سمجھنا خود گمراہی ہے۔ ہر موسم میں رات کا ساتواں حصہ مقدار مابین صبح صادق وطلوع آفتاب سمجھنا صحیح نہیں ہے۔ جاڑوں کی راتوں میں جب کہ رات قریب چودہ گھنٹہ کے ہوتی ہے صبح صادق سے طلوع آفتاب تک ایک گھنٹہ بائیس منٹ کی مقدار ہوتی ہے اگر ساتواں حصہ شب کا ہمیشہ ہو تو مقدار مذکور دو گھنٹہ ہونی چاہئے حالانکہ تجربہ اہل تجربہ ومشاہدہ عامہ وقواعد حسابیہ اس کے خلاف پر شاہد ہیں۔ اسی طرح امام اعظم کا یہ مذہب سمجھنا کہ جو مقدار صبح سے طلوع تک ہے اس کے نصف گذرنے پر جماعت صبح کی کھڑی ہونی چاہئے غلط ہے یہ ہرگز امام اعظمؒ کا مذہب نہیں ہے اور محققین حنفیہ کے نزدیک معتبر نہیں ہے۔ درمختار میں ہے والمستحب للرجل الابتداء فی الفجر بالاسفار والختم به هو المختار بحیث یرتل اربعین اية ثم یعیده بطهارة لو فسد وقیل یؤ خر جد الا ن الفساد موهوم . قوله قیل یو ٔخر جداً قال فی البحر وهو ظاهر اطلاق الکتاب ای الکنز لکن لا یو ٔخر ها بحیث یقع الشک فی طلوع الشمس الخ .(۲) فقط۔

---

(۱) مشکوۃ. باب تعجیل الصلوۃ ص ۶۱. ۱۲ ظفیر.

(۲) دیکھئے ردالمحتار کتاب الصلوۃ ج ۱ ص ۳۳۹ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۶ بعد مطلب طلوع الشمس من مغربها ۱۲ ظفیر.

عشاء کا وقت غروب آفتاب کے کتنی دیر بعد ہوتا ہے:۔

(سوال ۶۵) عشاء کا وقت کتنی دیر کے بعد ہوتا ہے اور فقہ کی کون سی کتاب میں اس کا تخمین وقت حنفیوں کے موافق لکھا ہوا ہے کہ مثلاً ڈیڑھ گھنٹہ میں آتا ہے۔ بعض لوگ اتنی تاخیر کا انکار کرتے ہیں؟

(جواب) کتب فقہ میں اسی قدر لکھتے ہیں شفق ابیض کے غائب ہونے پر امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عشاء کا وقت ہوتا ہے۔(۱) گھنٹہ اور گھڑی کا حساب کتب فقہ میں نہیں ہے۔ یہ امر مشاہدہ کے متعلق ہے غروب آفتاب کے بعد کتنی دیر کے بعد سپیدی شفق کی غائب ہوتی ہے سو اس کی مقدار اہل تجربہ کے لکھنے کے موافق اس ماہ دسمبر و جنوری و فروری میں قریب ڈیڑھ گھنٹہ کے ہے۔ گرمیوں میں بعض اوقات ڈیڑھ گھنٹہ سے دو چار منٹ زائد ہو جاتے ہیں اور بعض موسم میں کم ہو جاتے ہیں۔ فقط۔

صبح اور عصر کا وقت کیا ہے اور حضرت گنگوہی کا کیا عمل تھا:۔

(سوال ۶۶) حضرت مولاناؒ کے اوقات نماز یعنی قبل طلوع آفتاب صبح کس وقت اور عصر کس قدر قبل غروب پڑھتے تھے۔ گھنٹہ اور منٹ کے حساب سے تحریر فرمائیے۔

اگر نماز صبح بانتظار جماعت نصف گھنٹہ قبل طلوع پڑھی جائے تو افضل ہے یا تنہا اول وقت پڑھ کر پھر شریک جماعت ہو "مشارق الانوار" میں حدیث ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ۔ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ دیر میں نماز پڑھا کریں گے، اس وقت تم لوگ اپنی نماز ادا کر کے جماعت میں شریک ہو جانا۔

یہ وہی زمانہ ہے یا نہیں اور حدیث قابل عمل ہے یا نہیں۔

(جواب) اوقات نماز کے لئے گھنٹہ اور منٹ کی تحدید نہیں ہے۔ عصر اور صبح کی نماز میں حنفیہ کے نزدیک تاخیر اولیٰ ہے۔ عصر میں اس قدر تاخیر ہو کہ حد کراہت میں نہ داخل ہو یعنی وقت مکروہ نہ آجاوے۔ مثلاً غروب سے ایک گھنٹہ یا پون گھنٹہ قبل عصر پڑھی جاوے تو بہتر ہے۔(۲) اور صبح کی نماز میں اسفار مستحب ہے۔ اور حدیث شریف میں بھی ایسا حکم آیا ہے۔ پس صبح کی نماز کو آدھ گھنٹہ یا پون گھنٹہ پہلے طلوع آفتاب سے پڑھے تو یہ اچھا ہے اور ثواب کا وقت ہے۔ خصوصاً انتظار جماعت کی وجہ سے اس قدر تاخیر ہو کہ آدھ گھنٹہ طلوع آفتاب میں باقی رہے تو یہ بہت اچھا ہے۔(۳) اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ اور حدیث جو مشارق الانوار سے تم نے لکھی ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسفار صبح و تاخیر عصر الی الوقت المستحب ممنوع ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت لوگ نماز میں اتنی تاخیر کریں کہ وقت مکروہ آجاوے اس وقت یہ حکم ہے کہ علیحدہ پڑھو۔ آدھ گھنٹہ پہلے نماز پڑھنے میں یہ حکم

---

(۱) واول وقت العشاء اذا غاب الشفق واخر وقتها مالم یطلع الفجر الثانی (هدایه باب المواقیت) ثم الشفق هوالبیاض الذی فی الافق بعد الحمرة عند ابی حنیفة (ایضا ط.س. ج ا ص ۶۱ ۳) ظفیر. (۲) وتاخیر عصر صیفا وشتاء توسعة للنوافل مالم یتغیر ذکاء بان لا تحا رالعین فیها فی الاصح (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ج ا ص ۳۴۱ ط.س. ج ا ص ۳۶۷). (۳) والمستحب للرجل الابتداء فی الفجر باسفار والختم به هو المختار بحیث یرتل اربعین اية ثم یعیده بطهارة لو فسد (درمختار) قوله وفی الفجر ای صلاة الفرض، قوله باسفر ای فی وقت ظهور النوروانکشاف الظلمة الخ لقوله علیه السلام اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر رواه الترمذی وحسنه (رد المحتار ج ا ص ۳۳۹ ط.س. ج ا ص ۳۵۵) ظفیر.

نہیں ہے۔ یہ تو عین عمل بالحدیث ہے۔

اندھیرے میں فجر کی نماز بہتر ہے یا اسفار میں :۔

(سوال ۶۷) ایک شخص نے فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھائی ایک مولوی نے کہا کہ نماز چاندنے میں پڑھنا اچھا ہے اور دلیل میں یہ آیت بیان کی فسبحه وادبار النجوم اس آیت سے کیا مراد ہے۔

(جواب) حدیث شریف میں آیا ہے اسفروابالفجر فانه اعظم للاجر الحدیث، یعنی صبح کی نماز روشنی کر کے پڑھو کہ اس میں ثواب زیادہ ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہی مذہب ہے کہ صبح کی نماز چاندنے میں پڑھنا افضل ہے اور آیت فسبحه وادبار النجوم میں بعض مفسرین کا یہ قول ہے کہ صبح کی سنتیں مراد ہیں اور ضحاک کہتے ہیں کہ صبح کے فرض مراد ہیں۔ معالم التنزیل۔

ظہر کا وقت گرمیوں میں کیا ہے :۔

(سوال ۶۸) آج کل گرمیوں میں ظہر کا وقت کے بجے ہوتا ہے ہماری مسجد میں سوا دو بجے ظہر کی نماز ہوتی ہے۔ جیٹھ ساڑھ میں ظہر کی جماعت کے بجے ہونی چاہئے۔

(جواب) جاڑوں اور گرمیوں میں ہر ایک موسم میں ظہر کا وقت زوال آفتاب سے شروع ہو کر دو مثل تک رہتا ہے اور زوال آفتاب قریب ساڑھے بارہ بجے کے ہوتا ہے پس ظہر کا وقت ساڑھے بارہ سے تین بجے کے بعد تک رہتا ہے، جیٹھ اور ساڑھ میں اور بھی دیر تک رہے گا۔ الحاصل ظہر کا وقت تو ایک بجے سے بھی کچھ پہلے ہی سے ہو جاتا ہے۔ مگر گرمیوں میں حکم دیر میں پڑھنے کا ہے یعنی تاخیر کرنا ظہر کا مستحب ہے۔ دو بجے سے تین بجے تک آج کل ظہر کا اچھا وقت ہے۔ اڑھائی بجے یا پونے تین بجے یا تین بجے تک ریلوے ٹائم سے ظہر پڑھیں تو یہ اچھا وقت ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور سوا دو بجے اور اڑھائی بجے بھی اچھا وقت ہے۔ الغرض دو بجے سے تین بجے تک سب اچھا وقت ہے جس وقت چاہے نماز پڑھیں جھگڑا کرنے کی کچھ بات نہیں ہے۔

موسم سرما میں صبح کی جماعت کب ہونی چاہئے :۔

(سوال ۶۹) سردی کے موسم میں جب کہ طلوع آفتاب ۷۔ بج کر ۱۵۔ منٹ پر ہوتا ہے جماعت فجر کتنے بجے ہونی چاہئے؟ گھڑی گھنٹہ کے حساب سے تحریر فرمائیے۔

(جواب) جماعت فجر طلوع آفتاب سے آدھ گھنٹہ پہلے ہو جائے تو یہ اچھا ہے اور اسفار خوب ہو جاتا ہے مثلاً آج کل کہ طلوع آفتاب قریب سوا سات بجے کے ہوتا ہے، اگر پونے سات بجے جماعت فجر کی جائے تو عمدہ ہے باقی وقت فجر کا صبح صادق ہونے سے آفتاب کے نکلنے سے پہلے پہلے ہے جب تک گنجائش نماز اور جماعت کی رہے تاخیر کرنا درست ہے اور اس درمیان میں جس وقت نماز پڑھ لے اچھا ہے۔ مگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں اسفار یعنی خوب

---

(۱) رواہ الترمذی عن رافع بن خدیج (مشکوٰۃ باب تعجیل الصلوٰۃ) ظفیر۔

روشنی ہوجاوے (جب نماز پڑھے) کوئی تحدید خاص گھنٹہ اور منٹ سے کرنا ضروری نہیں۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ظہر اور جمعہ کا وقت:۔

(سوال ۷۰) ظہر وعصر حضرت امام اعظمؒ کے مذہب مختار کی بموجب کس وقت ادا کرنی چاہئے؟ اول وقت کب ہوتا ہے اور آخرت وقت کب ہے؟ اور جمعہ کا وقت کس وقت سے ہوتا ہے اور کب تک ہے؟

(جواب) ظہر کا وقت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دومثل تک رہتا ہے اور عصر کا وقت دومثل سے شروع ہوتا ہے پس ظہر کی نماز دومثل سے پہلے پہلے پڑھنی چاہئے اور عصر کی نماز دومثل کے بعد مگر بہتر یہ ہے کہ وقت شروع ہوجانے کے بعد زیادہ تاخیر نہ کریں۔ ایک مثل تک ظہر کی نماز پڑھ لیں اور دومثل کے کچھ دیر بعد عصر کی نماز پڑھ لیں جمعہ کا وقت ظہر کی طرح زوال شمس کے بعد شروع ہوتا ہے اور جس وقت تک ظہر کا وقت ہے اسی وقت تک جمعہ کا وقت ہے۔(۲) فقط۔

لاپ لینڈ میں نماز وروزہ کیسے ادا کیا جائے:۔

(سوال ۷۱) جزیرہ لاپ لینڈ جہاں چھ مہینے کا دن اور چھ مہینے رات رہتی ہے وہاں نماز پنج وقتہ کس طرح پڑھے؟ اور رمضان شریف میں روزے کس طرح رکھے وہاں روزے رکھنے میں رمضان شریف کے مہینے کی شرط ہے یا نہیں؟ اگر شرط ہے تو رمضان شریف کا مہینہ کس طرح معلوم کیا جاوے؟

(جواب) نمازوں کے اوقات کا اندازہ کر کے ادا کی جاویں۔ مثلاً چوبیس گھنٹے کے دن رات ہوتے ہیں اس میں پانچ نمازیں بفصل معہود پوری کرلیوے اور روزے میں اقرب بلاد کا لحاظ کرلیوے اور اسی سے روزے کا مہینہ بھی معلوم ہوجاوے گا۔(۳) واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) فی الدر المختار والمستحب للرجل الا بتداء فی الفجر باسفار والختم به وهو المختار . وقال فی ردالمحتار ای وقت ظهور النور وانكشاف الظلمة سمى به لانه يسفراى يكشف عن الا شياء والحاصل انه حد الاسفار ان يمكنه اعادة الطهارة لو من حدث اكبر واعادة الصلوة على الحالة الا ولىٰ قبل طلوع الشمس ص ۳۳۹ .ط.س.ج: ص ۱۶۶)

(۲) وقت الظهر من زواله اى ميل ذكاء عن كبد السماء الى بلوغ الظل مثليه الخ سواءٍ فى الزوال (الى ان قال) ووقت العصر منه الى قبيل الغروب قال فى ردالمحتار اى بلوغ الظل مثليه على رواية المتن وايضا قال والاحسن مافى السراج عن شيخ الاسلام ان الا حتياط ان لا يؤخر الظهر الى المثل وان لا يصلى العصر حتى يبلغ المثلين ليكون مؤديا للصلوتين فى وقتهما بالاجماع ص ۲۳۲ و ص ۲۳۳ ج ۱ .ط.س.ج ا ص ۳۵۹ .مصرى.
وايضا قال فى الدرالمختار وجمعة كظهراصلا واستحبابافى الزمانين وقال فى ردالمحتار اى الشتاء والصيف ص ۳۴۰ ج ۱ .ط.س.ج ا ص ۳۶۷ .سعيد.

(۳) وفاقد وقتهما كبلغار الخ مكلف بهما فيقدر لهما الخ (درمختار) قال الرملى فى شرح المنهاج ويجرى ذالك فيما لو مكثت الشمس عند قوم مدة اه قال فى امداد الفتاح قلت وكذالك يقدر لجميع الا جال كا لصوم والزكوٰة والحج والعدة الخ وينظر ابتداء اليوم فيقدر كل فصل من الفصول الا ربعة بحسب مايكون كل يوم من الزيادة والنقص كذا فى كتب الائمة الشافعية ونحن نقول بمثله اذا صل التقدير مقول به اجماعا فى الصلوٰة كلها اه (ردالمحتار كتاب الصلوٰة مطلب فى فاقدوقت العشاء ج ا ص ۳۳۵ .ط.س.ج ا ص ۳۶۲)ظفير.

فصل ثانی اوقات مکروهه
یعنی وہ اوقات جن میں نماز کی اجازت نہیں

جمعہ کے دن دوپہر میں نفل درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۷۲) ان الصلوٰۃ النافلۃ نصف النہار یوم الجمعۃ هل تباح او تکرہ.

(جواب) اقول وباللہ التوفیق ان الا حتیاط فی عدم التنفل فی ساعۃ الزوال یوم الجمعۃ کما علیہ الشروح والمتون ومذهب الا مام راجح من حیث الدلیل فینبغی علیہ التعویل .(۱)

استواء شمس کے وقت نماز درست نہیں:۔

(سوال ۷۳) چاشت وغیرہ کی نوافل ۱۲ بجے پڑھنی درست ہے یا نہیں۔ اور جنتری اسلامیہ میں زوال یا قضاء نماز کا وقت بارہ بج کر ۲۴ منٹ پر لکھا ہے۔

(جواب) زوال کے وقت نوافل وغیرہ کچھ نہ پڑھنی چاہئے اور نہ ایسے وقت نوافل پڑھنی چاہئے کہ زوال کا وقت درمیان نماز میں ہو جائے۔ پس جس گھڑی کے موافق زوال کا وقت ۱۲ بج کر ۲۴ منٹ پر ہے اس کے مطابق اگر ۱۲ بجے نماز نفل یا قضاء نماز اس طرح پڑھے کہ زوال سے پہلے پہلے اس کو ختم کر دے تو یہ جائز ہے مگر جب قریب زوال کا وقت آ جاوے اس وقت کوئی نماز شروع نہ کرے تا کہ ایسا نہ ہو کہ درمیان نماز میں زوال کا وقت ہو جاوے۔ (۲) فقط۔

صبح صادق کے بعد سوائے سنت فجر کسی نفل کی اجازت نہیں:۔

(سوال ۷۴) صبح صادق کے بعد نوافل یا تحیۃ المسجد پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) طلوع صبح صادق کے بعد کوئی نفل نماز سوائے دو سنت صبح کے جائز نہیں ہے۔ حنفیہ کے نزدیک اس وقت میں تحیۃ المسجد کی نفلیں بھی جائز نہیں ہیں۔ (۳) فقط۔

---

(۱) لا تجوز الصلوٰۃ عند طلوع الشمس ولا عند قیامها فی الظهیرۃ ولا عند غروبها لحدیث عقبہ بن عامر الخ (هدایہ باب المواقیت ج ۱ ص ۸۰) ظفیر. وکرہ تحریما الخ صلوٰۃ مطلقاً الخ مع شروق الخ واستواء الا یوم الجمعۃ علی قول الثانی المصحح المعتمد کذافی الا شباہ (درمختار) رواہ الشافعی فی مسندہ نهی عن الصلوٰۃ نصف النهار حتی تزول الشمس الا یوم الجمعۃ قال الحافظ ابن حجر فی اسنادہ انقطاع الخ قولہ المصحح المعتمد اعترض بان المتون والشروح علی خلافہ الخ شراح الهدایہ انتصر والقول الا مام واجابوا عن الحدیث المذکور الخ (ردا لمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۴۳ وج ۱ ص ۳۴۵ ط.س. ج ۱ ص ۳۷۰...... ۳۷۱) ظفیر.

(۲) وکرہ تحریما وکل ما لا یجوز مکروہ صلاۃ مطلقا ولو قضاء او واجبۃ او نفلا او علی جنازۃ وسجدۃ تلاوۃ وسهو لا شکر مع شروق الخ واستواء (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۴۳ وج ۱ ص ۳۴۴ ط.س. ج ۱ ص ۳۷۰) ظفیر. لماروی مسلم وغیرہ من حدیث عقبۃ بن عامر ثلث ساعات کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینها نا ان نصلی فیهن او نقبر موتانا حین تطلع الشمس بازغۃ حتی ترتفع وحین یقوم قائم الظهیرۃ حتی تمیل الشمس وحین تضیف للغروب حتی تغرب (غنیۃ المستملی ص ۲۳۵) ظفیر.

(۳) وکذاالحکم من کراهۃ نفل وواجب لغیرہ لافرض وواجب لعینہ بعد طلوع فجر سوی سنتہ لشغل الوقت بہ تقدیرا (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۴۹ ط.س. ج ۱ ص ۳۷۵) ظفیر.

فجر کے وقت سوائے سنت اور قضا کے کوئی نفل نہیں پڑھ سکتا:۔

(سوال ۷۵/۱) مجھے معلوم ہے کہ فجر کے وقت نماز مقررہ کے علاوہ صرف قضاء نماز جس میں فرض و واجب یعنی وتر داخل ہے پڑھی جا سکتی اس کا مزید اطمینان چاہتا ہوں کیونکہ بعض جہلاء نفل بھی پڑھ لیتے ہیں اور فرض کے بعد سنت بھی جو بوجہ جماعت کے نہیں پڑھ سکتے تھے، پڑھ لیا کرتے ہیں۔

عصر کے فرض کے بعد کوئی سنت نفل نہیں ہے:۔

(سوال ۷۶/۲) عصر کا بعد بھی مثل وقت فجر کے نوافل کو مانع ہے اس کے لئے بھی وہی استفسارات ہیں جو فجر کے ساتھ کئے گئے ہیں۔ اگر اس کا حکم اس کے مطابق نہیں ہے تو اطلاع چاہتا ہوں۔

(جواب)(۱) صبح صادق کے بعد کوئی نفل سوائے سنت فجر کے یا قضاء کے درست نہیں ہے اور بعد نماز فجر کے سنت صبح بھی جائز نہیں اور نہ اور کوئی نفل سوائے قضاء کے پڑھنا اس وقت درست ہے درمختار میں ہے و کرہ نفل الخ ولو سنة الفجر بعد صلوٰة فجر وصلوٰة عصر الخ ولا يكره قضاء فائتة ولو وتراً الخ (۱) اور اس کراہت سے کراہت تحریمی مراد ہے قال فی الشامی والکراهة ههنا تحريمية ايضاً كما صرح به فی الحلية ولذا قال فی الخانية والخلاصه بعدم الجواز والمراد عدم الحل لا عدم الصحة كما لا يخفى .(۲)

(۲) عصر کی نماز کے بعد بھی کوئی نماز سوائے قضاء نماز کے جائز نہیں ہے۔(۳) فقط۔

کیا بعد الظہر کا وقت بھی مثل بعد العصر والفجر ہے:۔

(سوال ۷۷) جیسا کہ بعد العصر ،بعد الفجر کسی قسم کی نوافل پڑھنا ممنوع ہے کیا اسی طرح بعد الظہر بھی کوئی نفل نہیں پڑھ سکتا، اور اگر پڑھ سکتا ہے تو کیا کسی فقہ کی کتاب سے یہ ثابت ہے یا نہیں، کیا بعد الظہر کا وقت بھی مثل بعد العصر و بعد الفجر کی طرح ہے۔

(جواب) بعد الظہر کا وقت مثل بعد العصر و بعد الفجر کے نہیں ہے۔ عصر و فجر کے بعد نوافل درست نہیں ہیں(۴)۔

فجر کی سنت سے پہلے نفل درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۷۸) فجر کی سنتوں سے پہلے دو نفل پڑھنی چاہئے یا نہیں۔

(جواب) صبح صادق ہونے کے بعد فرضوں سے پہلے سوائے دو سنت فجر کے اور نوافل پڑھنا درست نہیں ہے۔(۵)

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۴۷ .ط.س. ج ۱ ص ۳۷۴. ۱۲ ظفیر .(۲) ردالمحتار كتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۴۸ .ط.س. ج ۱ ص ۳۷۵ ۱۲ ظفیر .(۳) واما الو قتان الاخران الخ فانه يكره فيهما التطوع فقه ولا يكره فيهما الفرض الخ وهما اى الوقتان المذكوران ما بعد طلوع الفجر الى ان ترتفع الشمس فانه يكره فى هذا الوقت النوافل كلها الا سنة الفجر الخ وما بعد صلوة العصر الى غروب الشمس لحديث ابن عباس الخ (غنية المستملى ج: ص ۲۳۷) ظفیر .(۴) وكره نفل بعد صلاة فجر وصلاة عصر الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۴۸ .ط.س. ج ۱ ص .ط.س. ج ۱ ص ۳۷۴ ...... ۳۷۵) ظفیر .(۵) وكذا الحكم عن كراهة نفل وواجب لغيره لا فرض وواجب لعينه بعد طلوع فجر سوى سنته لشغل الوقت به تقدير اً (ايضاً ج ۱ ص ۳۴۸ .ط.س. ج ۱ ص ۳۷۵) لما روى مسلم عن حفصة رضى الله عنه قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا طلع الفجر لا يصلى الا ركعتين خفيفتين (غنية المستملى ج ۱ ص ۳۳۷).

نصف النہار میں جمعہ کے دن نفل درست نہیں :-

(سوال ۷۹/۱) جمعہ کے روز نصف النہار کے وقت نفل نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

جمعہ کے پہلے کی سنتیں نصف النہار کے وقت جائز نہیں :-

(سوال ۲/۸۰) جمعہ کی سنتیں نصف النہار میں پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) (۱) موافق مذہب امام ابو حنیفہؒ صحیح نہیں ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ صحیح کہتے ہیں لیکن احوط قول امام اعظمؒ کا ہے۔ فقط۔(۱)

(۲) نہیں پڑھ سکتے۔(۲) فقط۔

غنودگی کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹا لہذا پڑھی ہوئی نماز دہرانے کی ضرورت نہیں :-

(سوال ۸۱) تہجد پڑھ کر، کچھ تسبیحیں پڑھ کر اکڑو بیٹھا ہوا تھا کہ کچھ غنودگی طاری ہوئی تھوڑی سی دیر میں دیکھا تو سنت پڑھنے کا وقت تھا اس یقین پر کہ وضو نہیں ٹوٹا سنت پڑھ کر مسجد گیا وہاں پر شبہ پیدا ہوا کہ مبادا اکڑو بیٹھنے اور غنودگی سے وضو ٹوٹ گیا ہو تازہ وضو کر کے پھر سنت دو رکعت از سر نو پڑھی اور پھر جماعت فرض میں شریک ہوا یہ شرعاً جائز ہے یا نہ۔

(جواب) سنت جو پہلے پڑھی تھی وہ ہو گئی دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہ تھی۔(۳) اور جائز بھی نہ تھی۔(۴) لیکن بوجہ لاعلمی کے جو کچھ ہوا اس میں کچھ مواخذہ اور عذاب نہیں ہے۔ فقط۔

سنت فجر وظہر کی قضا میں فرق کیوں :-

(سوال ۸۲) صبح کی دو رکعت سنت اور ظہر کی قبل از فرض سنت مؤکدہ ہیں، پھر کیا سبب ہے کہ صبح کی سنت کی قضاء بعد طلوع شمس پڑھے بہتر ہے اور اگر نہ پڑھے تو کچھ مؤاخذہ نہیں اور ظہر کی سنن قبلیہ اگر قضا ہو جاویں تو بعد ادائے فرض ضرور ادا کرے۔ وجہ فرق کیا ہے۔

(جواب) اس کی وجہ یہ ہے کہ ظہر کا وقت باقی ہے، اور صبح کا وقت بعد طلوع شمس باقی نہیں رہتا۔(۵) فقط۔

---

(۱) وکره تحريما الخ صلاة مطلقا ولو قضاءاوواجبة او نفلا الخ مع شروق، الخ واستواء الا يوم الجمعةعلى قول الثانى المصحح المعتمد كذا فى الا شباه (درمختار) لكن شراح الهدايةانتصر والقول الا مام واجا بوا عن الحديث المذكور باحاديث النهى عن الصلوة وقت الا ستواء فانها. ط.س. ج ا ص ۳۷۰...... ۳۷۱.

(۲) وجمعة كظهر اصلا واستحبابا فى الزمانين لا نها خلفه (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصلوة ج ا ص ۳۴۰ ط.س. ج ا ص ۳۶۷)

(۳) اس وجہ سے کہ وضو نہیں ٹوٹا تھا وفى الخانية النعاس لا ينقض الوضوء وهو قليل نوم (ردالمحتار نواقض الوضو ج ۱۳۲) جب وضو باقی تھا جو نماز اس سے پڑھی درست ہوئی دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں والله اعلم ۱۲ ظفير.

(۴) اس لئے کہ اس وقت میں سوائے سنت فجر کے کسی نفل کی اجازت نہیں ہے وكذا الحكم من كراهة نفل الخ بعد طلوع فجر سوى سنة (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصلوة (ج ا ص ۳۴۹ ط.س. ج ا ص ۳۷۵) ظفير.

(۵) وقت صلاة الفجر الخ من اول طلوع الفجر الثانى الخ الى قبيل طلوع ذكاء ووقت الظهر من زواله الخ الى بلوغ الظل مثليه (الدر المختار على هامش ردالمحتار الصلوة ج ا ص ۳۳۱ ط.س. ج ا ص ۳۵۹) ظفير.

وقت زوال اور دوپہر میں تلاوت اور نفل کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۸۳) عین زوال کے وقت یا دوپہر کے وقت تلاوت قرآن شریف اور نوافل کا کیا حکم ہے۔

(جواب) عین زوال کے وقت یا یوں کہئے کہ استواء اور دوپہر کے وقت تلاوت قرآن شریف درست ہے اور نوافل امام ابوحنیفہؒ کے مذہب میں ناجائز ہیں اور امام ابو یوسفؒ جائز فرماتے ہیں۔ درمختار میں ہے وکرہ تحریما صلوٰۃ مطلقاً ولو قضاء او واجبۃً او نفلاً الخ مع شروق الخ واستواء الا یوم الجمعة علی قول الثانی المصحح المعتمد الخ وفی الشامی لکن شراح الهدایة انتصر والقول الا مام(۱) اور احتیاط قول امام اعظمؒ میں ہے اور اوسع قول امام ابو یوسفؒ کا ہے۔ فقط۔

آفتاب طلوع ہونے کے فوراً بعد نماز درست نہیں:۔

(سوال ۸۴) آفتاب نکلنے پر فوراً نماز پڑھنا درست ہے یا نہ اشراق کا وقت تو نیزہ برابر آفتاب اونچا ہونے پر ہوتا ہے۔

(جواب) آفتاب کے نکلتے ہی فوراً نماز درست نہیں ہے بلکہ بقدر ایک یا دو نیزہ کے آفتاب بلند ہونا چاہئے۔ (۲)

نصف شب کے بعد نماز مکروہ تحریمی ہے یا نہیں:۔

(سوال ۸۵) نماز عشاء بعد نصف شب کے مکروہ تحریمی ہے یا نہیں اور اگر بعد نصف شب کے پڑھی جاوے تو واجب الاداء ہے یا نہیں مولانا عبدالحی صاحبؒ مجموعہ فتاویٰ جلد اول ص۳۳ میں تحریر فرماتے ہیں کہ مکروہ تحریمی ہے۔ نماز عشاء کے بعد نصف شب کے اور واجب الاعادہ ہے اور اگر اعادہ نہ کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ اور مولانا اشرف علی صاحب بہشتی زیور میں لکھتے ہیں کہ نماز کا وقت صبح صادق تک ہے اور بعد نصف رات کے مکروہ ہے اور ثواب کم ہوجاتا ہے۔ ان دونوں تحریروں میں کون سی تحریر صحیح ہے۔ اگر کبھی نماز عشاء بعد نصف رات کے پڑھی جاوے تو اس کا اعادہ کیا جاوے یا نہیں اور اگر واجب الاعادہ نہیں ہے تو مولوی عبدالحی صاحب کے فتوے کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) بعد نصف شب کے عشاء کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ بعض نے مکروہ تحریمی فرمایا ہے اور بعض نے مکروہ تنزیہی فان احرها الی مازاد الی النصف کره لتقلیل الجماعة در مختار . قوله کره ای تحریماً کما یاتی تقییده فی المتن او تنزیهاً وهو الا ظهر کما نا. کره عن الحلیه شامی .(۳) ثم قال تحت قول الماتن تحریماً کذا فی البحر عن القنیه لکن فی الحلیة ان کلام الطحاوی یشیر الی ان الکراهة فی تاخیر العشاء تنزیهیة وهو الا ظهر .(۴)۱۲ شامی۔

پس جو فقہاء مکروہ تحریمی فرماتے ہیں ان کے نزدیک واجب الاعادہ ہے اور جو مکروہ تنزیہی فرماتے ہیں ان

---

(۱) دیکھئے ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج۱ ص ۳۴۳ .ط.س. ج۱ ص۳۷۰ ظفیر. (۲) مکروہ تحریمہ الخ مع شروق الخ واستواء (درمختار) قوله مع شروق الخ مالم ترتفع الشمس قدر رمح (رد المحتار. کتاب الصلوٰۃ ج۱ ص ۳۴۴ .ط.س. ج۱ ص۳۷۰ ...... ۳۷۱) ظفیر. (۳) رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ج۱ ص ۳۴۱ .ط.س. ج۱ ص۳۶۸. ۱۲ ظفیر.
(۴) رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ج۱ ص ۳۴۲ .ط.س. ج۱ ص۳۶۸ ۱۲ ظفیر.

کے نزدیک واجب الاعادہ نہیں کیونکہ مکروہ تنزیہی کا مآل خلاف اولیٰ کی طرف ہے۔ اور علامہ شامی کے قول اور حلیہ کی روایت سے معلوم ہوا کہ مکروہ تنزیہی ہونا اظہر ہے۔ اور وجہ اظہر ہونے کی یہ ہے کہ علت اس کراہت کی تقلیل جماعت ہے نہ یہ کہ وقت میں کوئی خرابی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ مولانا عبدالحی صاحبؒ نے اگر واجب الاعادہ لکھا ہے تو مکروہ تحریمی کی روایت کو لے کر احتیاطاً واجب الاعادہ لکھا اور مولانا اشرف علی صاحبؒ کا مطلب اگر مکروہ سے مکروہ تنزیہی ہے تو انہوں نے دوسرے قول کو جو اظہر ہے اختیار فرمایا اور یہ ہی اقرب الی الصواب ہے کہ کراہت تنزیہی ہے اور اعادہ کی ضرورت نہیں۔

ظہر کا ابتدائی وقت کیا ہے اور گیارہ بجے نماز ہوگی یا نہیں :۔

(سوال ۸۶) ظہر کا ابتداء وقت کیا ہے اور اگر کوئی شخص بوجہ اشد ضرورت گیارہ بجے دن کے نماز پڑھ لے تو کیا نماز ہوگی۔

(جواب) ظہر کا ابتداء وقت زوال آفتاب کے بعد سے ہے جو آج کل قریب ساڑھے بارہ بجے کے ریلوے ٹائم سے ہوتا ہے۔ زوال سے پہلے کسی طرح اور کسی وقت اور کسی ضرورت سے درست نہیں۔ پس گیارہ بجے کسی طرح نماز ظہر ادا نہیں ہوسکتی۔(۱) بعد از وقت تو نماز بطریق قضاء صحیح ہو جاتی ہے مگر قبل از وقت جواز کی کوئی صورت نہیں ہے۔(۲)

جمع بین الصلاتین کی تحقیق :۔

(سوال ۸۷) زید اہل حدیث اپنے کو بتلاتا ہے اور بکر حنفی ہے دونوں کا اتفاق سے سفر میں ساتھ ہو گیا۔ زید اہل حدیث نے ظہر کے وقت ظہر کی نماز سے ملا کر عصر کی نماز بھی پڑھ لی۔ بکر حنفی المذہب نے اس پر اعتراض کیا کہ ابھی وقت عصر کا نہیں ہوا زید نے جواب دیا نماز ظہر وعصر ملا کر پڑھنا حدیثوں میں اکثر آیا ہے اور حضور سرور عالم ﷺ نے اکثر سفر میں و مکان پر ظہر وعصر کی نماز کو ظہر کے وقت میں ملا کر پڑھا ہے ...... اس غرض سے کہ میری امت پر آسان ہو۔ اور حدیث یہ پیش کرتا ہے اس کے جواز میں جو ملاحظہ کے لئے ارسال خدمت ہے مسلم شریف کی حدیث بتلاتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ اگر اس ایک حدیث سے تسلی نہ ہو تو اور حدیثیں بھی پیش کر سکتا ہوں ورنہ آپ عدم جواز میں میرے خلاف کوئی حدیث کتب معتبرہ سے پیش کیجئے کہ حضور ﷺ نے ملا کر نہیں پڑھی اور منع کیا ملا کر پڑھنے کو۔ زید کہتا ہے کہ ملا کر نماز پڑھنے کو خود حضور کا قول موجود ہے۔ وہ قول امام صاحب کا ہے کہ ملا کر نہ پڑھو۔ جب حدیث موجود ہے پھر کیوں امام صاحب کے قول پر عمل کیا جاوے۔ جب خود امام صاحب فرماتے ہیں کہ میرے قول کو چھوڑ دو جب تم کو حدیث میرے قول کے خلاف مل جائے۔ ایسی حالت میں بکر حنفی المذہب کو کیا کرنا چاہئے اور عدم جواز میں جو حدیثیں ہوں چند حدیثیں بحوالہ کتب معتبرہ مفصل تحریر فرمائیے۔

---

(۱) ووقت الظهر من زواله اى ميل ذكاء عن كبد السماء الى بلوغ الظل مثليه (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۲ ط.س. ج ۱ ص ۳۵۹) ظفير. (۲) وشرط فى ادائها الخ دخول لوقت واعتقاد دخوله (درمختار) لوقت اى وقت المكتوبة واعتقاد دخوله او ما يقوم مقام الاعتقاد من غلبة الظن فلو شرع شاكا فيه لا تجزيه (رد المحتار. باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۱ ط.س. ج ۱ ص ۴۵۱) ظفير.

روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ کہا نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ نے ظہر اور عصر کی اکٹھی مدینہ میں سوائے خوف اور سوائے سفر کے۔ کہا ابوالزبیر نے پس پوچھا میں نے سعید سے کس واسطے کیا اس کو حضرت نے، پس کہا سعید نے پوچھا میں نے ابن عباس سے جیسا کہ پوچھا تو نے مجھ سے۔ پس کہا ابن عباس نے ارادہ کیا حضرت نے یہ کہ نہ حرج ہو کسی کا میری امت میں سے، روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے۔

(جواب) نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ دو نمازوں کو ایک وقت میں اس طرح جمع کرنا کہ ظہر کی نماز مثلاً عصر کے وقت میں پڑھیں یا عصر کی ظہر کے وقت میں نہ سفر میں جائز ہے نہ حضر میں۔ رسول اللہ ﷺ سے سفر وحضر میں اس طرح جمع کرنا ثابت نہیں ہوا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جو آنحضرت ﷺ کی خدمت مبارک میں ہر وقت کے حاضر باش تھے آپ کی مسواک اور تکیہ وغیرہ انہیں کے پاس رہتا، وضو کے لئے پانی بھی اکثر وہی مہیا کرتے اسی وجہ سے ان کا لقب صاحب السواک والوسادۃ والطہور ہو گیا تھا۔ فرماتے ہیں قال ما رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمع بین الصلوتین الا بجمع. رواہ البخاری ومسلم. (۱) ترجمہ:۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے کوئی نماز اپنے وقت کے سواء میں پڑھی ہو مگر دو نمازیں مغرب وعشاء کی مزدلفہ میں۔ روایت کیا اس کو مسلم وبخاری نے اور نسائی ص ۷۱ کی روایت میں ہے عن عبداللہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الصلوٰۃ بوقتھا الا بجمع وعرفات. ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کو ہمیشہ اپنے وقت میں پڑھتے تھے، مگر مزدلفہ اور عرفات میں۔ اور خود حضرت ابن عباسؓ سے جن کی روایت در بارہ جواز جمع بین الصلوتین پیش کی گئی ہے۔ روایت ہے من جمع بین الصلوتین من غیر عذر فقداتی بابا من الکبائر رواہ الترمذی. (۲) ترجمہ:۔ جس شخص نے جمع کیا دو نمازوں کو بدون عذر کے اس نے کبیرہ گناہ کیا۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ البتہ اس کے اسناد میں ضعف ہے جس کو ترمذیؒ نے بیان فرمایا ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی تحریر فرمادیا ہے کہ عمل جمہور امت کا باوجود اس ضعف کے اسی حدیث پر ہے۔ یعنی جمع بین الصلوتین کو بدون عذر جائز نہیں رکھتے جس سے اس ضعف کا انجبار ہوسکتا ہے۔ علاوہ بریں خاتم الحفاظ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعیؒ تلخیص تخریج زیلعی ص ۱۳۱ میں فرماتے ہیں واخرجہ البیہقی عن عمر مرفوعاً۔ ترجمہ:۔ اور اس روایت کو بیہقی نے حضرت عمرؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اتنا فرما کر سکوت کرتے ہیں، کوئی قدح اس کی اسناد وغیرہ میں نہیں کرتے تو ظاہر ہے کہ اگر اس کی اسناد میں کوئی نقص ہوتا تو ضرور تحریر فرماتے جیسا کہ ترمذی کی اسناد کو نقل کر کے اس کی تضعیف کی ہے اور نیز حضرت ابن عباسؓ سے باسناد صحیح روایت ہے عین طاؤس عن ابن عباسؓ قال لا یفوت صلوٰۃ حتیٰ یجیئ وقت الاخری. رواہ الطحاوی واسنادہ صحیح. (۳) ترجمہ:۔ روایت ہے طاؤس سے، وہ روایت کرتے ہیں ابن عباسؓ سے کہ فرمایا انہوں نے کہ کوئی نماز فوت نہیں ہوتی جب تک کہ دوسری نماز کا وقت نہ آجاوے۔ روایت کیا اس کو طحاوی نے۔ پس معلوم ہو گیا کہ جب دوسری نماز کا وقت آجاتا ہے تو حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک بھی پہلی نماز فوت ہو جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ اگر جمع بین الصلوتین

---

(۱) نصب الرایہ للزیلعی ج ۲ ص ۱۹۲. ۱۲ ظفیر.
(۲) نصب الرایہ للزیلعی ج ۲ ص ۱۹۳. ۱۲ ظفیر.
(۳) شرح معانی الآثار باب الجمع بین الصلوتین ج ۱ ص ۹۸. ۱۲ ظفیر.

جائز رکھی جائے تو پھر فوت کے کوئی معنی نہیں اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے عن عبداللہ بن موھب قال سئل ابو ھریرۃ ما التفریط فی الصلوٰۃ قال ان تو خر حتیٰ یجیی ٔ وقت الاخری رواہ الطحاوی۔(۱) ترجمہ:۔ روایت ہے حضرت عبداللہ بن موہب سے کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے دریافت کیا گیا کہ تفریط فی الصلوۃ کیا ہے؟ فرمایا کہ نماز کو مؤخر کیا جائے یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آ جائے طحاوی ص ۹۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی نماز کو اپنے وقت سے مؤخر کرنا تفریط تقصیر ہے۔ اور حضرت ابوقتادہؓ سے مرفوعاً روایت ہے ان رسول اللہ علیہ وسلم اما انہ لیس فی النوم تفریط انما التفریط علی من لم یصل حتی یجیی ٔ وقت الاخریٰ رواہ مسلم وغیرہ .(۲) ترجمہ:۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ نیند سے جو نماز اتفاقاً قارہ جائے اس میں تقصیر نہیں ہاں تفریط ہے اور قصور اس شخص پر ہے جس نے جاگتے ہوئے اس وقت تک نماز نہ پڑھی جب تک کہ دوسری نماز کا وقت آئے روایت کیا اس کو مسلم وغیرہ نے اور امام طحاوی فرماتے ہیں کہ آپ نے یہ قول اس وقت فرمایا تھا جب کہ آپ سفر میں تھے اور مخاطب اس حکم کے بھی مسافر تھے جس سے صاف معلوم ہو گیا کہ اس حکم میں صرف حضر داخل نہیں بلکہ سفر کا بھی یہی حکم ہے اس لئے سفر میں بھی کسی نماز کو اپنے وقت سے نکال کر دوسری نماز کے وقت میں پڑھنا تفریط و تقصیر ٹھیری۔ پھر کیا کوئی بزرگ آنحضرت ﷺ کی جانب اس کی نسبت کرتے ہوئے نہ شرمائیں گے کہ آپ نے ایک نماز کو اپنے وقت سے نکال کر دوسری نماز کے وقت میں پڑھا اور تفریط و تقصیر کے مرتکب ہوئے۔ تعالیٰ شان النبوۃ عنہ۔

اس کے علاوہ قرآن وحدیث کی بکثرت شہادتیں اس پر موجود ہیں کہ شارح علیہ السلام نے ہر نماز کے لئے علیحدہ وقت مقرر کیا ہے جس سے اس کو مؤخر کرنا ہرگز جائز نہیں۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتاباً موقوتاً .(۳) ترجمہ:۔ تحقیق نماز ہی مومنین پر فرض موقت مقرر کیا گیا ہے۔ پھر اگر ایک نماز کو اس کے وقت سے نکال کر دوسرے وقت میں پڑھنا درست ہے تو وقت مقرر کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ اور دیکھئے ارشاد ہوتا ہے:۔ حافظو اعلی الصلوٰت والصلوٰۃ الوسطیٰ (۴) ترجمہ:۔ محافظت کرو تم سب نمازوں پر اور بیچ کی نماز پر۔ اس آیت کی تفسیر میں جہاں مفسرین نے بہت کچھ بیان کیا ہے وہیں محافظت کے یہ معنی بیان فرمائے ہیں کہ نماز کو اس کے وقت پر ادا کرو اور حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الوقت الا ول من الصلوٰۃ رضوان اللہ والاخر عفو اللہ رواہ الترمذی۔(۵) ترجمہ:۔ تحقیق فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ وقت اول نماز کا رضاء اللہ کی ہے اور آخر وقت اللہ کی معافی کا ہے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ یعنی جو شخص اول وقت مستحب میں نماز پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوتا ہے اور جو آخر میں پڑھتا ہے نماز اس کے ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس کی اتنی تاخیر کو معاف فرما کر اس سے مواخذہ نہیں کرتا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اگر بالکل وقت ہی سے نکال دے تو پھر قانون شرع میں معافی نہیں اللہ اس سے مواخذہ کرے گا۔ یہ امر آخر ہے کہ خداوند عالم اپنی رحمت سے

(۱) شرح معانی الآثار باب الجمع بین الصلاتین. جلد اول ص ۹۸. ۱۲ ظفیر.
(۲) نصب الرایہ للزیلعی ج۲ ص ۱۹۴. ۱۲ ظفیر
(۳) سورۃ النساء رکوع ۱۵. ۱۲ ظفیر.
(۴) سورۃ البقرۃ رکوع ۳۱. ۱۲ ظفیر. (۵) مشکوۃ باب تعجیل الصلوۃ ص ۶۱. ۱۲ ظفیر.

اور گناہوں کی طرح اس کو بھی معاف فرمادے مگر جرم اس پر قائم ہو چکا۔ یہ چند آیات قرآن اور روایات حدیث ہیں جن سے بحمد اللہ نہایت وضاحت کے ساتھ ثابت ہو گیا کہ دو نمازوں کو اس طرح جمع کرنا کہ ایک دوسرے کے وقت میں پڑھیں۔ نہ حضر میں جائز ہے نہ سفر میں۔ اس وقت انہیں چند پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ایک منصف کے لئے یہ بھی کفایت سے زیادہ ہیں۔ اور اگر اس کے بعد بھی اور ضرورت ہوئی تو شاید کچھ اور بھی گذارش کیا جائے۔ کیا اتنی روایات صحاح وحسان کے بعد بھی کوئی منصف حضرت یہ کہنے کے لئے تیار ہو سکتے ہیں کہ عدم جواز جمع بین الصلوٰتین پر حدیث سے کوئی دلیل نہیں صرف امام صاحب کا قول ہے۔ باقی رہی وہ مسلم کی روایت جو حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی اور جس کو سائل نے نقل کیا ہے۔ سو اول تو وہ حدیث باجماع امت متروک العمل ہے۔ چنانچہ امام ترمذی اپنی علل صغریٰ ص ۲۵۷ میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ کی اس روایت کو امت میں سے کسی نے نہیں لیا جس کی علت کو بھی ترمذی نے کتاب میں بیان کر دیا ہے اور وہ روایات جو خود حضرت ابن عباسؓ سے جواز جمع کے خلاف پر ذکر کی گئی ہیں اس کی شاہد ہیں کہ خود حضرت ابن عباسؓ بھی جمع بین الصلوٰتین کو بمعنی مذکور جائز نہیں رکھتے اور کیسے جائز رکھ سکتے ہیں جب کہ آنحضرت ﷺ اس کو تفریط وتقصیر فرماتے ہیں۔ اس لئے معلوم ہوا کہ روایت مذکورہ میں دو نمازوں کو جمع کرنے سے یہ مراد نہیں کہ ایک نماز کو دوسری کے وقت میں پڑھے بلکہ مراد یہ ہے کہ بغرض سہولت ایک نماز کو مؤخر کر کے اس کے آخر میں اور دوسری کو مقدم کر کے اس کے اول وقت میں ادا کیا جائے تاکہ صورۃً دونوں نمازیں جمع ہو کر سہولت بھی پیدا ہو جائے اور کسی نماز کو اپنے وقت سے نکال کر بحکم حدیث مرتکب تفریط و تقصیر بھی نہ ہونا پڑے۔ اس صورت سے دونوں قسم کی احادیث میں کوئی تعارض بھی باقی نہ رہے گا اور یہ ہمارا من گھڑت قیاس یا اجتہاد نہیں بلکہ مسلم ہی میں خود حضرت ابن عباسؓ کی روایت کے بعض طرق میں اس کی تصریح موجود ہے جو روایت مذکورہ سے چند ہی سطر کے بعد ہے۔ وھی ھذہ عن جابر بن زید عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثمانیاً جمیعاً وسبعاً جمیعاً قلت یا ابا الشعثاء اظنہ اخر الظھر وعجل العصر واخر المغرب و عجل العشاء قال وانا اظن ذلک رواہ مسلم۔(۱) ترجمہ: حضرت جابر بن زید سے روایت ہے۔ وہ روایت کرتے ہیں حضرت ابن عباسؓ سے کہا انہوں نے کہ نماز پڑھی میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آٹھ رکعتیں (ظہر وعصر) ایک ساتھ اور سات رکعتیں (مغرب وعشاء کی) ایک ساتھ۔ میں نے عرض کیا اے ابوالشعثاء (کنیت ہے حضرت ابن عباسؓ کی) میرا خیال ہے کہ آپ نے ان نمازوں کو ایک کے وقت میں جمع نہیں کیا بلکہ ظہر کو مؤخر اور عصر کو مقدم کیا ہو گا اسی طرح مغرب کو مؤخر اور عشاء کو مقدم کیا ہو گا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میرا بھی یہی خیال ہے۔ اس روایت نے صاف بیان کر دیا کہ روایت ابن عباسؓ میں جمع بین الصلوٰتین سے اس کے سوا کچھ مراد نہیں کہ ایک نماز کو اس کے آخر وقت میں اور دوسری کو اس کے اول وقت میں اس طرح ادا کیا گیا کہ جو صورۃً جمع ہو گئی۔ اسی وجہ سے حافظ الدنیا حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کو باوجود شافعی المذہب ہونے اور جمع بین الصلوٰتین کو جائز رکھنے کے اس روایت میں تسلیم کر لینا پڑا کہ اس میں جمع سے مراد وہی ہے جو حنفیہ کہتے ہیں یعنی جمع صورۃً جس کی صورت اوپر مذکور ہوئی۔ اس طرح اور جتنی روایات میں جمع کرنا

---

(۱) مسلم شریف باب الجمع بین الصلوٰتین فی السفر ج ۱ ص ۲۴۶، ۱۲ ظفیر۔

ثابت ہوتا ہے سب میں یہی جمع صوری مراد ہے تا کہ احادیث مذکورۃ الصدر کو جن سے عدم جواز جمع معلوم ہوتا ہے خلاف نہ پڑیں اور ان کو چھوڑ نا نہ پڑے، اسی لئے قاضی شوکانی جو اہل ظاہر میں سے ہیں ظاہر حدیث پر چلتے ہیں کسی امام کے مقلد نہیں۔ اور جن کی کتابوں کی تقلید اکثر عدم تقلید کے مدعی بھی کیا کرتے ہیں اور ان کی تحریر و تقریر کا مغز انہیں کی کتابیں ہوتی ہیں۔ پہلے نیل الاوطار میں جمع بین الصلوٰتین کو جائز فرماتے ہیں۔ لیکن جب تتبع روایات اور غور و تامل کی نوبت آئی تو اس سے رجوع کرتے ہیں۔

چنانچہ اس کے بعد انہوں نے ایک رسالہ تشنیف السمع فی ابطال ادلۃ الجمع تصنیف کیا ہے جس میں جمع بین الصلوٰتین کی ادلہ کو باطل کر کے عدم جواز کی حقیقت ثابت کی ہے۔ اس وقت اتنی ہی گذارش پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ امید کہ بنظر انصاف و تامل ملاحظہ فرما کر اپنے خیال سے رجوع فرمائیں گے اور اگر اس سے بھی تشفی نہ ہوئی تو انشاء اللہ اس کے بعد مزید بر ان عرض خدمت کیا جائے گا بشرطیکہ مقصود اس سے تحقیق حق سمجھی جائے نہ کہ مجادلہ۔

واللہ یھدی من یشاء الی سواء السبیل ۔ فقط۔

کیا ظہر و عصر ایک وقت میں پڑھنا درست ہے:۔

(سوال ۸۸) اگر کوئی شخص ظہر اور عصر ایک ساتھ ایک وقت میں پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے یا نہ، جب کہ اس کو اس بات کا خیال ہے کہ شروع عصر کے وقت سے اخیر وقت تک کاروبار دنیاوی سے فرصت نہ ملے گی، اگر جمع کرنا ظہر و عصر کا جائز ہے تو کب۔

(جواب) ظہر اور عصر ایک ساتھ ظہر میں پڑھنا درست نہیں ہے۔ اگر ایسا کیا تو صرف ظہر کی نماز ہوئی، عصر کی نماز اس کے ذمہ رہی۔ حنفیہ کے نزدیک حج میں عرفات کے سوا کہ وہاں ظہر و عصر جمع کی جاتی ہے۔ اور ظہر کے وقت میں پڑھی جاتی ہیں۔ اور کہیں اور کسی وقت سفر و حضر میں جمع کرنا ظہر و عصر کا ظہر کے وقت میں درست نہیں ہے۔ اسی طرح مغرب و عشاء حنفیہ کے نزدیک سوائے مزدلفہ کے اور کہیں جمع نہیں ہو سکتی۔ (۱)

---

(۱) ولا جمع بین فرضین فی وقت بعذر سفر و مطر خلافا للشافعی وما رواہ محمول علی الجمع فعلا، لا وقتا فان جمع فسد و لو قدم الفرض علی وقته حرم لو عکس. ای اخرہ عنه وان صح بطریق القضاء الا لحاج بعرفة ومزدلفة (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۵۴ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۱......۳۸۲)ظفیر.

الباب الثانی فی الاذان

فرش مسجد پر اذان جائز ہے یا نہیں :۔

(سوال ۸۹) مسجد کے فرش پر کھڑے ہو کر اذان دینا کیسا ہے۔

(جواب) اذان پنجگانہ مسجد کے فرش پر جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اونچی جگہ کھڑے ہو کر مسجد سے باہر کہے۔ (۱)

اس مؤذن کا کیا حکم ہے جسے پاکی کی احتیاط نہ ہو اور نہ تلفظ کی :۔

(سوال ۹۰) جس مؤذن کو پاکی وغیرہ کی تمیز نہ ہو اور اس کے اذان الفاظ بھی بالکل غلط ہوں تو ایسے شخص کو مؤذن مقرر کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) ایسے شخص کو مؤذن مقرر کرنا درست نہیں اس کی اذان کا لوٹانا درست ہے۔ (۲)

اذان دے کسی مسجد میں اور نماز پڑھے کسی مسجد میں یہ فعل کیسا ہے :۔

(سوال ۹۱) عمرو ایک مسجد میں مؤذن ہے اور وہ وہاں سے اذان کہہ کر چلا جاتا ہے۔ نماز کہیں اور پڑھتا ہے یہ فعل کیسا ہے۔

(جواب) یہ فعل اچھا نہیں۔ (۳)

ایک مسجد میں اذان دے، دوسری میں امامت کرے یہ فعل درست ہے یا نہیں :۔

(سوال ۹۲) بکر ایک مسجد میں مؤذن ہے اور دوسری مسجد میں امام ہے۔ ایک مسجد میں اذان کہہ کر دوسری مسجد میں نماز پڑھاتا ہے کیا یہ جائز ہے۔ اور اس مؤذن کے اذان کہنے میں تو کچھ نقص نہیں ہے۔

(جواب) اذان میں کچھ نقصان نہیں ہے اور دوسری مسجد کا امام ہے تو وہاں امامت کرانا درست ہے۔ (۴) فقط

دفن اور قحط و وبا میں اذان ثابت ہے یا نہیں :۔

(سوال ۹۳) زمانہ قحط اور وبا میں اور دیگر حادثات میں اور دفن میت کے بعد اذان کہنا کیسا ہے۔

(جواب) ان حوادثات میں اذان شارع علیہ السلام سے اور اقوال و افعال سلف صالحین سے ثابت نہیں ہے لہذا یہ

---

(۱) وینبغی ان یؤذن علی المئذنة او خارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد کذافی فتاویٰ قاضی خان والسنة ان یؤذن فی موضع عال یکون اسمع لجیر انه یرفع صوته (عالمگیری کشوری الباب الثانی فی الاذان ج ۱ ص ۵۴. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۵۵) ظفیر. (۲) ویستحب ان یکون المؤذن عالما بالسنة تقیا فیکره اذان الجاهل والفاسق الخ (غنیة المستملی ص ۳۵۹) ظفیر. (۳) والافضل ان یکون المؤذن هو المقیم (عالمگیری کشوری الباب الثانی فی الاذان ج ۱ ص ۵۲. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۵۴) ای لحدیث من اذن فهو یقیم (رد المحتار ج ۱ ص ۳۶۷) ظفیر.

(۴) وان اذن رجل واقام آخر ان غاب الاول جاز من غیر کراهة وان کان حاضرا ویلحقه الوحشة باقامة غیره یکره وان رضی به لا یکره عندنا کذا فی المحیط (عالمگیری کشوری الباب الثانی فی الاذان الفصل الاول ج ۱ ص ۵۲. ط. ماجدیه ۵۴) ظفیر.

بدعت ہے۔(۱)

نابالغ لڑکے کی اذان جائز ہے یانہیں :۔

(سوال ۹۴) نابالغ لڑکے کو اذان دینا جائز ہے یانہیں۔

(جواب) لڑکا نابالغ اگر مراہق یعنی قریب البلوغ ہے تو اس کی اذان بلا کراہت صحیح ہے۔(۲) فقط۔

مسجد میں اذان جائز ہے یانہیں :۔

(سوال ۹۵) اذان پنجگانہ وجمعہ کی اذان مسجد میں جائز ہے یامکروہ۔

(جواب) کوئی اذان مسجد میں مکروہ نہیں ہے۔ خصوصاً اذان خطبہ جمعہ مسجد میں خطیب کے سامنے مسنون ہے۔(۳) فقط۔

آٹھ سالہ لڑکے کی اذان کا کیا حکم ہے :۔

(سوال ۹۶) لڑکا کس قدر عمر ہونے سے اذان دے سکتا ہے۔ جولڑکا آٹھ برس کا ہواور نماز پڑھتا ہواور پاکی ناپاکی کا خیال رکھتا ہوایسا نابالغ لڑکا اذان دے سکتا ہے یانہیں۔

(جواب) لڑکا اگر مراہق یعنی قریب البلوغ ہے تو اس کی اذان بلا کراہت بالاتفاق صحیح ہے اور غیر مراہق عاقل ہو تب بھی ظاہر الروایت میں کراہت نہیں ہے اور بعض روایات میں مکروہ ہے۔ درمختار میں ہے۔ **ویجوز بلا کراهة اذان صبی مراهق وفی الشامی قوله صبی مداهق المرادبه العاقل وان لم يواهق كما هو ظاهر البحر وغيره وقيل يكره لكنه خلاف ظاهر الرواية الخ. شامی** .(۴) فقط۔

جماعت میں عدم حاضری کی وجہ سے گھر میں اذان کہنا کیسا ہے :۔

(سوال ۹۷) اگر بوجہ کسی عذر قوی کے مسجد میں نہ پہنچ سکے یا اذان مسجد و جماعت میں تاخیر ہواور اس کو بوجہ بیماری یا کسی اور عذر کے نماز میں تعجیل ہو تو مکان میں اذان کہہ کر نماز پڑھنا جائز ہوگا یا ناجائز۔ مسجد کی اذان و جماعت تک تاخیر نماز نہیں کرسکتا بوجہ عذر کے اور اگر نماز اذان کہہ کر نہیں پڑھتا تو ثواب سے محروم رہتا ہے ایسے موقعہ میں کیا کرے اذان کہے یا نہ کہے یا اذان مسجد تک توقف کرے۔

(جواب) اگر عذر کی وجہ سے جماعت ساقط ہوگئی اور وہ شخص مصر میں ہے تو اذان بھی ساقط ہوجاتی ہے شامی جلد اول ص

---

(۱) فی الا ختصار علی ماذکر من الوارداشارة الی انه لا یسن الاذان عند ادخال المیت فی قبره کما هو المعتاد الا ن وقد صرح ابن حجر فی فتاویه بانه بدعة ومن ظن انه سنة قیاسا علی ند بهما للمو لود الحاق الخاتمة الا مر بابتدائه فلم یصب اه (رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ا ص ۸۳۷ .ط.س. ج ا ص ۲۳۵) ظفیر.

(۲) ویجوز بلاکراهة اذان صبی مراهق (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا ذان ج ا ص ۲۶۳ .ط.س. ج ا ص ۳۹۱) ظفیر. (۳) ویوذن ثانیا بین یدیه ای الخطیب.

(۴) رد المحتار باب الا ذان ج ا ص ۳۶۳ .ط.س. ج ا ص ۳۹۱. ۲ ا ظفیر.

۲۸۳ لکن لا یکرہ ترکہ لمصل فی بیتہ فی المصر لان اذان الحی یکفیہ.(۱)فقط۔

جنبی کو جواب اذان جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۹۸) درحالت جنابت اجابت اذان جائز است یا نہ۔

(جواب) فی الدر المختار ویجیب من سمع الا ذان ولو جنبا الخ یعنی ہر کہ اذان بشنود اجابت کند اگر چہ جنبی باشد وعللہ فی الشامی بان اجابۃ الا ذان لیست باذان. بحر عن الخلاصۃ۔فقط۔

مغموم کا اذان کہلوا کر سننا کیسا ہے:۔

(سوال ۹۹) ایک واعظ صاحب فرماتے تھے کہ اگر کسی کو رنج وغم لاحق ہو تو اس کو مناسب ہے کہ کسی سے اذان کہلا کر سنے۔

(جواب) اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔شامی میں نقل کیا ہے کہ مغموم ومہموم کے کان میں اذان کہنا مستحب ہے۔(۲)

مکبر کہاں کھڑا ہو:۔

(سوال ۱۰۰) فرائض کی تکبیر کے لئے مکبر کو کہاں کھڑا ہونا مشروع ہے۔بالکل محاذی امام کے یا دائیں بائیں۔ مستحب مسنون طریقہ کیا ہے۔

(جواب) شرعاً اس میں کوئی تحدید نہیں ہے یعنی اقامت کے لئے شرعاً کوئی جگہ محاذی امام یا جانب یمین وشمال معین نہیں ہے۔حسب موقع وحسب ضرورت جس طرف اور جس موقع پر مکبر کھڑا ہو کر تکبیر کہے درست ہے۔اور فقہاء کا اقامت کے لئے کوئی جانب اور کوئی جگہ معین نہ کرنا یہی دلیل ہے عدم تعیین وعدم تحدید کی۔کسی فقہ کی کتاب میں جانب یمین یا شمال یا محاذات کی تخصیص مکبر کے لئے نہیں کی گئی اور جو کچھ عوام میں مشہور ہے کہ اذان بائیں جانب اور تکبیر داہنی طرف ہو یہ بے اصل ہے۔فقط۔

اجابت اذان قولاً واجب ہے یا فعلاً:۔

(سوال ۱۰۱) اجابت اذان قولی وفعلی دونوں واجب ہیں یا اول واجب ہے،دوسری مستحب یا عکس اس کا۔

(جواب) اجابت اذان قولاً مستحب ہے اور بالقدم واجب ہے قال فی الشامی ای قال الحلوانی ان الاجابۃ باللسان مندوبۃ والواجبۃ ھی الا جابۃ بالقدم الخ (۴) والتحقیق فی الشامی وقد ذکراشکالاً فی

---

(۱) بخلاف مصل ولو بجماعۃ فی بیتہ بمصر او قریۃ لها مسجد فلا یکرہ ترکھما اذا اذان الحی یکفیہ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۲ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۵) ظفیر.
(۲) رد المحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۷ وج ۱ ص ۳۶۸ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۵ ظفیر
(۳) وفی حاشیۃ البحر للخیر الرملی رأیت فی کتب الشافعیۃ ان قدیسن الا ذان لغیر الصلوٰۃ کما فی اذان المولود والمھموم والمصروع الخ (ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۵۷ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۵) ظفیر.
(۴) ردالمحتار باب الاذان جلد اول ج ۱ ص ۳۶۷ وج ۱ ص ۳۶۸ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۶) ظفیر

وجوبها ثم اجاب عنه فلينظر ثمه ۔(١) فقط۔

بوقت ضرورت ایک آدمی دو مسجد میں اذان دے سکتا ہے:۔

(سوال ١٠٢) ایک آدمی کو ایک وقت میں دو مسجدوں میں اذان دینا درست ہے یا نہیں۔ اگر درست ہے تو نماز کون سی مسجد میں پڑھے۔

(جواب) اگر ضرورت ہو درست ہے۔(٢) اور جہاں چاہے نماز پڑھے۔ البتہ بلا ضرورت ایک شخص کا دو مسجدوں میں اذان دینا فقہاء نے مکروہ لکھا ہے **ويكره ان يوذن فى مسجدين لا نه يكون داعيا الى مالا يفعل غنية المستملى** ج ا ص ١٦١ (٣٦١) ظفیر۔

اذان دائیں سے اور تکبیر بائیں سے کہنے کی کچھ حقیقت نہیں:۔

(سوال ١٠٣) اذان بائیں طرف اور تکبیر داہنی طرف کھڑے ہو کر پڑھنا مشہور ہے اور اس پر اکثر اہل علم کا تعامل دیکھا جاتا ہے بلکہ اس قید و تخصیص کو ضروری و شرعی سمجھتے ہیں اور اس کے خلاف کرنے والے کو ملامت کرتے ہیں۔ اور دعاء کے وقت امام کا بائیں طرف منہ کر کے بیٹھنا نہایت ہی مذموم سمجھتے ہیں۔ اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) اذان بائیں طرف اور اقامت داہنی طرف ہونے کی کوئی دلیل شرعی نہیں ہے اور کسی حدیث وفقہ کی کتاب میں نہیں ہے۔ یہ بات غلط مشہور ہے ورنہ ان لوگوں کو جو ایسا کہتے ہیں کوئی دلیل لانی چاہئے۔ بلا دلیل اپنی طرف سے شریعت میں ایسی قیدیں لگانا درست نہیں ہے۔ یہ یاد رکھنے کی بات ہے۔ اور دعاء کے وقت امام کو داہنی طرف اور بائیں طرف پھرنا دونوں حدیث میں آئے ہیں اور دونوں امر کی شرعاً اجازت ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اپنی نماز میں شیطان کا حصہ نہ کرے کہ یہ سمجھے کہ داہنی طرف ہی پھرنا ضروری ہے۔ میں نے بار بار رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ بائیں طرف کو پھرے۔(٣) انتہی۔ لیکن یہ بھی حدیث سے ثابت ہے کہ زیادہ تر رسول اللہ ﷺ داہنی

---

(١) قال في النهر وقوله بوجوب الا جابة بالقدم مشكل ، لا نه يلزم عليه وجوب الاداء فى اول الوقت وفى المسجد، اذلا معنى لا يجاب الذهب دون الصلاة وما فى شهادات المجتبى سمع الاذان وانتظر الا قامة فى بيته لا تقبل شهادته مخرج على قوله كما لا يخفى وقد سئالت شيخنا الا خ، عن هذا فلم يبد جوابا اه ا قول وبا لله التوفيق ما قاله الا مام الحلوانى مبنى على ماكان فى زمن السلف من صلاة الجماعة مرة واحدة وعدم تكرارها كما هو فى زمنه صلى الله عليه وسلم وزمن الخلفاء بعده وقد علمت ان تكرار ها مكروه فى ظاهر الرواية الا فى رواية عن الا مام ورواية عن ابى يوسف كما قد مناه قريبا و سياتى ان الراجح عند اهل المذهب وجوب الجماعة وان يا ثم يتفويتها اتفاقا وحينئذ يجب السعى بالقدم لا لاجل الا داء فى اول الوقت اوفى المسجد بل لا جل اقامة الجماعة والا لزم فوتها اصلا، او تكرار ها فى مسجد ان وجد جما عة اخرى وكل منهما مكروه فكذا بوجوب الا جابة بالقدم،لا يقال يمكنه ان يجمع باهله فى بيته فلا يلزم شئى من المحذورين، لانا نقول ان مذهب الا مام الحلوانى انه بذالك لا ينال ثواب الجماعة وانه يكون بدعة ومكروها بلا عذر، وسياتى فى الا مامة ان الا صح انه لو جمع باهله لا يكره وينال ثواب فضيلةالجماعة لكن جماعة المسجد افضل (رد المحتار باب الا ذان ج ا ص ٣٦٨ ط.س. ج ا ص ٣٩٦) ظفير.

(٢) يكره له ان يو ذن فى مسجدين (درمختار) لا نه اذا صلى فى المسجد الا ول يكون متنفلا بالا ذان فى المسجد الثانى الخ (ردالمحتارباب الاذان ج ا ص ٣٧٢ ط.س. ج ا ص ٤٠٠) ظفیر. اس سے معلوم ہوا کہ مکروہ ہے مگر صورت مسئولہ میں چونکہ ضرورت ہے اس لئے کراہت نہیں، پھر کوئی ضروری نہیں ہے کہ وہ کسی مسجد میں نفل کی نیت سے جماعت میں لازمی طور پر شریک ہو ہی۔ واللہ اعلم۔ ظفیر۔

(٣) عن عبدالله بن مسعود رضى الله عنه قال لا يجعل احد كم للشيطان شيئاً من صلا ته يرى ان حقاعليه لا ينصرف الا عن يمينه لقدرأ يت رسول الله صلى الله عليه وسلم كثير اينصرف عن يساره متفق عليه (مشكوة باب الدعاء فى التشهد ص ٨٧) ظفير.

طرف کو پھرتے تھے۔(۱) پس معمول یہ رکھنا چاہئے کہ اکثر داہنی طرف کو پھرے اور کبھی کبھی بائیں طرف کو بھی پھر جایا کرے۔(۲) فقط۔

صلوا فی رحالکم کہنا:۔

(سوال ۱۰۴) کثرت بارش کے وقت جب اذان دینے والا بجائے حی علی الصلوة و حی علی الفلاح کے صلوا فی رحالکم کہے تو جائز ہے یا نہیں جب کہ لوگ مسجد میں نہ آ سکیں۔

(جواب) اذان کہنے والا حی علی الصلوة وحی علی الفلاح ہی کہے باقی بوجہ کثرت بارش اگر کوئی شخص مسجد میں آ کر شریک نہ ہو سکے تو درست ہے اور ترک جماعت بارش کی وجہ سے جائز ہے۔(۳) لیکن اذان میں کچھ تغیر کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور حنفیہ نے اذان میں کچھ تغیر کو اختیار نہیں کیا۔

اقامت میں دائیں بائیں کو مڑنا:۔

(سوال ۱۰۵) اقامت کے اندر بھی مثل اذان کے حی علی الصلوة وحی علی الفلاح کہنے کے وقت داہنے اور بائیں منہ پھیرنا چاہئے یا نہیں۔

(جواب) روایات کتب فقہ سے ظاہر ہے کہ اقامت مثل اذان کے ہے اور جو مواقع اختلاف کے ہیں ان میں فقہاء و محققین نے تحویل وجہ کو نہیں لکھا۔ بلکہ تحویل وجہ میں اقامت کو مثل اذان کے قرار دیا ہے۔(۴) لہذا ارجح یہی ہے کہ تحویل وجہ اقامت میں بھی ہو۔ مگر چونکہ بعض علماء نے اس علت سے کہ اقامت اعلام حاضرین کے لئے ہے تحویل وجہ کو حیعلتین میں سنت نہیں سمجھا اس لئے اس میں گنجائش ہے لیکن جو علماء اس تحویل کو سنت نہیں فرماتے وہ بھی اس کو منع نہیں کرتے بلکہ غایت یہ کہ ضروری نہیں فرماتے تو اس اعتبار سے بھی فعل اس کا اولیٰ ہے ترک سے لہذا معمول بہ بنانا اس کو مناسب ہے۔

اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھا چومنا:۔

(سوال ۱۰۶) اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھا چومنا اور آنکھوں سے لگانا اور قرة عینی بک یا رسول اللہ پڑھنا کیسا ہے۔

---

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینصرف عن یمینہ رواہ مسلم (ایضاً) ظفیر۔

(۲) فاذا تمت صلوة الامام فهو مخير انشاء انحرف عن يساره وجعل القلبة عن يمينه وانشاء انحرف عن يمينه وجعل القبلة عن يساره وهذا اولى لما فى مسلم من حديث البراء كنا اذا صلينا خلف النبى صلى الله عليه وسلم اجبنا ان تكون عن يمينه حتى يقبل علينا بوجهه فان مفهومه ان وجهه عند الا قبال عليهم كان يقابل من هو عن يمينه وذالک انما يكون اذا كان المسجد عن يمينه والقبلةعن يساره الخ (غنية المستملى ج ۱ ص ۳۳۰) ظفير۔

(۳) فلاتجب (اى الجماعة) على مريض الخ ولا على عن حال بينه وبينها مطر و طين (درمختار) اشارة بالحيلولة الى ان المراد المطر الكثير (ردالمحتارباب الا مامة ج ۱ ص ۵۱۹ ط.س. ج ۱ ص ۵۵۵) ظفير۔

(۴) والا قامة كا لا ذان فيما مر (درمختار) واراد بما مر احكام الا ذان العشرة المذكورة فى المتن وهى انه سنة للفرائض وانه يعا د ان قدم على الوقت وانه يبدأ با ربع تكبيرات وعدم الترجيع وعدم اللحن والترسل والا لتفات والا ستدارة وزيادة الصلاة خير من النوم فى اذان الفجر وجعل اصبعيه فى اذنيه ثم استثنىٰ من العشر ثلاثة احكام لا تكون فى الا قامة فابدل الترسل بالحدو الصلوٰة خير من النوم بقد قامت الصلوٰة وذكر انه لا يضع اصبعيه فى اذنيه فبقيت الا حكام السبعة مشتركة الخ (ردالمحتارباب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۰ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۸) ظفير۔

(جواب) علامہ شامی نے کنز العباد سے نقل کیا ہے کہ شہادتین کے وقت اذان میں ایسا کرنا مستحب ہے۔ پھر جراحی سے نقل کیا ہے۔ ولم یصح فی المرفوع من کل ھذا شئی .(۱) اور نہیں صحیح ہوا مرفوع حدیث میں اس میں سے کچھ۔ اس سے معلوم ہوا کہ سنت سمجھ کر یہ فعل کرنا صحیح نہیں ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں اکثر لوگ اس کو سنت سمجھ کر کرتے ہیں اور تارک کو ملام و مطعون کرتے ہیں اس لئے اس کو علمائے محققین نے متروک کر دیا ہے۔ فقط۔

جمعہ اور عشاء میں تثویب :۔

(سوال ۱۰۷) بعض شہروں میں ایسا کرتے ہیں کہ اول نماز جمعہ کے واسطے اذان، اس کے بعد دومرتبہ بآواز بلند الصلوٰۃ کہہ کر پکارتے ہیں پھر اس کے بعد خطبہ کی اذان ہوتی ہے اور رمضان شریف میں بعد اذان عشاء ایسا ہی کرتے ہیں۔ اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) یہ تثویب ہے جو کہ مختلف فیہ ہے اور احادیث میں اس پر اطلاق بدعت کا کیا گیا ہے۔ اور بعض فقہاء نے اس کو جائز فرمایا ہے۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ خاص قاضی و مفتی وغیرہ کے لئے اس کو جائز رکھتے ہیں اور اسی کو قاضی خاں نے اختیار کیا ہے پس احوط ترک ہے۔ (۲) فقط۔

جمعہ کی دوسری اذان کا جواب :۔

(سوال ۱۰۸) جمعہ کے روز منبر کے روبرو جو اذان کہی جاتی ہے اس کے جواب دینے کو در مختار نے مکروہ لکھا ہے مگر اس کی حاشیہ رد المحتار یعنی شامی اور طحطاوی وغیرہ فقہاء محققین نے ترجیح دی ہے یا کہ اس کے خلاف جواب دینے کو استحباب ثابت کیا ہے اور ترجیح و تائید جواب دینے کو دی ہے۔

(جواب) اقول لکن فی الشامی باب الجمعہ والظاھر ان مثل ذلک یقال ایضاً فی تلقین المرقی الاذان للمؤذن والظاھر ان الکراھۃ علی المؤ ذن دون المرقی لان سنۃ الاذان الذی بین یدی الخطیب تحصل باذان المرقی فیکون المؤذن مجیباً لا ذان المرقی واجابۃ الا ذان حینئذ مکروھۃ الخ ص ۵۵۱ شامی .(۳) جلد اول وفیہ ایضاً وذکر الزیلعی ان الا حوط الا نصات۔ فقط۔ حاصل یہ ہے کہ اذان ثانی کا جواب دینا مکروہ ہے۔

بے وضو اذان درست ہے یا نہیں :۔

(سوال ۱۰۹) اگر کبھی اذان بلا وضو پڑھ دی جاوے تو درست ہے یا محلہ والوں پر اس کا کچھ وبال ہے۔

---

(۱) ردالمحتار. باب الا ذان جلد اول ج ۱ ص ۳۷۰.ط.س.ج ۱ ص ۳۹۸.۱۲ ظفیر.

(۲) والتثویب فی الفجر حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح مرتین بین الاذان والا قامۃ حسن لا نہ وقت نوم وغفلۃ وکرہ فی سائر الصلوات معناہ العود الی الا علام وھو علی حسب ما تعار فوہ وھذا تثویب احدثہ علماء الکوفۃ بعد عھد الصحابۃ لتغیر احوال الناس وخصوا الفجر بہ لما ذکر نا والمتاخرون استحسنوہ فی الصلوات کلھا لظھور التوانی فی الا مور الدینیۃ وقال ابو یوسف لا اری باسا ان یقول المؤذن للامیر فی الصلوات کلھا السلام علیک ایھا الا میر الخ واستبعدہ محمد لان الناس سواسیۃ فی امر الجماعۃ وابو یوسف خصھم بذالک لزیادۃ اشتغالھم بامور المسلمین کیلا تفوتھم الجماعۃ وعلی ھذا القاضی والمفتی (ھدایہ باب الا ذان ج ۱ ص ۸۴) ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب الجمعۃ. مطلب فی حکم المرقی بین یدی الخطیب ج ۱ ص ۷۶۹.ط.س.ج ۱ ص ۱۶۹.۱۲ ظفیر.

(جواب) بے وضو اذان کہنا درست ہے کچھ مواخذہ اور وبال اس میں کسی پر نہیں ہے البتہ بہتر اور افضل یہ ہے کہ باوضو اذان کہے۔(۱) (اس لئے کہ بعض فقہاء نے بغیر وضو اذان کو مکروہ کہا ہے۔ ویری انه یکره الا ذان ایضا ای علی غیر وضوء. هدایه وقیل یکره (ای الا ذان علی غیر وضوء) لحدیث الترمذی عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یو ذن الا متوضی ٔ . البحر الرائق. باب الا ذان ج ۱ ص ۲۷۷. ۱۲ ظفیر.

اگر امام بغیر تکبیر بوجہ ضعف سماع جماعت شروع کردے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۱۱۰) امام مسجد نے مصلی پر کھڑے ہوکر مقتدیوں کو تکبیر کے لئے اذن دیا تکبیر میں کسی وجہ سے تاخیر ہوگئی امام نے بقدر تکبیر تاخیر کرکے بوجہ اپنے ضعف سماع کے نہ سنا اور نیت باندھ لی تو نماز یا ثواب جماعت میں کچھ حرج واقع ہوگا یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہوگئی اور ثواب جماعت بھی مل گیا۔ اور اقامت جو کہ سنت ہے متروک ہوگئی۔(۲) لیکن چونکہ بوجہ عدم سماع امام کے ایسا ہوا اس لئے کچھ گناہ نہیں ہوا۔ فقط۔

خشک سالی اور طاعون کے موقع پر اذان ثابت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۱۱) وباء اور قحط اور خشک سالی طاعون وغیرہ کے موقعہ میں اذان بعد نماز کہنا شرعاً درست ہے یا نہ۔ اگر جائز ہے تو شرعی دلیل کیا ہے۔ اور اگر ممنوع ہے تو ہم نے جو سنا ہے کہ وباء میں غول بیابانی اور جنات کی کثرت ہوتی ہے اور جنات کے دفع کے لئے جو حدیث و اذا تغولت الخیلان نادیٰ بالاذان اور حدیث و اذا رایٰ الجیرتی فلیطفئه بالتکبیر سے سند جواز پکڑنا صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) وباء اور قحط میں اذان کہنا منقول نہیں ہے اور تغول غیلان کے وقت جو اذان مستحب ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ظاہر طور سے غیلان جن محسوس ہو مثلاً جنگل وغیرہ میں کسی کو جنات کا احساس ہو اس وقت اذان کہنے کا حکم ہے۔ امراض وبائیہ میں یہ وارد نہیں ہے نہ اس کو اس پر قیاس کرسکتے ہیں کہ قیاس اول تو مجتہد کا معتبر ہے نہ ہم لوگوں کا۔ اور علاوہ بریں قیاس مع الفارق ہے امراض وبائیہ میں تغول غیلان کو محسوس نہیں کیا جاتا۔(۴) فقط۔

---

(۱) ویکره اذان جنب و اقامة محدث لا اذا نه علی المذهب (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۴) ثم اعلم انه ذکر فی الحاوی القدسی عن سنن المؤ ذن کونه رجلا عاقلا صالحا عالما بالسنن و الاوقات مواظبا علیه محتسبا ثقة متطهر امستقبلا الخ (ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۵. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۲) ظفیر.

(۲) ویکره اداء المکتوبة بالجماعة فی المسجد بغیر اذان و اقامة کذا فی فتاویٰ قاضی کان (عالمگیری مصری الباب الثانی فی الاذان ج ۱ ص ۵۰. ط. ماجدیه ج ۱ س ۵۳) ظفیر.

(۳) و الاقامة کالا ذان فیما مر (درمختار) و ارادبما مراحکام الا ذان العشرة المذکورة فی المتن وهی انه سنة للفرائض الخ (ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۰. ط.س. ج ۱ ص ۳۸۸) ظفیر.

(۴) وهو سنة الخ للفرائض الخ لا یسن لغیرها الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۵۷. ط.س. ج ۱ ص ۳۸۴) ظفیر.

قرآن پڑھتے ہوئے اذان سنے تو کیا کرے:۔

(سوال ۱۱۲) قرآن کے حفظ کرنے یا دیکھ کر پڑھنے میں اذان کا جواب جو کہ واجب ہے دینا چاہئے یا قرآن کی تلاوت جاری رکھنا جائز ہے۔

(جواب) اذان کا جواب دینا مستحب ہے اگر قرآن شریف کو بند کر کے جواب اذان کا دے تو اچھا ہے اور اگر قرآن شریف ہی پڑھتا رہے اور جواب نہ دے تو کچھ گناہ نہیں ہے۔(۱) فقط۔

اذان میں ترجیع کی بحث:۔

(سوال ۱/۱۱۳) اذان میں جو بعض آدمی شہادتین جو دو دفعہ ہلکی آواز سے کہہ کر پھر دو دفعہ بلند آواز سے کہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔

محمد رسول اللہ پر صلی اللہ الخ کہنا کیسا ہے:۔

(سوال ۲/۱۱۴) اذان و تکبیر میں جب لفظ محمد رسول اللہ آتا ہے تو اذان کا کہنے والا ٹھیر کر صلی اللہ علیہ وسلم کہتا ہے۔

حضرت بلال کی اذان:۔

(سوال ۳/۱۱۵) اذان حضرت بلال کی کون سی ہے۔

(جواب) (۱) یہ ترجیع ہے جو حنفیہ کے نزدیک اذان میں سنت نہیں ہے یہ ابو محذورہؓ کی حدیث میں وارد ہے ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بغرض تعلیم شہادتین کے اعادہ کا حکم فرمایا تھا اور حضرت بلالؓ کی اذان اور ملک نازل من السماء کی اذان میں ترجیع نہ تھی۔ اس پر حنفیہ کا عمل ہے۔(۲)

(۲) ایسا کہنا اذان میں ثابت نہیں ہے۔(۳)

(۳) حضرت بلالؓ کی اذان ایسے ہی تھی جیسے اب کہی جاتی ہے (۴) فقط

---

(۱) ویجیب وجوبها وقال الحلوانی ندبا والواجب الا جابة بالقدم من سمع الاذان ولو جنبا لا حائضا و نفسأ و سامع خطبة الخ بخلاف قران (درمختار) لانه لا یفوت ولعله لان تکرار القراء ة انما هو للا جر فلا یفوت بالا جابة بخلاف التعلم فعلی هذا لو یقرأ تعلیما او تعلما لایقطع (ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۷ و ج ۱ ص ۳۶۸) ظفیر۔

(۲) ولا ترجیع فانه مکروه (درمختار) الترجیع ان یخفف صوته بالشهادتین ثم یر جع فید فعه بهما لا تفاق الروایات علی ان بلا لالم یکن یرجع وما قیل انه رجع لم یصح ولا نه لیس فی اذان الملک النازل بجمیع طرقه الخ (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۵۹ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۶) ظفیر۔

(۳) عبداللہ بن زید بن عبدربہ کی حدیث میں اور دوسری کسی حدیث میں صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ مذکور نہیں ہے۔ عبداللہ بن زید کی حدیث میں ہے تقول الله اکبر الله اکبر الله اکبر الله اکبر، اشهد ان لا اله الا الله ، اشهد ان لا اله الا الله ، اشهد ان محمدا رسول الله ،اشهد ان محمدا رسول الله الخ (فتح القدیر، باب الا ذان ج ۱ ص ۲۱۱) پھر شرح المہذب للشافعیہ میں صراحت ہے والزیادة فی الاذان مکروهة (البحر الرائق. باب الا ذان ج ۱ ص ۲۷۵) ظفیر۔

(۴) اس میں ترجیع نہیں ہوتی تھی، دیکھئے کتب حدیث ۱۲ ظفیر

اذان واقامت کے درمیان میں درد پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۱۶/۱) اقامت واذان میں مؤذن حضرت کے نام پر درود پڑھے یا بہتر کیا ہے۔

اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعاء مسنون ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۱۷/۲) اذان کی دعا میں ہاتھ اٹھا کر دعاء پڑھے۔ مسنون کیا ہے۔

قرآن ودرود شریف پڑھتے ہوئے اذان سنے تو......:۔

(سوال ۱۱۸/۳) کلام مجید یا درود شریف پڑھتا ہو اور اذان ہونے لگے تو اذان کا جواب دے یا نہ دے اور پڑھتا رہے۔

(جواب)(۱) مؤذن کو درمیان اذان واقامت حکم درود شریف پڑھنے کا نہیں ہے۔ اور ایسا ثابت نہیں۔ فقط۔

(۲) ہر طرح درست ہے۔ عمل بلا رفع یدین ہے۔(۱) فقط۔

(۳) درمختار اور شامی میں ہے کہ قران شریف کی تلاوت موقوف کر کے جواب اذان کا دے۔ پس درود شریف کا بھی یہی حکم ہے۔(۲) فقط۔

جمعہ کی اذان نصف النہار کے وقت درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۱۹) جمعہ کی اذان نصف النہار میں پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) اذان قبل الوقت درست نہیں ہے اسی لئے فقہاء اعادہ کا حکم فرماتے ہیں۔(۳) اور وقت جمعہ کا مثل ظہر کے بعد زوال کے شروع ہوتا ہے لہذا اذان جمعہ بعد زوال کے ہونی چاہئے قبل زوال درست نہیں ہے۔(۴) فقط۔

---

(۱) ویدعو عند فراغه بالوسیلة لرسول الله صلى الله علیه وسلم (درمختار) ای بعد ان یصلی علی النبی صلى الله علیه وسلم لما رواه مسلم الخ (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۷۰ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۸) ظفیر.

(۲) لو کان فی المسجد حین سمعه لیس علیه الاجابة ولو کان خارجه اجاب الخ فیقطع قراءة القران لو کان یقرء بمنزله ویجیب لو اذان مسجده ولو بمسجد لا (درمختار) الظاهر ان المراد المسارعة للاجابة وعدم القعود لاجل القراءة لاخلال القعود بالسعی الواجب والا فلا مانع من القراءة ما شیا الا ان یراد یقطعها ندبا للاجابة باللسان ایضا الخ (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۷۰ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۸) ظفیر.

(۳) وهو سنة مؤکدة للفرائض الخمس فی وقتها الخ فیعاد اذان وقع بعضه قبله (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۵۶ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۴) ظفیر.

(۴) وجمعة کظهر اصلا واستحبابا فی الزمانین لانها خلفه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۴۰ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۷) ظفیر.

فائتہ نمازوں کے لئے اذان گھر میں اور صحرا میں :۔

(سوال ۱۲۰) گھر میں اور صحرا میں فائتہ نمازوں کے لئے اذان واقامت کا کیا حکم ہے۔

(جواب) گھر میں یا صحرا میں فوائت نمازوں کے لئے اذان واقامت مسنون ہے۔ درمختار میں کہا کہ پہلی فائتہ کے لئے اذان مسنون ہے اور باقی کے لئے اختیار ہے۔ لیکن کہنا اذان کا نہ کہنے سے بہتر اور اقامت کل کے لئے مسنون ہے۔ (۱) فقط۔

فجر کی قضاء کے لئے اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہے یا نہیں :۔

(سوال ۱۲۱) اگر فجر کی نماز قضا ہو جائے اور اس کو پڑھتے وقت اذان کہی جاوے تو اس میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہنا مسنون ہے یا نہ۔

(جواب) نماز فجر اگر قضا ہوئی اور جماعت کے ساتھ اس کو ادا کرنا ہے تو اذان کہنا اس کے لئے سنت ہے اور اذان ویسے ہی ہونی چاہئے جس طرح صبح کی اذان ہے یعنی مع الصلوٰۃ خیر من النوم کے کما یفیدہ اطلاق قول القہستانی ویسن ان یوذن ویقیم لفائتۃ رافعاً صوتہ لو بجماعۃ او صحراء الخ درمختار .(۲) فقط۔

تکبیر سے پہلے بسم اللہ :۔

(سوال ۱۲۲) ایک شخص وقت شروع کرنے تکبیر جماعت کے پہلے بسم اللہ پڑھ کر تکبیر شروع کرتا ہے، دوسرا شخص کہتا ہے یہ ناجائز ہے۔

(جواب) اس میں کچھ حرج نہیں ہے ہر ایک کام کے اول میں بسم اللہ کہنا بہتر اور افضل ہے۔

کیا اقامت وہی کہے جس نے اذان دی ہے :۔

(سوال ۱۲۳) کیا مؤذن ہی کو تکبیر پڑھنا چاہئے دوسرے کے لئے ممنوع ہے۔ اگر مؤذن ملازم مسجد ہو۔ اور اگر کوئی ملازم نہ ہو کبھی کوئی اذان کہتا ہو کبھی کوئی۔

(جواب) خواہ مؤذن تنخواہ دار اور معین ہو اور دائمی اذان کہتا ہو، یا ایسا نہ ہو گاہ گاہ اذان کہتا ہو۔ بہرحال علاوہ موذن کے دوسرے شخص کو تکبیر کہنا درست ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ جس نے اذان کہی وہی تکبیر کہے یا دوسرے کو اجازت دے دے۔ (۳) فقط۔

---

(۱) ویسن ان یو ذن ویقیم لفائتة را فعا صوته لو بجما عة او صحراء لا ببیته منفردا، وکذا یسنان لاالی الفوائت لا لفاسدة ویخیر فیه للباقی لوفی مجلس وفعله اولی ویقیم للکل (درمختار) ای لا یخیر فی الا قامة للباقی بل یکره ترکها (ردالمحتار. باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۲ وج ۱ ص ۳۶۳.ط.س. ج ۱ ص ۳۹۰) ظفیر. (۲) الدر المختار . علی هامش ردا لمختار. باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۲.ط.س. ج ۱ ص ۳۹۰. ۲ ۱ ظفیر. (۳) اقام غیر من اذن بغیبة ای الموذن لا یکره مطلقا وان بحضوره کره ان لحقه وحشة کما کره مشیه فی اقامة (درمختار) ان لحقه وحشة ای بان لم یر ض به وهذا اختیار خواهر زاده الخ وقال فی البحر ویدل علیه اطلاق قول المجمع ولا نکرهها من غیره الخ فلا باس بان یاتی بکل واحد رجل اخر ولکن الافضل ان یکون الموذن هو المقیم ا ه ای لحدیث من اذن فهویقم (ردا لمحتارباب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۷.ط.س. ج ۱ ص ۳۹۵) ظفیر

اذان کا جواب اور دعاء:۔

(سوال ۱۲۴) وقت اذان حکم درحدیث ایجاب بود حالانکہ دریں زمان بعد ختم اذان کلمہ طیبہ می گویند چہ حکم شرعی است۔

(جواب) بوقت اذان سامعین را مستحب است، کہ ہماں کلمات را کہ مؤذن میگوید سامعین ہم میگویند ودر حیعلتیں لا حول ولا قوۃ الا باللہ گویند وبعد ختم اذان دعاء ماثورہ اللّٰہم رب ہذہ الدعوۃ التامۃالخ بگویند وظاہر است کہ اتباع ماثور اولیٰ واحب است۔ (۱) فقط۔

بوقت اذان کانوں کے سوراخ میں انگلی ڈالنا سنت ہے:۔

(سوال ۱۲۵) اذان اکثر ہاتھ چھوڑ کر یا ایک ہاتھ کان پر رکھ کر جدھر کو چاہے منہ کر کے دینا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ خلاف سنت ہے، مگر اذان ہو جاتی ہے۔ (۲) فقط۔

اذان جمعہ مسجد سے باہر دی جائے یا اندر:۔

(سوال ۱۲۶) اگر بیرون مسجد اذان جمعہ دی جائے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) مسجد کے اندر اور مسجد کے باہر اذان دینا برابر زمانہ رسول اللہ ﷺ سے اب تک جاری ہے خطبہ کی اذان مسجد میں ہوتی ہے۔ (۳) اور باقی نمازوں کی اذان مسجد سے باہر اور مسجد کے اندر جائز ہے، اور منارہ پر اذان کا ہونا فقہاء نے مشرع لکھا ہے اور ظاہر ہے کہ منارہ خارج از مسجد ہوتا ہے۔ اس کے لئے کسی دلیل کی حاجت نہیں ہے۔ (۴) فقط۔

تکبیر میں کلمات اذان کی تکرار:۔

(سوال ۱۲۷) عموماً ہم تکبیر کو دو دفعہ کہتے ہیں۔ کیا ایک دفعہ تکبیر کو کہنا جائز ہے اور قد قامت الصلوٰۃ دو دفعہ کہنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) عندالحنفیہ تکبیر مثل اذان کے یعنی اللہ اکبر اول چار دفعہ اور باقی کلمات دو دو دفعہ کہنا چاہئے اور قد قامت الصلوٰۃ بھی دو دفعہ کہنا چاہئے، ایک ایک دفعہ کہنا کلمات تکبیر کا مذہب حنفیہ کا نہیں ہے۔ (۵) فقط۔

---

(۱) ویجیب وجوبا وقال الحلوانی ندبا والواجب الاجابة بالقدم من سمع الاذان الخ بان یقول بلسانه کمقالته الخ الا فی الحیعلتین فیحوقل وفی الصلوۃ خیر من النوم فیقول صدقت وبررت الخ ویدعو عند فراغه بالوسیلة لرسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم (درمختار) وروی البخاری وغیرہ من قال حین یسمع النداء اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلوۃ القائمة ات محمد االوسیلة والفضیلة وابعثه مقاما محمود الذی وعدته، حلت له شفاعتی یوم القیامة الخ (رد الحتار. باب الاذان ج ا ص ۳٦۷ وج ا ص ۳۷۰. ط.س. ج ا ص ۳۹٦) ظفیر.

(۲) ویجعل ندبا اصبعیه فی صماخ اذنیه فاذانه بدونه حسن وبه احسن (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الاذان ص ۳٦۰. ط.س. ج ا ص ۳۸۸) ظفیر.

(۳) ویؤذن ثانیا بین یدیه ای الخطیب (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعه ص ۷۷۰ واذا جلس الا مام علی المنبر اذن المؤذنون بین یدیه الا ذان الثانی للتوارث (غنیة المستملی ص ۵۲۰).

(۴) وینبغی ان یؤذن علی المئذنة او خارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد (عالمگیری مصری ج ا ص ۵۲. ط. ماجدیه ج ا ص ۵۵).

(۵) والاقامة مثل الاذان عندنا الخ ولنا ماروی ابو داؤد عن ابن ابی لیلیٰ عن معاذ الخ (غنیة المستملی ج ا ص ۳۵۹) ظفیر.

اللہ اکبر میں واو کا اضافہ غلط ہے:۔

(سوال ۱۲۸) اذان اور نماز میں اللہ اکبر کہنا چاہئے یا اللہ ہو اکبر۔

(جواب) اللہ اکبر پڑھنا چاہئے، اللہ کی ہاء کے آگے واو نہ بڑھانا چاہئے۔(۱) فقط۔

ایک مؤذن کا دو مسجدوں میں اذان دینا:۔

(سوال ۱۲۹) ایک مؤذن دو مسجدوں میں اذان کہتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ اچھا نہیں مکروہ ہے۔(۲) فقط۔

اذان فجر میں الصلوٰۃ خیر من النوم کا اضافہ:۔

(سوال ۱۳۰) فجر کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کیوں زیادہ ہے۔

(جواب) فجر کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم زیادہ ہونا حدیث سے ثابت ہے۔(۳) اور وہ وقت چونکہ غفلت اور نیند کا ہے اس وجہ سے یہ کلمات اس وقت کہنا مستحب ہیں کیونکہ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ نماز بہتر ہے (۴) سونے سے۔ فقط۔

جمعہ کی اذان ثانی کے بعد دعاء:

(سوال ۱۳۱) اجابت اذان ثانی جمعہ وبعد او دعاء اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ الخ خواندن جائز است یا نہ۔

(جواب) صحیح این است کہ اجابت اذان ثانی جمعہ مکروہ است وہمچنیں دعائے ماثورہ اللھم رب ھذہ الدعوۃ الخ۔(۵) فقط۔

جاہل کی اذان:۔

(سوال ۱۳۲) جاہل آدمی کو اذان دینا جس کی زبان سے الفاظ مثل پڑھے ہونے کے نہ نکلتے ہوں جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جو شخص اذان صحیح نہ کہہ سکے وہ اذان نہ کہے اذان ایسے شخص سے کہلوانی چاہئے جو کلمات اذان کو صحیح کہے خواہ پڑھا ہوا ہو یا نہ ہو۔(۶) فقط۔

---

(۱) اذا ارادالشروع فی الصلوٰۃ کبر لو قادر اللا فتتاح ای قال وجوبا اللہ اکبر الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰۃ فصل فی تالیف الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۴۷). ط.س. ج ۱ ص ۴۷۹ ظفیر. (۲) یکرہ له ان یوذن فی مسجدین (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الا ذن ج ۱ ص ۳۷۲. ط.س. ج ۱ ص ۴۰۰) ظفیر. (۳) عن ابی محذورۃ قال قلت یا رسول اللہ علمنی سنة الا ذان قال فمسح مقدم راسه قال تقول اللہ اکبر اللہ اکبر الخ فان کان صلوٰۃ الصبح قلت الصلوٰۃ خیر من النوم الخ رواہ ابو داؤد (مشکوٰۃ باب الا ذان ص ۶۳) ظفیر. (۴) ویقول ند با بعد فلاح اذان الفجر " الصلوٰۃ خیر من النوم" مرتین لانه وقت نوم (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۰). ط.س. ج ۱ ص ۳۸۸ ظفیر. (۵) وینبغی ان لا یجیب بلسانه اتفاقاً فی الا ذان بین یدی الخطیب (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب الا ذان ص ۳۷۱) واجابة الاذان حینئذ مکروھة (ردالمحتارباب الجمعه ج ۱ ص ۷۶۹. ط.س. ج ۳ ص ۱۶۱) ظفیر. (۶) وانما یستحق ثواب الموذنین اذا کان عالما بالسنة والا وقات ولو غیر محتسب (درمختار) ای سنة الاذان (ردالمحتارباب الاذان ج ۱ ص ۳۶۴). ط.س. ج ۱ ص ۳۹۲ لقوله علیه الصلوٰۃ والسلام لیؤ ذن لکم خیار کم رواہ ابو داؤد الخ وید خل فی الخیاران لا یلحن فی الاذان لا نه لا یحل لا فی الا ذان ولا فی القراء ۃ وتحسین الصوت مطلوب لا تلازم بینھما الخ وظھر من ھذا ان التلحین اخراج الحرف عما یجوزله فی الا داء الخ (غنیة المستملی فصل فی السنن ص ۳۶۰) ظفیر.

اذان مسجد کے اندر ہو یا باہر:۔

(سوال ۱۳۳)اذان مسجد کے فرش سے باہر ہونی چاہئے یا فرش مسجد پر۔اکثر اشخاص یہ کہتے ہیں کہ مسجد سے باہر اذان نہ دینا چاہئے۔فرش پر اذان کہنا چاہئے۔مسجد سے باہر اذان کہنا منع ہے اور اس کے ثبوت میں خطبہ سے قبل جو اذان پڑھی جاتی ہے پیش کرتا ہے۔یہ اذان مسجد میں کیوں ہوتی ہے اس میں اور پنجگانہ اذان میں کیا فرق ہے اور وہ مسجد کے اندر پڑھنی چاہئے یا نہیں۔اور اگر مسجد سے باہر کوئی اونچی جگہ بنادی جائے اس پر اذان کہی جاوے تو کیا حکم ہے۔

(جواب)سوائے خطبہ کی اذان کے باقی پنجگانہ نمازوں کے لئے اذان کسی بلند جگہ پر کہنا افضل ہے اور مسجد سے خارج بہتر ہے اگرچہ مسجد میں بھی جائز ہے چنانچہ خطبہ جمعہ کی اذان مسجد میں پیش منبر ہونا اس کی دلیل کافی ہے۔اور بلند جگہ پر ہونا اذان کا اس لئے مشروع ہے۔کہ آواز دور تک پہنچ جاوے۔اور آنحضرت ﷺ کے زمانہ مبارک میں اذان پنجگانہ خارج عن المسجد ہوتی تھی اور وجہ یہی تھی کہ بلند جگہ پر کہنے کی وجہ سے بعض مکانات متصل مسجد کی چھت پر اذان ہوتی تھی پس اس زمانہ خیر الازمنہ کے اس فعل سے خارج عن المسجد اذان پنجگانہ کا ہونا افضل معلوم ہوا۔(۱)لیکن ممانعت مسجد میں اذان کہنے سے بھی نہیں ہے اور کوئی وجہ بھی ممانعت کی نہیں ہے کہ مسجد ذکر اللہ کے لئے بنائی گئی ہے اور اذان بھی ذکر اللہ ہے قال اللہ تعالیٰ **ومن اظلم ممن منع مسجد اللہ ان یذکر فیها اسمه**.(۲)الآیۃ۔فقط۔

کلمات اقامت کا جواب:۔

(سوال ۱۳۴)اقامت میں کلمات مؤذن کا جواب دینا مثل اذان کے مستحب ہے یا مؤکدہ۔لیکن جب کہ امام کو قد قامت الصلوٰۃ پر نیت باندھنے کا حکم ہے تو مقتدی بقیہ کلمات مؤذن کا جواب دے کر شریک جماعت ہوں یا کیا۔

(جواب)مستحب ہے۔(۳)اور اس مستحب کے ادا کرنے کے لئے علامہ شامی نے یہ فرمایا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ امام بعد ختم اقامت تکبیر تحریمہ کہے۔(۴)فقط۔

اذان کے بعد مسجد کی طرف چلنا ضروری ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۳۵)سنا ہے کہ اذان ہونے پر جو شخص مسجد میں نہ جاوے تو گنہگار ہے۔اگر دوسرے شخص کے تاکید کرنے سے بھی وہ نماز کو نہ جاوے تو کافر ہے یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب)اس میں شک نہیں ہے کہ جو شخص اذان سن کر مسجد میں نہ جاوے اور باجماعت نماز ادا نہ کرے وہ بھی گنہگار

---

(۱)وینبغی ان یؤذن علی المئذنة او خارج المسجد الخ والسنة ان یؤذن فی موضع عال یکون اسمع لجیرانه ویرفع صوته ولا یجهد نفسه (عالمگیری مصری باب الاذان ج ۱ ص ۵۲.ط.ماجدیه ج ۱ ص ۵۵).ظفیر

(۲)سورۃ البقرہ رکوع ۱۴.عالمگیری میں ہے "ولا یؤذن فی المسجد" اس کا منشا یہ ہے کہ اولیٰ کے خلاف ہے۔یہ مطلب نہیں ہے کہ جائز نہیں ۱۲ ظفیر۔(۳)ویجیب الاقامة ندبا اجماعا کالاذان (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۷۱.ط.س.ج ۱ ص ۴۰۰)ظفیر.

(۴)وشروع الامام فی الصلوٰة مذ قیل قد قامت الصلوٰة ولو اخر حتی اتمها لا باس به اجماعا الخ واعدل المذاهب الخ وفی القهستانی معزیا للخلاصة انه الاصح (درمختار) لان فیه محافظة علی فضیلة متابعة المؤذن واعانة له علی الشروع مع الامام (ردالمحتار باب صفة الصلاة آداب الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۷.ط.س.ج ۱ ص ۴۷۹)ظفیر.

ہے۔(۱) اور اگر بالکل ہی تارک نماز ہے کہ نہ مسجد میں نماز پڑھنے کو جاتا ہے اور نہ اپنے گھر پر نماز ادا کرتا ہے تو وہ اشد درجہ کا فاسق وعاصی ہے اور بعض ائمہ اس کو کافر کہتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر . (۲) یعنی جس نے قصداً نماز ترک کی وہ کافر ہو گیا یعنی قریب کفر کے ہو گیا اور انکار کرنا فرضیت نماز کا باتفاق کفر ہے۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ . فقط۔

اقامت پہلی صف سے ضروری نہیں:۔

(سوال ۱۳۶) موذن اقامت اول صف میں پڑھے یا جس صف میں چاہے۔ مستحب کیا ہے۔

(جواب) جس صف میں ہو اسی میں اقامت پڑھ سکتا ہے اس میں کچھ قید نہیں ہے اور صف اول میں ہونا ضروری نہیں ہے۔(۳) فقط۔

اذان بلا وضو جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۳۷) امام مسجد بلا وضو اذان کہے یا اذان کہہ کر حقہ پینے یا پیشاب پاخانہ کو چلا جائے، یہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) کتب فقہ میں یہ ہے کہ اذان بے وضو مکروہ نہیں ہے۔ یعنی مکروہ تحریمی نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار . ویکرہ اذان جنب واقامتہ واقامۃ محدث لا اذانہ علی المذہب الخ. (۴) لیکن شامی میں منقول ہے کہ اذان باوضو کہنا مسنون ہے شامی میں ہے ثم اعلم انہ ذکر فی الحاوی القدسی من سنن المؤذن کونہ رجلاً عاقلاً صالحاً عالماً بالسنن والاوقات مواظباً علیہ محتسباً ثقۃ مطھراً مستقبلاً الخ (۵) اس سے معلوم ہوا کہ باوضو اذان کہنا سنت اور مستحب ہے۔ پس عادت کر لینا ہمیشہ بے وضو اذان کہنے کی برا ہے۔ اس سے احتراز کرنا چاہئے۔ باقی اگر اذان باوضو کہہ کر پھر ضرورت پیشاب پاخانہ کی ہو تو رفع حاجت کرنا ضروری ہے۔ اور حقہ پینا اصل سے اچھا نہیں ہے اس سے بھی احتراز اولیٰ ہے۔ فقط۔ (اگر حقہ پیے تو مسجد میں آنے سے پہلے منہ اچھی طرح صاف کر لے تا کہ اس کی بدبو سے کسی کو اذیت نہ ہو، ظفیر)

بعد اذان امام اور مقتدیوں کو بلانا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۳۸) موذن کو بعد اذان کے امام یا دیگر نمازیوں کو بلانا درست ہے یا نہیں۔

---

(۱) الجماعۃ سنۃ مؤکدۃ لقولہ علیہ السلام الجماعۃ من سنن الھدیٰ لا یتخلف عنھا الا منافق (ھدایہ باب الامامۃ ج ۱ ص ۱۰۹) ظفیر.

(۲) اس وقت ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث نہ مل سکی۔ مشکوٰۃ میں الفاظ یہ ہیں لا تترک صلوٰۃ مکتوبۃ متعمداً فمن ترکھا فقد برأت منہ الذمۃ الخ (مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ فصل ثالث ص ۵۹) ظفیر.

(۳) ویقیم علی الارض ھکذا فی القنیۃ وفی المسجد ھکذا فی البحر الرائق (عالمگیری کشوری باب الاذان فصل ثانی ج ۱ ص ۵۴. ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۵۶) ظفیر.

(۴) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۴. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۲) ظفیر.

(۵) ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۵. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۳. ۱۲ ظفیر.

(جواب) یہ اچھا نہیں ہے۔الا بضرورت کبھی ایسا ہو تو مضائقہ نہیں ہے۔(۱) فقط۔

سہارا لے کر اذان اور بیٹھ کر اقامت مکروہ ہے:۔

(سوال ۱۳۹) کسے کہ طاقت در بدن نمید ارد اذان تکیہ دادہ مید ہد و تکبیر نشستہ میگوید تکبیر او مکروہ است یا نہ۔

(جواب) درمختار میں ہے ویکرہ اذان جنب واقامته واقامة محدث لا اذانه واذا ن امرأة وخنثی وفاسق (الی) وقاعد الا اذن لنفسه وراکب الا للمسافر الخ.(۲) اور یہ بھی درمختار میں ہے والا قامة کالا ذان الخ.(۳) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اذان بیٹھ کر مکروہ ہے اقامت بھی بلا عذر بیٹھ کر مکروہ ہے اور بوجہ ضعف کے اذان تکیہ دیوار وغیرہ کا لگا کر کہنا کھڑے ہو کر بلا کراہت کے درست ہے۔فقط۔

جماعت کے لئے نقارہ بجانا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۴۰) محلّہ شیش گران میں صرف ایک مسجد ہے اور محلّہ وسیع ہے۔اذان کی آواز بھی سب جگہ نہیں جاتی۔ باشندگان محلّہ سب نمازی ہیں، جو کاری گر لوگ ہیں سب نمازوں کے وقت ان کے کام کے ہیں اور کام پر سے اٹھنا اس کے حرج ونقصان کا باعث ہوتا ہے اس لئے وہ جماعت کی پابندی نہیں کر سکتے۔نظر برآں یہ ترکیب کی گئی تھی کہ اذان وقت پر ہوتی تھی اور جماعت کی تیاری پر نقارہ کے ذریعہ سے جو خارج مسجد رکھا ہوا ہے کاریگروں کو اطلاع کر دی جاتی تھی اور سب کاریگر آجاتے تھے،اس میں ان کو جماعت کا انتظار نہیں کرنا پڑتا تھا اور جم غفیر کے ساتھ جماعت ہو جاتی تھی۔ اب بعض حضرات نے نقارہ کی ممانعت کی اور جماعت ٹوٹ گئی جس کو توفیق ہوتی ہے فرداً فرداً نماز پڑھ لیتا ہے ورنہ کچھ ضروری نہیں سمجھتا۔ایسی صورت میں نقارہ کے اعلان کو جو خارج از مسجد ہے کیسا سمجھا جاتا ہے اور اس کی بابت کیا حکم ہے اور کون ذریعہ اطلاع کا مستحسن ہے۔

(جواب) اعلام بعد الاذان جس کو تثویب کہتے ہیں۔علماء متقدمین نے اس کو مکروہ اور بدعت کہا ہے اور علماء متاخرین نے بوجہ تساہل کے اس کو جائز رکھا ہے۔پس بر بنائے مذہب متاخرین اگر اعلام کے واسطے کوئی صورت جماعت کے انتظام کی نہ ہو تو نقارہ کے ساتھ اعلام جائز ہے۔کما فی الدر المختار والشامی ویثوب بین الا ذان والاقامة فی الکل للکل بما تعارفوه (درمختار کتنحنح اوقامت قامت او الصلوٰة الصلوٰة ولو احدثوا اعلاما مخالفاً لذلک جاز .(۴) (شامی) فقط (اور جب کہ اذان کی آواز پہنچ جاتی ہو تو بلا ضرورت نقارہ بجانے سے بچنا چاہئے،اس وجہ سے کہ ابتدائے امر اذان میں اس طرح کی تمام صورتیں رد کر دی گئی تھیں۔ظفیر)

---

(۱) وکره فی سائر الصلوٰة ومعناه العود الی الا علام وهو علی حسب ماتعارفوه هذا تثویب احدثه علماء الکوفة بعد عهد الصحابة لتغیر احوال الناس الخ والمتاخرون استحسنوا فی الصلوٰت کلها لظهور التوانی فی الا مور الدینیة وقال ابو یوسف لا اری باسا ان یقول الموذن للا میر فی الصلوٰت کلها السلام علیک ایها الا میر الخ واستبعده محمد رحمة الله علیه لان الناس سواسیة فی امر الجماعة الخ (هدایه باب الاذان ج ۱ ص ۸۴) ظفیر.(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۴ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۲. ۱۲ .(۳) ایضا ج ۱ ص ۳۶۰ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۸. ۱۲ ظفیر.
(۴) دیکھئے ردالمحتار للشامی باب الاذن ج ۱ ص ۳۶۲ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۹. ۱۲ ظفیر.

اقامت میں قد قامت الصلوٰۃ بلند آواز سے کہنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۴۱) در اقامت لفظ قد قامت الصلوٰۃ را بلند کردن چہ حکم دارد۔

(جواب) حرجے دراں نیست۔(۱) فقط۔

جیل میں اذان دی جائے یا نہیں:۔

(سوال ۱۴۲) جیل میں نماز با جماعت پڑھی جاتی ہے وہاں اذان کہنا چاہئے یا نہیں یا صرف تکبیر پر اکتفا کیا جائے۔

(جواب) اگر وہاں اذان کی روک ٹوک اور ممانعت نہ ہو تو اذان کہنا اچھا ہے اور ثواب ہے(۲)۔ اور اگر نہ کہیں اور صرف اقامت پر اکتفا کریں تو یہ بھی بلا کراہت درست ہے۔ درمختار میں ہے بخلاف مصل ولو بجماعة فی بیته بمصر او قریة لهامسجد. فلا یکره ترکهما اذان الحی یکفیه ۔ اور شامی میں ہے قوله فی بیته. ای فیما یتعلق بالبلد من الدار والکرم وغیرهما الخ.(۳) فقط۔

مسجد کے اندر رہتے ہوئے جواب دینا ضروری نہیں:۔

(سوال ۱۴۳) زید مغرب کی اذان سے پیشتر مسجد میں بیٹھا ہوا چند آدمیوں سے کوئی مسئلہ بیان کر رہا تھا کہ اذان مغرب شروع ہوگئی مگر زید نے اپنی تقریر کو بند نہیں کیا، نہ اذان سنی اور نہ جواب دیا۔ وہ کہتا ہے کہ علم دین سکھانے والے پر جواب اذان واجب نہیں اس بارہ میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) جو شخص مسجد میں بوقت اذان موجود ہو تو اس کو اجابت باللسان کرنا مستحب ہے۔ پس اگر کسی مسئلہ کے بیان کی وجہ سے وہ خاموش نہ ہوا اور اذان کا جواب نہ دیا تو گنہگار نہیں ہوا۔ البتہ بہتر یہ تھا کہ خاموش ہو کر اذان کا جواب دیتا، لیکن ترک مستحب پر طعن نہیں ہو سکتا اور بعض فقہاء اگرچہ وجوب اجابت باللسان کے بھی قائل ہیں مگر صحیح و راجح عدم وجوب ہے۔(۴) فقط۔

اذان سے پہلے الصلوٰۃ والسلام کی رسم درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۴۴) اذان کے قبل الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وغیرہ جس کو صلوٰۃ کہتے ہیں اور مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں ہوتی ہے یہ درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔(۵) فقط۔

---

(۱) والا قامة مثل الاذان الاانه یزید فیها بعد الفلاح قد قامت الصلوٰة مرتین هکذا فعل الملک النازل من السماء وهو المشهور (هدایه باب الا ذان ج ۱ ص ۸۳) ظفیر.

(۲) قوله ولو بجماعة وعن ابی حنیفة رضی الله تعالیٰ عنه لو اکتفو اباذان الناس اجزاء هم وقد اساؤا (ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۷ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۵) اس سے معلوم ہوا کہ اچھا یہی ہے کہ اذان دی جائے ۱۲ ظفیر.

(۳) دیکھئے ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۷ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۵. ۱۲ ظفیر.

(۴) ویجیب وجو با وقال الحلوانی ند با من سمع الا ذان (در مختار) ای قال الحلوانی ان الا جابة باللسان مندوبة والواجبة هی الا جابة بالقدم (ردالمحتار باب الإ ذان ج ۱ ص ۳۶۷ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۶) ظفیر.

(۵) اس لئے کہ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے لہذا اس سے بچنا چاہئے واللہ اعلم ۱۲ ظفیر ۔

اذان میں شہادتین پر انگوٹھے چومنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۴۵) اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھوں کو بوسہ دینا کیسا ہے۔ جو شخص اس سے منع کرے اس کی اقتداء نماز میں جائز ہے یا نہیں اور جو انگوٹھوں کو بوسہ نہ دے وہ گنہگار ہے یا نہ۔ اگر بوسہ دینا مستحب یا سنت ہے تو اس کی دلیل کیا ہے۔

(جواب) استحباب تقبیل ابہامین کی دلیل شامی کی یہ عبارت ہے یستحب ان یقال عند سماع الا ولیٰ من الشهادتين صلى الله عليك يا رسول الله وعند الثانية منها قرت عيني بك يارسول الله ثم يقول اللهم متعني بالسمع والبصر بعد وضع ظفري الا بها مين على العينين فانه عليه السلام يكون قاعداً له في الجنة كذا في كنز العباد وقهستاني ونحوه في الفتاوى الصوفية وفي كتاب الفردوس من قبل ظفري ابها ميه عند سماع اشهد ان محمداً رسول الله صلى الله عليه وسلم في الا ذان انا قاعده و مد خله في صفوف الجنة وتمامه في حواشي البحر للرملي عن المقاصد الحسنة للسخاوي . وذكر ذلك الجراحي واطال ثم قال ولم يصح في المر فوع من كل هذا شئي الخ . شامی(۱) ج ا ص ۲۶۷۔ باب الاذان۔ آخر عبارت شامی سے یہ بھی واضح ہوا کہ کوئی مرفوع حدیث صحیح اس بارہ میں نہیں ہے۔ غایت یہ کہ ضعیف حدیث پر بھی فضائل اعمال میں عمل کرنا درست ہے مگر اس کی شرط یہ ہے کہ اس فعل کو مسنون نہ سمجھے۔ کذا فی الدر المختار۔ پس چونکہ بعض عوام کو اس میں غلو ہو گیا اور اس کو سنت سمجھ کر کرتے ہیں اور ترک پر طعن و ملامت کرتے ہیں اس لئے ترک اس کا علماء محققین احوط سمجھتے ہیں۔ اور وہ شخص گناہ گار نہیں۔ اقتداء اس کی درست ہے۔ فقط۔

اذان میں سینہ پھیرنے کی ممانعت:۔

(سوال ۱۴۶) ایک شخص اذان میں اپنے سینہ کو دائیں بائیں پھیرتا تھا۔ میں نے اس کو منع کیا کہ اس طرح سینہ پھیرنا منع ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہ۔

(جواب) یہ صحیح ہے کہ اذان میں حیعلتین میں صرف منہ کو دائیں بائیں متوجہ کیا جاوے سینہ قبلہ کی طرف رہے۔(۲) فقط۔

اذان کا ضد کی وجہ سے نہ دینا:۔

(سوال ۱۴۷) ایک مسجد میں دو امام ہیں اور دونوں حقیقی بھائی ہیں آپس میں نزاع رہتا ہے اس لئے مسجد میں اذان نہیں کہتے اس خیال سے کہ شاید دوسرے نے اذان کہہ دی ہو اور جو امام آتا ہے جماعت کرا دیتا ہے ایسی صورت میں شرعاً نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہو جاتی ہے مگر ترک سنت اذان کا گناہ ان کے ذمہ رہتا ہے۔ قال فی الدر المختار

(۱) ردالمختار باب الاذان ج ا ص ۳۷۰ ط.س. ج ا ص ۳۹۸. ۱۲ ظفیر.

(۲) ويستقبل بهما (اى الاذان والا قامة) القبلة ولو ترك الا ستقبال جازو يكره كذا في الهداية واذا انتهى الى الصلوٰة والفلاح حوّل وجهه يمينا وشمالا وقد ماه مكا نهما (عالمگیری کشوری باب الا ذان ج ا ص ۵۴ ط. ماجدیہ ج ا ص ۵۶) ظفیر.

وھو سنة للرجال فی مکان عال موکدة ھی کالواجب فی لحوق الاثم (۱)فقط۔

چلتے ہوئے تکبیر شروع کرنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۴۸) اگر مؤذن تکبیر کو چلتے ہوئے شروع کردے اور اپنی جگہ پر پہنچ کر پوری کرے تو یہ خلاف سنت ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ خلاف اولیٰ و خلاف سنت ہے الا ان یکون احیاناً عن ضرورة قال فی الدر المختار ویستقبل غیر الراکب القبلة بهما ویکره ترکه تنزیهاً(۲)الخ ظاہر ہے کہ چلتے ہوئے کبھی استقبال قبلہ بھی ترک ہوجاتا ہے(قوله غیر الراکب)عبارة الا مداد الا ان یکون راکباً مسافراً لضرورة السیر الخ .شامی.(۳)

شیعہ کی اذان میں اضافہ اور اس کی حیثیت:

(سوال ۱۴۹) شیعہ اپنی مساجد وغیرہ مقامات پر بوقت اذان بآواز بلند کلمہ اشهد ان امیر المومنین و امام المتقین علیاً ولی الله ووصی رسول الله یا حجة الله ادا کرتے ہیں کیا اہل سنت و جماعت کو ایسے کلمات سننا جائز ہے۔

(جواب) روافض کا اذان میں یہ کلمہ بڑھانا خلاف ہے احادیث صحیحہ کے جو اذان کے بارہ میں مروی ہیں۔(۴) لہذا بدعت اور ممنوع ہے۔ اور اگر اس کے ساتھ لفظ خلیفہ رسول اللہ بلا فصل بھی بڑھادیویں جیسا کہ بعض جگہ ایسا ہوا ہے تو یہ اور بھی زیادہ برا ہے کیونکہ یہ کذب اور افترا ہے کیونکہ درحقیقت خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں ان کے بعد حضرت عمر فاروقؓ ہیں اور ان کے بعد حضرت عثمانؓ ہیں ان کے بعد حضرت علیؓ ہیں۔ پس ترتیب خلافت اس طریق سے ہے۔ اس کے خلاف عقیدہ رکھنا حرام ہے اور بدعت ہے۔(۵) الغرض اذان میں وہ کلمات بڑھانا جو سوال میں منقول ہیں اہل سنت و جماعت کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ یہ روافض خذلہم اللہ تعالیٰ کی بدعات و مخترعات میں سے ہے۔ حنفیہ و شافعیہ وغیرہما اس کی اجازت نہیں دیتے۔ فقط۔

ننگے سر اذان درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۵۰/۱) مؤذن کو ننگے سر اذان دینی جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۵۶ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۴. ۱۲ ظفیر.
(۲و۳) ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۱ .ط.س. ج ۱ ص ۳۸۹ اس کے بعد مذکور ہے لان بلا لا اذن وھو راکب ثم نزل واقام علی الارض (ایضاً) ۱۲ ظفیر.
(۴) تفصیل کے لئے دیکھئے مشکوٰة باب الاذان ص ۶۳. ۱۲ ظفیر.
(۵) وافضل الناس بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم الخ ابو بکر الصدیق الخ ثم عمر بن الخطاب الخ ثم عثمان الخ ثم علی بن ابی طالب الخ (شرح فقه اکبر ص ۷۴) ظفیر.

کھلے سر نماز درست ہے یا نہیں :۔

(سوال ۱۵۱/۲) ننگے سر نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔ایسا کرنے والے کے لئے کیا حکم ہے۔

کیا برہنہ سر اذان و نماز روافض کا طریقہ ہے :۔

(سوال ۱۵۲/۳) برہنہ سر نماز پڑھنا یا اذان دینا روافض کا مشرب ہے یا نہیں۔

(جواب) فقہاء نے ننگے سر نماز پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے۔اذان میں اس کی تصریح نہیں فرمائی۔اور نماز میں بھی یہ تفصیل کی ہے کہ سستی سے سر ننگا کرنا مکروہ ہے اور اگر تذلل اور انکسار اور خشوع و خضوع کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھے تو کراہت نہیں۔(۱) لیکن اولی اور افضل یہ ہے کہ ننگے سر اذان نہ کہے اور اگر کسی جگہ یہ روافض کا شعار ہو تو پھر ضرور ان کی مخالفت کرے اور ننگے سر اذان نہ کہے تاکہ ان کے ساتھ مشابہت نہ ہو۔درمختار میں ہے وصلوته حاسراً ای کاشفاً راسه للتکاسل ولا باس به للتذلل الخ ولو سقطت قلنسوة فاعادتها افضل الخ درمختار .(۲) فقط۔

نماز کے باطل ہونے کی صورت میں اعادۂ نماز کے وقت تکبیر کہی جاوے یا نہیں :۔

(سوال ۱۵۳) امام نے بجائے چار رکعت عصر کے سہواً پانچ رکعت ادا کی،کسی نے متنبہ نہیں کیا اب امام اور مقتدی درود وظائف سے فارغ ہو کر دعاء مانگنے کو تیار تھے کہ تعداد رکعات کی بحث شروع ہوئی نماز کا اعادہ کیا گیا اور دوبارہ تکبیر کہی گئی۔یہ جائز ہے یا نہ۔

(جواب) اس صورت میں دوبارہ اقامت کہنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر دوبارہ کہہ دی جاوے اس وجہ سے کہ فصل طویل ہو گیا ہے تو کچھ حرج نہیں ہے۔کتب فقہ میں تو یہ لکھا ہے صلی السنة بعد الاقامة او حضر الامام بعدها لا یعیدها بزازیه وینبغی ان اطال الفصل او وجد ما یعد قاطعاً کاکل ان تعاد الخ درمختار .(۳) فقط۔

بعد اذان ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ثابت ہے یا نہیں :۔

(سوال ۱۵۴) بعد اذان رفع یدین کر کے مناجات کرنا ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) خصوصیت کے ساتھ اس موقع پر رفع یدین ثابت نہیں ہے۔اگرچہ عموماً دعاء میں رفع یدین کا مستحب ہونا اس کے استحباب کو بھی مقتضی ہے مگر معمول نہیں ہے۔(۴) فقط۔

---

(۱) وکره کفه الخ وصلاته حاسراای کاشفاراسه للتکاسل ولا باس به للتذلل واما للاهانة بها فکفر (درمختار) قوله ولا باس للتذلل قال فی شرح المنیة فیه اشارة الی ان الاولی ان لا یفعله وان یتذلل ویخشع بقلبه فانهما من افعال القلب اه وتعقبه فی الامداد الخ (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۹۹ .ط.س. ج ۱ ص ۶۴۰ ...... ۶۴۱) ظفیر.

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ایضاً ج ۱ ص ۵۹۹ وج ۱ ص ۶۰۰ .ط.س. ج ۱ ص ۶۴۱ . ۱۲ ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الاذان تحت الفروع ج ۱ ص ۳۷۱ .ط.س. ج ۱ ص ۴۰۰ . ۱۲ ظفیر.

(۴) عن عکرمة عن ابن عباس قال المسئلة ان ترفع یدیک حذو منکبیک او نحوها رواه ابو داؤد (مشکوة . کتاب الدعوات (ص ۱۹۶) ظفیر.

کلمات اذان کے جواب کی دلیل کیا ہے:۔

(سوال ۱۵۵) تمام کلمات اذان کا جواب بعینہ انہیں کلمات کے ساتھ دینے کا حکم ہے سوائے حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے اور الصلوٰۃ خیر من النوم کے ان کے جواب میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور "صدقت و بررت" کہا جاتا ہے اس کی دلیل عقلی کیا ہے۔

(جواب) اس کی دلیل نقلی کافی ہے۔(۱) فقط۔ (عقلی دلیل یہ ہے کہ انسان اعتراف کرتا ہے کہ عبادات اور دوسری نیکیوں کی بجا آوری رب العزت کی توفیق پر ہے پھر بلانے والے کے جواب میں صرف خود بلانا کوئی عقل سے لگتی بات نہیں۔ظفیر)

اقامت و اذان صرف فرائض کے لئے ہے:۔

(سوال ۱۵۶) تکبیر فقط فرض سے پہلے کہی جاتی ہے یا سنت سے پہلے بھی۔

(جواب) اذان اور تکبیر فرائض کے لئے ہے سنتوں کے لئے نہیں۔ ہکذا فی الدر المختار۔(۲) فقط۔

تکبیر کب شروع کی جائے:۔

(سوال ۱۵۷) بروقت جماعت قبل کھڑے ہونے امام کے مصلے پر تکبیر شروع کی جاوے یا بوقت عدم موجودگی پر۔ کیا رسول اللہ ﷺ حجرہ میں سے تکبیر سن کر تشریف لاتے تھے اور یہی معمول تھا یا کبھی کبھی ایسا ہوا ہے۔

(جواب) یہ ضروری نہیں کہ جب امام مصلے پر کھڑا ہو تب تکبیر شروع کی جائے بلکہ امام جب کہ مسجد میں موجود ہے تکبیر کہنا درست ہے۔ امام تکبیر سن کر خود مصلے پر آ جائے گا جیسا درمختار میں اس عبارت سے ظاہر ہے ویقوم الا مام والموتم حین حی علی الفلاح اذا کان الا مام یقرب المحراب والا فیقوم کل صف ینتهی الیه الامام علی الا ظهر الخ.(۳) فقط۔

---

(۱) حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں ان الفاظ کو بھی دہرانا چاہئے اور لاحول الخ بھی پڑھنا چاہئے کیونکہ دونوں طرح کی روایت موجود ہے واختار فی الفتح الجمع بینهما عملا بالا حادیث (ردالمحتار. ط.س. ج ا ص ۳۹۷) اور لاحول پڑھنے کی وجہ غالبا یہ ہے کہ مؤذن جب نماز اور فلاح کی طرف بلاتا ہے تو سننے والا جواب میں کہتا ہے کہ یہ عظیم الشان ذمہ داری ہے اور اس کی بجا آوری ایک اہم کام ہے کیونکہ یہ وہ امانت ہے جو زمین و آسمان پر پیش کی گئی تو وہ بھی تھرا اٹھے اور قبول سے گریز کیا فابین ان یحملنها واشفقن منها (القرآن) تو پھر ہم جیسے ضعیف و ناتواں کا کیا پوچھنا۔ سوائے اس کے کہ خود رب العالمین کی توفیق رفیق راہ ہو اور دستگیری فرمائے اس لئے کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ کا مفہوم یہ ہے کہ گناہ و نا گواری سے خلاصی اور طاعت اللہ کی بجا آوری سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق سے ہو سکتی ہے۔ واللہ اعلم اور "الصلوٰۃ خیر من النوم" کے جواب میں " صدقت و بررت" کہہ کر مؤذن کی تصدیق و تائید کی جاتی ہے اور اپنی دلی مسرت کا اظہار کیا جاتا ہے اس لئے کہ یہ موقع اسی کا ہے۔ ان الفاظ میں نہ خدا کی بڑائی ہے اور نہ شہادتین اس لئے دہرانا مفید نہیں۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

(۲) والا قامة کالا ذان فیما مر (درمختار) واراد بما مر احکام الا ذان العشرة المذکورة فی المتن وهی انه سنة للفرائض الخ (ردالمحتار باب الا ذان ج ا ص ۳۶۰ .ط.س. ج ا ص ۳۸۸) ظفیر۔

(۳) الدر المختار. علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة آداب الصلاة ج ا ص ۴۴۷ .ط.س. ج ا ص ۴۱۸ .۱۲ ظفیر۔

مقتدی وامام کب کھڑا ہو:۔

(سوال ۱۵۸) تکبیر کے وقت مقتدیوں کو اور امام کو کس وقت کھڑا ہونا چاہئے۔ ایک مولوی صاحب نے حی علی الفلاح کے وقت مقتدیوں کے کھڑے ہونے کو مستحب فرمایا ہے۔

(جواب) نماز کے آداب میں سے فقہاءؒ نے یہ لکھا ہے کہ حی علی الفلاح کے وقت سب کھڑے ہو جاویں لیکن ظاہر ہے کہ اگر پہلے سے مقتدی کھڑے ہو جاویں تو کچھ محل اعتراض نہیں ہے کیونکہ ترک استحباب اور ترک ادب پر کچھ طعن نہیں ہوسکتا۔ البتہ بہتر یہی ہے جیسا کہ فقہاء نے لکھا ہے اور درمختار میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر امام آگے کی طرف سے یعنی سامنے سے آدے تو جس وقت امام پر نظر پڑے مقتدی کھڑے ہو جاویں۔ بہر حال اس میں ہر طرح وسعت ہے۔ مگر اتباع تصریحات فقہاء کا اولیٰ وافضل ہے۔(۱) فقط۔

امام کا قد قامت الصلوٰۃ پر ہاتھ باندھنا:۔

(سوال ۱۵۹) اگر کوئی امام تکبیر پوری نہ ہونے دے ہمیشہ قد قامت الصلوٰۃ پر نیت باندھ لے تو کیسا ہے۔

(جواب) بہتر یہ ہے کہ تکبیر ختم ہونے پر امام نیت باندھے اور اگر قد قامت الصلوٰۃ پر نیت باندھے تو یہ بھی جائز ہے اور متون کتب فقہ میں ایسا ہی لکھتے ہیں مگر اولیٰ اول ہے۔(۲) فقط۔

زنخے کی اذان واقامت کیسی ہے:۔

(سوال ۱۶۰) ایک شخص زنخا ہے نہ مرد ہے نہ عورت ہے اور وہ اذان وتکبیر کہتا ہے کیا اس کی اذان وتکبیر از روئے شرع درست ہے۔

(جواب) اگر وہ خنثیٰ مشکل نہیں ہے اور مرد کی علامت اس کی موجود ہے تو اذان وتکبیر کہنا اور مردوں کی صف میں کھڑا ہونا اس کا جائز ہے۔(۳)

گھر کے اندر اذان وجماعت:۔

(سوال ۱/۱۶۱) زید کے مکان سے ملحق ایک مسجد ہے جو اس وقت شیعوں کے قبضہ میں ہے وہ اپنے طریقہ پر اذان کہتے اور نماز پڑھتے ہیں ایسی حالت میں اگر زید اپنے گھر میں اذان کہہ کر نماز باجماعت ادا کرے تو کیا حکم ہے۔ اندر

---

(۱) والقیام لامام و مؤ تم حین قیل حی علی الفلاح خلا فالزفرفعنده عند حی علی الصلوٰة ان کان الا مام بقرب المحراب والا فیقوم کل صف ینتهی الیه الامام علی الا ظهروان دخل من قدام قاموا حین یقع بصر هم علیه الا اذا قام الا مام بنفسه فی مسجد فلا یقفوا حتی یتم اقامته وان خارجه قام کل صف ینتهی الیه (الدر المختار علی هامش رد المحتارآداب الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۷ ط.س. ج ۱ ص ۴۷۹)ظفیر.

(۲) وشروع الا مام فی الصلوٰة مذ قیل قد قامت الصلوٰة لو اخر حتی اتمها لا باس به اجماعا وهو قول الثانی والثلاثة وهو اعدل المذاهب کما فی شرح المجمع لمصنفه وفی القهستانی معزیا للخلاصة انه الا صح (درمختار) لان فیه محافظة علی فضیلة متابعة المؤ ذن واعانة له علی الشروع مع الا مام (ردالمحتارباب صفة الصلاة فصل آداب الصلاة ج ۱ ص ۴۴۷ ط.س. ج ۱ ص ۴۷۹)ظفیر.

(۳) ویکره اذان جنب الخ واذان امرأ ة وخنثی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۴ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۲)ظفیر.

مکان کے اذان کہنا کیسا ہے۔

گھر میں جماعت کرنے سے مسجد کی جماعت کا ثواب ملے گا یا نہیں :۔

(سوال ۱۶۲/ ۲) اس صورت میں مسجد کا ثواب ہوسکتا ہے، یا نہیں۔

اگر گھر میں اذان بچوں کو عادی بنانے کے لئے دی جائے تو کیا حکم ہے :۔

(سوال ۱۶۳/ ۳) محض ضلالت کے سد باب کے لئے گھر میں اذان کہی جاتی ہے تا کہ لڑکے اپنی اذان اور نماز کو نہ بھول جائیں۔

(جواب) (۱) مکان میں اذان کہنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے جیسا کہ وارد ہوا ہے کہ محلّہ کی مسجد کی اذان کافی ہے البتہ تکبیر کہہ کر جماعت کر لی جاوے لیکن بحالت موجودہ بوجہ صحیح نہ ہونے اذان مسجد محلّہ کے اور نیز بغرض تعلیم اطفال درست ہے۔(۱)

(۲) مسجد کا ثواب نہ ہوگا لیکن جماعت کا ثواب ملے گا۔(۲)

(۳) یہ وجہ معقول ہے اس حالت میں گھر میں اذان کہنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ فقط۔

شیعوں کی اذان کافی ہے یا نہیں :۔

(سوال ۱۶۴) ایک مسجد کو اہل شیعہ نے صرف اپنے لئے بنا کیا اور بعد میں حنفیہ کو بھی اس مسجد میں نماز جماعت سے پڑھنے کی اجازت دے دی مگر شیعہ نے ایک شرط یہ کی کہ اذان صرف ایک ہوگی اگر تمہاری اذان پہلے ہوگئی تو ہم اپنی اذان نہیں کہیں گے۔ اگر ہماری اذان پہلے تو پھر تمہاری اذان نہیں ہوگی اسی اذان سے نماز پڑھنی ہوگی تو شیعہ کی اذان سے حنفیہ اپنی نماز جماعت پڑھ سکتے ہیں یا نہ۔

(جواب) شیعہ کی اذان سے سنیت اذان نہ ہوگی لہذا دوبارہ کہنا اذان کا موافق اذان اہل سنت و جماعت ضروری ہے اور شیعہ کی اذان کافی نہیں ہے۔ لہذا شیعہ کی اس شرط کو تسلیم نہ کیا جائے اور اپنی اذان ہر ایک وقت میں کہی جائے اور اگر شیعہ اس کو نہ مانیں تو ان کی مسجد میں نماز نہ پڑھیں کہ اذان شعار اسلام سے ہے ترک کرنا اس کا جائز نہیں ہے۔ اور شیعہ کی اذان چونکہ شریعت میں معتبر نہیں ہے لہذا وہ کالعدم ہے بلکہ ان کی اذان کے بعض کلمات معصیت ہیں اس سے احتراز

---

(۱) وکرہ ترکھما للمسافر ولو منفردا الخ بخلاف مصل ولو بجماعة فی بیته بمصر او قریة لها مسجد فلا یکرہ ترکھما اذ اذان الحی یکفیه (درمختار) وعن ابی حنیفة لو اکتفوا باذان الناس اجزاء هم وقد اساؤا ففرق بین الواحد والجماعة فی هذه الروایة بحر (قوله فی بیته) ای فیما یتعلق بالبلد من الدار والکرم وغیرهما قهستانی الخ قوله لها مسجد ای فیه اذان و اقامة والا فحکمه کالمسافر صدر الشریعة (رد المختار باب الاذان ج ۱ ص ۲۶۶ وج ۱ ص ۳۶۷. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۴) ظفیر.

(۲) والجماعة سنة مؤکدة للرجال الخ واقلها اثنان واحد مع الامام الخ فی مسجد او غیرہ (درمختار) قال فی القنیة واختلف العلماء فی اقامتها فی البیت والاصح انها کاقامتها فی المسجد الا فی الافضلیة اھ (ردالمحتار. باب الامامة ج ۱ ص ۵۱۵ وج ۱ ص ۵۱۷. ط.س. ج ۱ ص ۵۵۳) محمد ظفیر الدین غفرله.

لازم ہے۔(۱) فقط۔

اللہ اکبر میں راء کی حرکت:۔

(سوال ۱۶۵) اذان واقامت وتکبیرات میں لفظ اللہ اکبر اللہ اکبر کی راء اول کو وصل کی حالت میں مفتوح پڑھنا چاہئے یا مضموم ۔ ردالمحتار میں فتح کو سنت لکھا ہے۔

(جواب) اللہ اکبر اول کی راء کو ساکن کرے یا مفتوح اور راللہ اکبر ثانی کو ساکن کرے وقفاً کما فی الشامی . وحاصلها ان السنة ان يسكن الراء من الله اكبر الا ول او يصلها بالله اكبر الثانی فان سكنها كفى وان وصلها نوى السكون فحرک الراء بالفتحة فان ضمها خالف السنة لان طلب الوقف على اكبر الاول صيره كالساكن اصالة فحرک بالفتح الخ شامی(۲) عن رسالة اسبد عبدالغنی .فقط.

امام کے عمامہ باندھنے سے پہلے اقامت ختم ہوگئی تو کیا پھر تکبیر کہی جائے:۔

(سوال ۱۶۶) امام مصلے پر رومال یا عمامہ باندھ رہا تھا کہ مؤذن نے تکبیر ختم کردی، امام نے کہا پھر تکبیر کہو آیا دوبارہ تکبیر کی ضرورت تھی یا نہیں۔

(جواب) دوبارہ تکبیر کہنے کی اس صورت میں ضرورت نہ تھی۔ (۳)

بالغ نہ ہو تو نابالغ کی اذان درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱/۱۶۷) نابالغ لڑکے کی اذان درصورت یا عدم صورت شخص بالغ جائز ہوگی یا نہیں۔ ہر دو صورت میں حکم سے معزز فرمائیے۔

تکبیر کس جانب سے کہی جاوے:۔

(سوال ۲/۱۶۸) تکبیر بائیں جانب جائز ہے یا نہیں۔ یا داہنی جانب ہی کہی جاوے۔

(جواب)(۱) نابالغ لڑکے اذان مکروہ تنزیہی ہے۔ دونوں صورتوں میں ایک ہی حکم ہے۔ ادا ہو جاتی ہے مگر کراہت

---

(۱) الاذان سنة لاداء المكتوبات بالجماعة الخ الاذان خمس عشرة كلمة واخره عندنا لا اله الا الله وهى الله اكبر الله اكبر الخ (عالمگیری مصری الباب الثانی فی الاذان ج ۱ ص ۵۰ و ج ۱ ص ۵۲ .ط.ماجدیه ج ۱ ص ۵۶) قوله كا لواجب بل اطلق بعضهم اسم الواجب عليه لقول محمد لو اجتمع اهل بلدة على تركه قاتلتهم عليه ولو تركه واحد ضربته وحبسته الخ والقتال عليه لما انه من اعلام الدين وفی تركه استخفاف ظاهر به الخ (ردالمحتار. باب الاذان ج ۱ ص ۳۵۷ .ط.س.ج ۱ ص ۳۸۴)ظفير.

(۲) ردالمحتار. باب الاذان ج ۱ ص ۳۵۹ .ط.س.ج ۱ ص ۳۸۶ . ۱۲ ظفير.

(۳) صلى السنة بعد الاقامة او حضر الا مام بعدها لا يعيدها بزازيه وينبغى ان طال الفصل او وجد ما يعد قاطعا كاكل ان تعاد (درمختار) اقول قال فی اخر شرح المنية اقام الموذن ولم يصل الا مام ركعتى الفجر يصليهما ولا تعاد الا قامة لان تكرارها غير مشروع اذا لم يقطعها قاطع من كلام كثيرا وعمل كثير مما يقطع المجلس فی سجدة التلاوة ا ه (ردالمحتار. باب الاذان ج ۱ ص ۳۷۱ و ج ۱ ص ۳۷۲ .ط.س.ج ۱ ص ۴۰۰)ظفير.

تنزیہی کے ساتھ اور تفصیل اس میں یہ ہے کہ نابالغ مراہق کی اذان مکروہ تنزیہی ہے۔(۱) اور جو نابالغ بہت چھوٹا اور غیر عاقل بے سمجھ ہے تو مکروہ تحریمی ہے۔ کذا فی الشامی۔(۲)

(۴) تکبیر بائیں جانب بھی درست ہے۔ داہنی جانب کی کچھ تخصیص نہیں ہے۔ فقط۔

تکبیر کے بعد دیر سے جماعت ہو تو تکبیر کا اعادہ کیسا ہے:۔

(سوال ۱۶۹) اقامت کے بعد امام نے کھانا کھایا، یا زیادہ دیر تک باتیں کیں تو نماز کے واسطے اعادہ اقامت کی حاجت ہے یا نہیں۔

(جواب) عبارت شامی کی **لان تکرارها غیر مشروع اذا لم یقطعها قاطع من کلام کثیر اوعمل کثیر** (۳) سے معلوم ہوتا ہے کہ صورت مسئولہ میں اعادۂ اقامت کی جاوے اور اس میں امام کا نہیں اقامت کہنے والے کا جو موجب تاخیر صلوٰۃ ہو۔ قصور ہے۔

جاہل جمع ہو کر تنہا تنہا نماز پڑھیں تو کیا اذان نہیں ہے:۔

(سوال ۱۷۰) مسجد میں دو چار آدمی جمع ہوتے ہیں اور سب جاہل ہیں امامت کے قابل کوئی نہیں سب علیحدہ علیحدہ نماز پڑھتے ہیں۔ ایسی حالت میں اذان پڑھنا چاہئے یا نہیں۔ اور امامت کے ساتھ نماز پڑھی جائے یا علیحدہ علیحدہ۔

(جواب) بحالت مذکورہ اذان نہ چھوڑی جائے جماعت ہو یا نہ ہو۔(۴) اول تو جماعت ضرور کرنی چاہئے۔ امامت کے لائق کوئی ہو یا نہ ہو۔ جاہلوں کا امام جاہل ہو سکتا ہے۔(۵) جماعت سنت مؤکدہ قریب بواجب ہے۔ بلا عذر جماعت نہ چھوڑی جائے۔(۶) فقط۔

تکرار جماعت کے وقت تکبیر کہی جاوے یا نہیں:۔

(سوال ۱۷۱) جو مسجد لب سڑک ہو اس میں پہلی جماعت ہو چکی ہو۔ اگر دوسری جماعت کرائی جاوے تو کیا اس دوسری جماعت کے لئے بھی تکبیر ثانی کہنی چاہئے یا نہیں۔

(جواب) اگر امام ومؤذن اس مسجد کا مقرر نہ ہو تو جماعت ثانیہ اس مسجد میں درست ہے اور اقامت یعنی تکبیر ثانی کہی

---

(۱) ویجوز بلا کراهة اذان صبی مراهق (درمختار) المراد به العاقل وان لم یراهق کما هو ظاهر البحر وغیره. قوله بلا کراهة ای تحریمیة لان التنزیهیة ثابتة لما فی البحر عن الخلاصة ان غیر هم اولی منهم ا ه اقول وقد منا اول کتاب الطهارة الکلام فی ان خلاف الا ولی مکروه الخ (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۳. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۱) ظفیر.

(۲) ویکره اذان جنب الخ وسکران ولو بمباح کمعتو وصبی لا یعقل (درمختار) وظاهره ان الکراهة تحریمیة (ردالمحتار. باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۴. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۲).

(۳) ردالمحتار. باب الا ذان ج ۱ ص ۳۷۲. ۱۲ ظفیر. درمختار میں ہے وینبغی ان طال الفصل اووجد ما یعدقاطعا کا کل ان تعاد ایضاً ص ۳۷۱. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۹.

(۴) الا ذان سنة للصلوٰة الخمس والجمعة لا سواها (هدایه باب الا ذان ج ۱ ص ۸۲) ظفیر.

(۵) امامة الامی قوما امیین جائزة کذا فی سراجیة (عالمگیری مصری باب الا مامة ج ۱ ص ۸۰. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۸۵) ظفیر. (۶) الجماعة سنة مؤکدة الخ وفی البدائع تجب علی الرجال العقلاء البالغین الا حرار القادرین علی الصلوٰة بالجماعة من غیر حرج (ایضاً ج ۱ ص ۷۷. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۸۲) ظفیر.

جاوے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

اذان میں حی علی الفلاح کی جگہ حی علی خیر العمل کہنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۷۲) پنجگانہ نماز کی اذان میں بجائے حی علی الفلاح کے حی علیٰ خیر العمل کہنا درست ہے یا نہیں۔ کوئی حدیث موجود ہے یا نہیں اور متقدمین اور متاخرین کا کیا عمل رہا ہے۔

(جواب) پنجگانہ نماز کی اذان میں بجائے حی علی الفلاح کے حی علیٰ خیر العمل کہنا جائز نہیں ہے۔ تمام احادیث صحیحہ میں حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح وارد ہے۔ ملک نازل من السماء کی اذان میں یہ ہی کلمات ہیں حی علیٰ خیر العمل نہیں ہے۔(۲) اور فرشة نازل من السماء ہی کی اذان اس بارہ میں اصل ہے اسی کو رسول اللہ ﷺ نے ثابت وقائم رکھا اس پر سب صحابہ اور تمام امت کا عمل درآمد رہا ہے اور ہے۔ خلاف سنت متوارثہ اور خلاف اجماع کوئی امر اختیار کرنا سراسر گمراہی اور ضلالت ہے من شذ شذ فی النار۔(۳) حدیث شریف میں وارد ہے۔ تمام ائمہ دین کا یہی مسلک اور طریقہ ہے۔ کسی کا اس میں خلاف نہیں بجز روافض کے۔(۴) خذ لهم الله تعالیٰ۔ فقط۔

بلند آواز آدمی نہ ہو تو پست آواز والا اذان دے سکتا ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۷۳) اگر کوئی شخص بلند آواز بوقت اذان کے مسجد میں موجود نہ ہو اور موذن مقرر نہ ہو تو کم آواز والوں کو اذان کہنا جائز ہے یا آخر وقت تک بلند آواز والے کا انتظار کرے؟

(جواب) موذن کا جہر الصوت ہونا امر مستحب ہے اس کے انتظار کے لئے اخیر وقت تک اذان موخر کرنا نہیں چاہئے۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الوقت الاول رضوان اللہ الحدیث۔(۵) فقط۔

تکبیر داہنی جانب اور اذان بائیں جانب ہو اس کا کوئی ثبوت نہیں:۔

(سوال ۱۷۴) تکبیر داہنی جانب ہونی چاہئے یا بائیں جانب، ایک صاحب فرماتے ہیں کہ اذان بائیں جانب ہو اور تکبیر داہنی جانب۔ حضور ﷺ نے ایسا کیا اس میں ثواب زیادہ ہے۔ اس کے برعکس کرنا ثواب میں کمی کرنا ہے۔ دوسرے

---

(۱) بل یکرہ فعلهما وتکرار الجماعة الا فی مسجد علی طریق فلا باس بذالک (درمختار) قوله الا فی مسجد علی طریق هو ما لیس له امام و مؤذن راتب فلا یکره التکرار فیه باذان واقامة بل هو الا فضل خانیه (ردالمحتار. باب الا ذان مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد ج ۱ ص ۳۶۷ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۵) ظفیر. (۲) دیکھئے مشکوٰۃ باب الاذان ص ۶۳ و ص ۶۴ نیز حدیث میں صراحت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جو اذان سکھائی ہے اس میں حی علی الفلاح ہے۔ عن ابی محذورة قال القی علیّ رسول الله صلی الله علیه وسلم التاذین هو بنفسه فقال قل الله اکبر ، الله اکبر، الله اکبر ، الله اکبر اشهد ان لا اله الا الله ، اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان محمد ارسول الله، اشهد ان محمد ا رسول الله ، حی علی الصلوة حی علی الصلوة، حی علی الفلاح حی علی الفلاح الخ رواه مسلم (ایضاً) ظفیر. (۳) مشکوة عن الترمذی باب الا عتصام بالکتاب والسنة ص ۳۰ . ۱۲ ظفیر.

(۴) فی شرح المهذب للشافعیة یکره ان یقال فی الا ذان " حتی علی خیر العمل" لا نه لم یثبت عن النبی صلی الله علیه وسلم والزیادة فی الا ذان مکروهة وقد سمعنا ه الاذان عن الزیدیة ببعض البلاد (البحر الرائق . باب الاذان ج ۱ ص ۲۷۵ ط.س. ج ۱ ص ۲۶۱) ظفیر.

(۵) مشکوٰۃ عن الترمذی باب تعجیل الصلوٰۃ ص ۶۱ ۔ ۱۲ ظفیر۔

صاحب فرماتے ہیں کہ دونوں امر مساوی ہیں تعین کرنا بدعت ہے کیونکہ اس کی تعیین ثابت نہیں۔

(جواب) یہ مشہور بے اصل ہے، شریعت میں اس کا کچھ حکم نہیں کہ اذان بائیں جانب ہو اور اقامت داہنی جانب ہو بلکہ جس طرف اتفاق ہوا اذان واقامت درست ہے کچھ کراہت کسی جانب میں نہیں ہے۔ جس نے داہنی جانب تکبیر کہنے میں ثواب زیادہ بتلایا ہے۔ ان سے دریافت کیا جاوے کہ کسی فقہ میں آپ نے کوئی تصریح دیکھی ہے۔ یا حدیث میں یہ بات ہے۔ یہ بات تو دوسری ہے کہ مقتدی داہنی طرف کھڑے ہونے والے کو زیادہ ثواب حدیث سے ثابت ہے۔ مگر اقامت داہنی طرف ہونے میں زیادہ ثواب ہونا کہیں نظر سے نہیں گذرا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

جمعہ میں تکبیر کون کہے جب پہلی اذان کوئی اور پکارے اور دوسری کوئی اور:۔

(سوال ۱۷۵/۱) جمعہ کے روز اذان اول ایک شخص نے کہی اور اذان جمعہ منبر کے سامنے کی دوسرے نے۔ تو تکبیر کہنا کس کا حق ہے۔

اذان یا تکبیر غلط کہے تو اسے لوٹائے یا نہیں:۔

(سوال ۱۷۶/۲) کوئی شخص اذان یا تکبیر غلط کہے تو دوبارہ لوٹائی جاوے، یا نہیں۔

(جواب) (۱) دونوں میں سے جو چاہے تکبیر کہہ دے تب بھی کچھ حرج نہیں ہے۔(۱)

(۲) لوٹائی جاوے۔(۲) فقط۔

اذان میں محمد رسول اللہ پر درود پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۷۷) اذان کے اندر رسول اللہ ﷺ کے نام پر درود شریف پڑھنا کیسا ہے۔

(جواب) اذان میں جب نام رسول اللہ ﷺ کا سنے درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔ پس جس وقت مؤذن سے کلمہ اشہد ان محمد ارسول اللہ سنے خود بھی یہ کلمہ کہ کر ﷺ کہے۔(۳)

---

(۱) وفی الفتاوی الظهیریة والا فضل ان یکون المقیم هو المؤذن ولو اقام غیره جاز (البحر الرائق باب الا ذان ج ۱ ص ۲۷۰ وج ۱ ص ۲۷۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۵۷) معلوم ہوا کہ مؤذن کا تکبیر کہنا افضل ہے اور جمعہ میں دوسری اذان ہی اصل ہے جو منبر کے سامنے ہوتی ہے واختلف فی المراد بالا ذان الا ول فقیل الا ذان الاول باعتبار المشروعیة وهو الذی بین یدی المنبر لا نه الذی کان اولا فی زمنه علیه السلام وزمن ابی بکر وعمر حتی احدث عثمان الا ذان الثانی علی الزوراء حین کثر الناس والا صح انه الا ول باعتبار الوقت (غنیة المستملی فصل فی الجمعة ص ۵۱۹) لہذا قاعدہ میں منبر والی اذان جو کہے وہ مقدم ہوگا۔ واللہ اعلم۔

(۲) غلط اذان سے جب اذان مسنون ادا نہ ہوئی تو اس کا اعادہ ہوگا۔ جس طرح غیر عاقل بچہ کی اذان لوٹائی جائے گی وصبی غیر العاقل اذا اذنوایجب ان یعاد لعدم حصول المقصود الخ ولو قدم فی اذان واقامتشینا علی محله یعود الی الترتیب ولا یستانف (غنیة المستملی ص ۳۶۱) ظفیر۔

(۳) اذان میں تو اشہد ان محمد ارسول اللہ کے جواب میں اشہد ان محمد ارسول اللہ کی صراحت ہے مسلم کی حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اذا قال المؤذن الله اکبر الله اکبر فقال احد کم، الله اکبر، الله اکبر، ثم قال اشهد ان لا اله الا الله قال اشهد ان لا اله الا الله، ثم قال اشهد ان محمد ارسول الله، قال اشهد ان محمدا رسول الله الحدیث (مشکوة باب فضل الا ذان واجابة المؤذن فصل اول) البتہ اذان کے ختم پر درود پڑھنے کا حکم ہے۔ ارشاد نبوی ہے اذا سمعتم المؤذن فقولو امثل ما یقول ثم صلوا علی فانه من صلی علیّ صلوة صلی الله علیه بها عشرا الخ رواه مسلم (ایضا) والله اعلم ۱۲ ظفیر۔

جوتے پہن کر اذان دینا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۷۸/۱) اذان جوتے سمیت جائز ہے یا نہیں؟

اذان بلا وضو درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۷۹/۱) اذان بلا وضو جائز ہے یا نہیں؟

(جواب)(۱) جائز ہے۔(۱)

(۲) جائز ہے مگر بہتر یہ ہے کہ باوضو اذان کہے۔(۲)

غیر مقلد کی تکبیر سے نماز میں نقص نہیں ہوتا:۔

(سوال ۱۸۰) ایک غیر مقلد نے بلا اجازت موذن کے اذان وخطبہ جمعہ اس طرح کہی کہ بجائے دو کلموں کے ایک کلمہ اور بجائے چار کے دو کلمے کہے پھر موذن نے دوبارہ اذان صحیح طور پر پڑھی، اس پر غیر مقلد نے تیسری بار پھر اذان پڑھی اس سے حنفیوں کی نماز میں تو کچھ نقصان نہیں ہوا؟

(جواب) حنفیوں کی نماز میں اس سے کچھ فرق نہیں آیا باقی غیر مقلد نے جو ضداً تیسری بار تکبیر کہی یہ برا کیا اس میں وہ گنہگار ہوا کہ دین کی کاموں میں ضد اور نفسانیت سے کام لیتا ہے۔ فقط۔

اقامت میں دیر ہوئی تو اعادہ کی ضرورت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۸۱) اقامت کے بعد امام نے کھانا کھایا یا زیادہ دیر تک باتیں کیں تو نماز کے واسطے اعادۂ اقامت کی حاجت ہے یا نہ؟

(جواب) عبارت شامی کی **لان تکرار ھا غیر مشروع اذا لم یقطعھا قاطع من کلام کثیر او عمل کثیر** (ج ۱ ص ۳۷۲) سے معلوم ہوتا ہے کہ صورت مسئولہ میں اعادۂ اقامت کی جاوے اور اس میں امام کا فعل یا اقامت کہنے والے کا جو موجب تاخیر صلوٰۃ ہو برابر ہے۔(۳) فقط۔

متعین امام کی بغیر اجازت امام واذان درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۸۲) موذن وامام کی بغیر اجازت اذان کہنا اور امام ہونا کیسا ہے؟

---

(۱) وینبغی لدا خله تعاهد نعله وخفه صلاته فیهما افضل (درمختار) قوله وصلاته فیهما ای فی النعل والخف الطاهرین افضل مخالفة للیهود و فی الحدیث صلوافی نعالکم ولا تشبهوا ،بالیهود رواه الطبرانی (ردالمحتار مطلب فی احکام المسجد ج ۱ ص ۶۱۵ ط.س. ج ۱ ص ۶۵۷) جب نماز جائز ہوئی تو اذان بدرجہ اولیٰ جائز ہوگی۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

(۲) ویکره اذان جنب واقامة محدث لا اذانه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۴۰۷ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۲) ظفیر۔

(۳) صلی السنة بعد الا قامة او حضر الا مام بعد ها لایعید ها بزازیه وینبغی ان طال الفصل او وجد ما یعد قاطعا کا کل ان تعاد (درمختار) قال فی اخرشرح المنیة اقام الموذن ولم یصل الا مام رکعتی الفجر یصلیهما ولا تعاد الا قامة لان تکرارها غیر مشروع اذا لم یقطعها قاطع من کلام کثیر اوعمل کثیر مما یقطع المجلس فی سجدة التلاوة اه (ردالمحتار. باب الاذان ج ۱ ص ۳۷۱ وج ۱ ص ۳۷۲ ط.س. ج ۱ ص ۴۰۰) ظفیر۔

(جواب) موذن و امام مقرر کی بلا اجازت اذان کہنا اور امام ہونا مکروہ ہے۔ اس سے احتراز کرنا چاہیئے۔ (۱) فقط۔

صبح کی اذان کس وقت کہی جاوے:۔

(سوال ۱۸۳) بعض لوگ بوقت ۴ بجے صبح کی اذان کہہ دیتے ہیں۔ صبح کی اذان کس وقت کہنی چاہیئے؟

(جواب) صبح کی اذان کا وقت صبح صادق ہونے کے بعد ہوتا ہے۔ آج کل صبح صادق ۵ بجے ہوتی ہے اس سے پہلے اذان نہ کہنی چاہیئے۔ وقت سے پہلے اذان نہیں ہوتی۔ اگر وقت سے پہلے اذان کہی گئی تو لوٹائی جاوے۔ درمختار میں ہے فیعاد اذان وقع قبله (۲) الخ ص ۴۰۰ (جلد اول شامی) اور نیز درمختار میں ہے وانما يستحق ثواب المؤذنين اذا كان عالما بالسنة والا وقات (۳) ص ۴۰۶۔ یعنی اذان کا ثواب اسی وقت حاصل ہوتا ہے کہ اذان طریق سنت کے موافق کہنا جانتا ہو اور وقت کو پہچانتا ہو۔ فقط۔

اذان بلا ترجیع افضل ہے:۔

(سوال ۱۸۴ / ۱) اذان ترجیع کے ساتھ کہنا افضل ہے یا بلا ترجیع؟

(سوال ۱۸۵ / ۲) سنن ابی داؤد کی وہ حدیث جس سے روز جمعہ اذان دوم دروازہ مسجد پر کہنا ثابت کیا جا رہا ہے وہ صحیح ہے یا ضعیف یا کیا درجہ رکھتی ہے؟

(جواب) (۱) عند الحنفیہ اذان میں ترجیع نہیں ہے بلکہ درمختار میں فرمایا ہے کہ ترجیع مکروہ ہے ولا ترجيع فانه مكروه ملتقى. شامی نے فرمایا کہ مکروہ تنزیہی مراد ہے۔ اور یہ بھی شامی میں ہے لا تفاق الروايات على ان بلالا لم يكن يرجع وما قيل انه رجع لم يصح ولا نه ليس في اذان الملك النازل من السماء بجميع طرقه الخ. (۴)

(۲) اذان دوم جمعہ منبر کے پاس خطیب کے سامنے ہونا مسنون ہے۔ درمختار میں ہے ويوذن ثانيا بين يديه اى الخطيب الخ اذا جلس على المنبر قوله ويوذن ثانيا بين يديه الخ. (۵) اى على سبيل السنة. (۶) پس حنفیہ کے لئے یہ حجت کافی ہے اور حدیث ابوداؤد کے متعلق بحث اور تفصیل مطولات میں ہے مقلدین کو

---

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يومن الرجل في سلطانه ولا يقعد في بيته على تكرمته الا باذنه رواه مسلم (مشكوة باب الا مامة) صح عن ابن عمر ان امام المسجد مقدم على غير السلطان (الى قوله) ولا على امام الحى ورب البيت الا بالا ذن قاله الطيبى (مرقات ج۲ ص ۹۰) اقام غير من اذن بغيبته اى الموذن لا يكره مطلقا وان بحضوره كره ان لحقه وحشة كما كره مشيه فى اقامته (درمختار) قوله ان لحقه وحشة اى بان لم يرض به وهذاختيار خواهرزاده ومشى عليه فى الدرر والخانية لكن فى الخلاصة ان لم يرض به يكره وجواب الرواية انه لا باس به مطلقا اه قلت وبه صرح الا مام الطحاوى فى مجمع الا ثار معزيا الى ائمتنا الثلاثة وقال فى البحر ويدل عليه اطلاق قول المجمع ولا نكرهها من غيره فما فى شرحه لا بن ملك انه لو حضر ولم يرض يكره اتفاقا، فيه نظر اه وكذا يدل عليه اطلاق الكافى معللا بان كل واحد ذكر فلا باس بان ياتى بكل واحد رجل اخر ولكن الا فضل ان يكون الموذن هو المقيم اه اى الحديث من اذن فهو يقيم وتمامه فى حاشية نوح (ردالمحتار. باب الا ذان ج ا ص ۳۶۷ ط.س. ج ا ص ۳۹۵) ظفير. (۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار. باب الا ذان ج ا ص ۳۵۸ ط.س. ج ا ص ۳۸۵. ۱۲ ظفير. (۳) ايضا ج ا ص ۳۶۴ ط.س. ج ا ص ۳۹۲ ظفير.

(۴) ردالمحتار ج ا ص ۳۵۹ ط.س. ج ا ص ۳۸۶ باب الا ذان مع هامشه.

(۵) الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ا ص ۷۷۰ ط.س. ج۲ ص ۱۶۱ باب الجمعه ۱۲ ظفير.

(۶) ردالمحتار. باب الجمعه ج ا ص ۷۷۰. ۱۲ ظفير.

اس کی تحقیق کی ضرورت نہیں ہے۔ کتب فقہ کے موافق مسائل پر عمل کرنا چاہئے۔ فقط۔

خطبہ کی اذان کا جواب۔

(سوال ۱۸۶) کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ خطبہ کی اذان کا جواب دینا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) درست نہیں کما فی الدر المختار وینبغی ان لا یجیب بلسانه اتفاقافی الا ذان بین یدی الخطیب. (۱) فقط واللہ اعلم۔

نمازیوں کی خبر کے لئے مسجد میں نقارہ بجانا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۸۷) مسجد میں واسطے حاضری نمازیوں کے نقارہ بجانا کیسا ہے۔

(جواب) اذان کہیں۔ (۲) نقارہ مسجد میں حاضری کے واسطے درست نہیں۔ (۳) فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد رسول اللہ پر انگوٹھا چومنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۸۸) اشہد ان محمد رسول اللہ سن کر قرۃ عینی بک یا رسول اللہ کہہ کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھنا کیسا ہے۔

(جواب) بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ اشہد ان محمد رسول اللہ سن کر قرۃ عینی بک یا رسول اللہ کہنا مستحب ہے اور بعض روایات اس بارہ میں نقل کی ہیں جو ثابت نہیں ہیں اور قول وفعل رسول اللہ ﷺ وصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہ عمل ثابت نہیں ہے۔ پس ترک اس کا احوط ہے بوقت اذان جو کلمات منقول ہیں اس کو معمول بنانا چاہئے۔ احداث فی الدین نہ کرے۔ فقط۔

جواب صحیح ہے۔ اس سوال کے متعلق یہ بھی سمجھ لیا جاوے کہ بعض احادیث موقوفہ بھی اس باب میں آئی ہیں قطع نظر صحت سند کے اس میں دو امر قابل لحاظ ہیں۔ ایک یہ کہ ان روایات میں یہ عمل بطور علاج وحفاظت رمد کے آیا ہے جو ایک امر دنیوی ہے اس میں کوئی فضیلت وغیرہ ثواب نہیں اور اب لوگ اس کو ثواب وتعظیم نبوی کہ امر دینی ہے سمجھ کر کرتے ہیں اور تداوی کو عبادت سمجھنا بدعت ہے اس لئے یہ اس اعتقاد سے بدعت ہوگا۔ دوم یہ کہ کرنے والے اس کا التزام عملی و اعتقادی کرتے ہیں اور تارک کو مطعون سمجھتے ہیں۔ (۴) فقط کتبہ مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم۔

---

(۱) الدر المختار مجتبائی. باب الاذان ج ۱ ص ۶۵. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۹. ۱۲ ظفیر.

(۲) لان الاذان من اعلام الدین کماری ص ۳۵۷.

(۳) وفی حدیث ابی داؤد عن عبداللہ بن زید قال لما امر النبی صلی اللہ علیه وسلم بالناقوس یعمل لیضرب به الناس لجمع الصلوٰۃ طاف لی وانا نائم (الی قوله) تقول اللہ اکبر اللہ اکبر (الی اخر الحدیث) کبیری ص ۳۵۷. اس سے پہلے مفتی علام نے نقارہ کی اجازت دی ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ جب وہ اذان کے بعد نمازی کی مزید اطلاع کیلئے ہو اور جماعت کے انتظام کی اس کے سوا کوئی اور صورت نہ ہو۔ یہاں سوال مختصر ہے اور کسی مجبوری کا ذکر نہیں ہے اس لئے اجازت نہیں دی ہے واللہ اعلم ۱۲ ظفیر.

(۴) فی الشامی ج ۱ ص ۲۹۳. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۸ یستحب ان یقال عند سماع الاولیٰ من الشهادۃ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وعند الثانیة قرۃ عینی بک یارسول اللہ الیٰ قوله وذکر ذلک الجراحی واطال ثم قال ولم یصح فی المرفوع من کل هذا شئی الخ محمد جمیل الرحمن غفرله.

اذان کے بعد مقتدیوں کو آواز دینا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۸۹) فی زمانہ عوام کی حالت سخت خراب ہے اگر امام ان کا انتظار نہ کرے تو سخت تنگ کرتے ہیں۔ اگر کبھی نماز پڑھ لے اور بعض لوگ رہ جاویں تو سخت تنگ کرتے ہیں ایسی صورت میں ایک طالب علم نے کہا کہ تثویب طریقہ مسنونہ ہے، مؤذن امام کو وقت نماز پر جب سب نمازی جمع ہو جاویں بلا سکتا ہے اور یہ طریقہ متاخرین کا جاری کردہ ہے کہ بعد اذان قبل اقامت مسجد کے منارہ پر چڑھ کر مقتدیوں کو پکارا جاوے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ ﷺ کا بلانا ثابت ہے۔ ان بلالاً کان یجئی بباب النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بین الا ذانین ویو ذنہ بالصلوٰۃ سو قول فیصل تحریر فرمائیں۔

(جواب) درمختار میں ہے ویثوب بین الاذان والا قامۃ فی الکل للکل (درمختا) قولہ فی الکل ای کل الصلوٰۃ الظھور التوانی فی الا مور الدینیۃ قال فی العنا یۃ احدث المتاخرون التثویب بین الا ذان والاقامۃ علی حسب ماتعارفوہ فی جمیع الصلوٰت سوی المغرب مع ابقاء الا ول یعنی الا صل وھو تثویب الفجر وما راٰہ المسلمون حسناً فھو عند اللہ حسن .شامی. قولہ للکل ای کل احد رخصہ ابو یوسفؒ بمن یشتغلہ بمصالح العامۃ کالقاضی والمفتی والمدرس واختارہ قاضی خاں وغیرہ نھر .(۱) ان عبارات سے معلوم ہوا کہ تثویب احداث متاخرین سے ہے اور امام ابو یوسفؒ نے اس کو قاضی و مفتی کے واسطے خاص کیا ہے۔ پس اجتناب اس سے بہتر ہے اور کوئی ضرورت خاصہ ہو تو جائز ہے۔ فقط۔

بارہ برس کے لڑکے کی اذان درست ہے:۔

(سوال ۱۹۰) بارہ برس کا لڑکا اگر اذان پڑھے تو کچھ حرج ہے، یا نہیں؟

(جواب) کچھ حرج نہیں ہے۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سنت جمعہ کے لئے مؤذن کا آواز دینا ثابت نہیں:۔

(سوال ۱۹۱) سنت جمعہ پڑھنے کے لئے ملک گجرات کی مسجدوں میں جو ایک صلوٰۃ سنت قبل الجمعہ پڑھنے کے واسطے مؤذن بلند آواز سے کہتا ہے اور بغیر صلوٰۃ سنت قبل الجمعہ کہنے کے سنت قبل الجمعہ کی لوگ نہیں پڑھتے اور اس صلوٰۃ سنت قبل الجمعہ کا مسجد میں جمع ہو کر انتظار کرتے ہیں تا موذن یہ صلوٰۃ کہے تو سنت جمعہ پڑھیں۔ بدیں الفاظ موذن پکارتا ہے:۔ الصلوٰۃ سنت قبل الجمعہ الصلوٰۃ رحمکم اللہ کا کہنا فرض ہے یا واجب یا سنت یا مستحب؟ اور ابتداء اس صلوٰۃ سنت کی کہاں سے ہوئی؟ اور یہ صلوٰۃ سنت قبل الجمعہ اگر نہ کہی جاوے اور سنتین جمعہ کی پڑھ لیں تو سنت جمعہ ہو جاتی ہیں یا نہیں؟ اور کیا یہ صلوٰۃ سنت قبل الجمعہ اگر کوئی نہ پکارے اور نہ کہے اور سنت قبل الجمعہ اور نماز جمعہ پڑھ لے تو غیر مقلد،

---

(۱) دیکھئے ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۱ و ج ۱ ص ۳۶۲ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۹. ۱۲ ظفیر.

(۲) ویجوز بلا کراھۃ اذان صبی مراھق ا ھ (مختار) المرادبہ العاقل وان لم یراھق کما ھو ظاھر البحر وغیرہ وقیل یکرہ لکنہ خلاف ظاھر الروایۃ کما فی الا مداد وغیرہ ا ھ (ردالمحتارباب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۳ و ج ۱ ص ۳۶۴ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۱) ظفیر.

نجدی، وہابڑہ بن جاتا ہے؟ اور حنفی مذہب اور اسلام سے نکل کر بے ایمان بددین ہو جاتا ہے؟ کیا تثویب جس کو فقہاء حنفیہ نے مستحسن جانا ہے وہ نمازوں کے لئے مخصوص ہے، یا سنت قبل الجمعہ کے واسطے بھی صلوٰۃ مذکور شریعت محمدیہ میں ثابت ہے؟ معتبر کتب حنفیہ سے ثبوت اس صلوٰۃ مذکور کا مع دلائل شرعیہ مع نقل اصل عبارت کتب مستندہ نام کتاب و نام مصنف کتاب وغیرہ صاف تحریر فرما کر اجر عظیم حاصل کریں۔

(جواب) صلوٰۃ سنت قبل الجمعہ پکارنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ جس وقت زوال ہو جائے اور اذان اول جمعہ کی ہو جائے نمازیوں کو چاہئے کہ خود سنت قبل الجمعہ ادا کرلیں اور جب کہ وقت سنتوں کا ہو جائے تو بغیر پکارے الصلوٰۃ سنت قبل الجمعہ الخ کے اگر کوئی شخص سنت قبل الجمعہ پڑھ لے گا سنت ادا ہوگئی۔ اور اس سے غیر مقلد وغیرہ نہیں بنتا۔ یہ جاہلوں کے خیالات ہیں۔ اور تثویب جس کو بعض[عہ] فقہاء نے بعض نمازوں میں بعض اشخاص کے لئے مستحب فرمایا تھا وہ فرائض کے ساتھ مخصوص ہے اور تثویب بھی متروک ہے بسبب خلاف سنت ہونے کے کہ صحابہ[عہ] نے اس پر انکار فرمایا ہے۔ (۱) فقط
کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔ مفتی مدرسہ عالیہ دیو بند۔

بوقت اذان کانوں میں انگلی ڈالنا ہر اذان کے لئے ہے یا صرف مسجد کی اذان کے لئے:۔

(سوال ۱۹۲) او خال سبابتین عند الاذان مخصوص باستحباب باذان مسجد است یا کہ بہمہ مکانات کہ در غیر مسجد دران باذان نماز خواندہ شود؟

(جواب) ہمہ اذانہا مستحب است کما ہو مفاد الاطلاق۔ (۲) فقط۔

قضاء نمازوں کے لئے تکبیر و اذان کا کیا حکم ہے اور مرد و عورت کا ایک حکم ہے یا الگ الگ:۔

(سوال ۱۹۳/۱) قضاء نمازوں کے لئے تکبیر کہنا اور اذان کہنا چاہئے یا نہیں؟ مرد و عورت میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

نماز کے لئے مکان و دکان یا جنگل میں اذان کہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۹۴/۲) اگر کوئی شخص نماز پنجگانہ مکان میں یا دکان یا جنگل میں پڑھے تو اذان و تکبیر کہنا کیسا ہے؟

اذان ثانی سے پہلے استووا رحمکم اللہ کہنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۹۵/۳) وقت خطبہ کے اذان سے پہلے استووا رحمکم اللہ کہنا کیسا ہے؟

عہ یعنی من المتاخرین کما فی الهداية وغیرها والا فالمتقد مون من فقهاء الحنفیة منعو اعنه کما فی کتب الفقه وللفاضل الکنوی فیه رسالة مستقلة التحقیق العجیب فی التثویب فراجعها ۱۲۔

عہ کعلی وابن عمر رضی الله عنه کما فی الکتب الحدیث ۱۲۔

(۱) والتثویب فی الفجر حی علی الصلوٰة حی علی الفلاح بین الا ذان والا قامة حسن لانه وقت نوم وغفلة وکره فی سائر الصلوٰت ومعناه العود الی الا علام هو علی حسب ما تعارفوه هذا تثویب احدثه علماء الکوفة بعد عهد الصحابة لتغیر احول الناس الخ والمتاخرون استحسنوه فی الصلوٰت کلها لظهور التوانی فی الا مور الدینیه وقال ابو یوسف لا اری بأسا ان یقول المؤذن للامیر الخ واستبعده محمد لان الناس سواسیة فی امر الجماعة الخ (هدایه. باب الاذان ج ۱ ص ۸۴) ظفیر.

(۲) ویجعل ندبا اصبعیه فی صماخ اذنیه فاذانه بدونه حسن وبه احسن (درمختار) لقوله صلی الله علیه وسلم لبلال رضی الله عنه اجعل اصبعیک فی اذنیه فانه ارفع لصوتک (ردالمحتار. باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۰. ط.س. ج ۱ ص ۳۸۸) ظفیر.

(جواب)(۱) قضاء نماز کے لئے تکبیر واذان کہے اگر جماعت سے پڑھے مسجد سے باہر اور مسجد میں اذان وتکبیر نہ کہے اور عورتیں نہ کہیں۔(۱)

(۲) جماعت سے پڑھے تو اذان وتکبیر کہے اکیلے کو ضروری نہیں اور اگر کہے تو کچھ حرج نہیں۔

(۳) وقت خطبہ کے جو اذان خطیب کی سامنے ہو اس کے شروع میں اس لفظ کے کہنے کی کچھ ضرورت نہیں البتہ اگر امام بوقت تکبیر تحریمہ ایسا کہے تو مضائقہ نہیں۔

اذان ہوتے وقت مؤذن اور سننے والوں کو سلام کرنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۹۶) حالت اذان میں مؤذن اور اذان سننے والوں کو سلام کرنا کیسا ہے؟

(جواب) حالت اذان میں مؤذن کو سلام کرنا مکروہ ہے اور اس کے ذمہ جواب دینا لازم نہیں۔ لیکن اگر حالت اذان میں سوائے مؤذن کے اور کسی کو سلام کرے تو مکروہ نہیں۔ کمافی الشامی جلد اول وحاصلها انه یأ ثم بالسلام علی المشغولین بالخطبة الخ اوالا ذان والا قامة .(۲) فقط۔ دستخط ۴۔ صفر (وهكذا فی الکبیری للعلا مة الحلبی رحمة الله علیه ص ۳۶۳ قال وفی التجنیس لا یکره الکلام عند الا ذان بالا جماع الخ. جمیل الرحمن)

اذان شروع ہونے کے بعد پاخانہ پیشاب کو جانا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۹۷) اذان شروع ہونے کے بعد پائخانہ پیشاب کو جانا درست ہے یا جب اذان ختم ہو جاوے اس وقت جاوے؟ اور اگر بہت زور سے آ رہا ہو تو کیا حکم ہے؟

(جواب) اگر ضرورت زیادہ ہو تو فوراً پوری کرے۔ انتظار ختم اذان کا نہ کرے اور اگر سخت ضرورت نہیں تو بہتر ہے کہ بعد اذان پوری کرے۔(۳)

---

(۱) فی العالمگیریة ج ۱. باب الا ذان . والضابطة عندنا کل فرض اداءً کان او قضاءً یؤذن له ویقام سواء اداه منفرداً او بجماعة الا الظهر یوم الجمعة فی المصر الخ وان قضوها بعد الوقت قضو ها فی غیر ذلک المسجد باذان واقامة الخ ولیس علی النساء اذان ولا اقامة وفی الشامی ص ۴۰۵ لو اذن لنفسه خافت الخ وفیه لا (یسن) فیما یقضی من الفوائت فی مسجد الخ ص ۴۰۹ بخلاف مصل ولو بجماعة فی بیته بمصر او بقریة لها مسجد فلا یکره ترکهما اذا اذان الحی یکفیه لااذان المحلة واقامتها کاذانه واقامته الخ وفیه ص ۵۹۰ تکره تحریما جماعة النساء.

(۲) ردالمحتار. باب ما یفسد الصلوٰة. مطلب الموضع التی لا یجب فیها رد السلام ج ۱ ص ۵۷۷. ط.س. ج ۱ ص ۶۱۸. ۱۲ ظفیر.

(۳) ویندب القیام عند سماع الا ذان بزازیه (ردالمحتار) قال الشارح لم اراه فیها فلتراجع نسخة اخری نعم رایت فیها سمع وهو یمشی فالا فضل ان یقف للا جابة لیکون فی مکان واحد (ردالمحتار. باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۹. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۷) جمیل الرحمن.

الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ

فصل اول طہارت

کچھوا کی ہڈی کا طلاء لگا کر نماز پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۹۸) اگر استخوان باخہ یعنی کچھوا بر بدن طلا نمودہ نماز خواند نماز ی شود یا نہ۔

(جواب) جواب صاف این است کہ استخوان باخہ را بر بدن طلا کردہ نماز گذاردن جائز است نماز فاسد ومکروہ نمی شود زیرا کہ استخوان او پاک است اگرچہ خوردن او حلال نہ باشد(۱)۔ فقط۔

جس گھاس پر ماکول اللحم جانور نے بول براز کیا ہو، اس پر نماز درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۹۹) اگر گاؤ خر بوقت خرمن کوبی بر گیاہ مقطوعہ بول و براز کنندہ بر آں گیاہ نماز جائز باشد یا نہ۔

(جواب) اس کی تطہیر کی صورت فقہاء نے یہ لکھی ہے کہ اس میں سے کچھ حصہ علیحدہ کر دیا جاوے تو اس صورت میں ہر دو حصہ پاک سمجھے جاویں گے یعنی باقی رہا ہوا بھی اور وہ بھی جو علیحدہ کیا گیا۔ درمختار میں ہے کما لو بال حمر خصها لتغليظ بولها اتفاقاً علٰی نحو حنطة تدو سها فقسم اوغسل بعضه او ذهب بهبة او اكل او بيع. كما مر حيث يطهر الباقي و كذا الذاهب لا حتمال وقوع النجس فى كل طرف كمسئلة الثوب الخ .(۲)

ناپاک تیل کی مالش کے بعد نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۰۰) زید دس ماہ سے مالش روغن بیر بہوٹی کی تقویت باہ کے لئے کرتا ہے اور بغیر دھوئے نماز پنجگانہ ادا کرتا ہے۔ آیا نماز اس کی جائز ہے یا نہیں اور برتقدیر عدم جواز دس ماہ کی نماز کی قضا واجب ہے یا نہیں اور تداوی بالمحرم جائز ہے یا نہیں اور حشرات الارض بھی اس میں داخل ہیں یا نہیں۔

(جواب) تداوی بالمحرم عند الضرورت بشرائط جائز ہے۔ کما فی الشامی يجوز للعليل شرب البول والدم والميتةللتداوی اذا اخبره طبيب مسلم ان فيه شفاء ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه الخ .(۳) اور تداوی بالمحرم میں حشرات الارض بھی داخل ہیں۔ لقوله تعالىٰ ويحرم عليهم الخبائث اور یہی وجہ حرمت ان حشرات کی ہے اور نجس ہونا نہ ہونا دم سائل ہونے پر موقوف ہے۔ پس اگر بیر بہوٹی میں دم سائل ہے تو مرنے کے بعد وہ نجس ہے اور اس کا تیل بھی نجس ہے اس کو دھو کر نماز پڑھنی چاہئے اور جو نمازیں بلا دھوئے پڑھی گئیں ان کا اعادہ لازم ہے اور یہ امور کتب فقہ میں مفصلاً مذکور ہیں۔ فقط۔

---

(۱) شعر الميتة الخ وعظمها الخ و كذا كل مالا تحله الحياة الخ طاهر (باب المياه ج ۱ ص ۱۹۰ ط.س. ج ۱ ص ۲۰۶ الدر المختار على هامش ردالمحتار) ظفير.

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الانجاس ص ۳۰۲ ط.س. ج ۱ ص ۳۲۸. ۱۲ ظفير.

(۳) ردالمحتار. كتاب البيوع باب المتفرقات مطلب فى التداوى بالمحرم ج ۴ ص ۲۹۸ ط.س. ج ۵ ص ۲۲۸. ۱۲ ظفير.

بازاری لٹھا وململ میں نماز درست ہے:۔

(سوال ۲۰۱) ململ اور لٹھا جو ہم بازار سے خرید کر پہنتے ہیں ان سے نماز درست ہے یا نہیں۔

(جواب) ان کپڑوں سے نماز پڑھنا درست ہے۔ (۱) فقط۔

مقدار درہم سے کم رطوبت کے ساتھ نماز صحیح ہے:۔

(سوال ۲۰۲/ ۱) اگر تہبند بعد وطی فی الفور باندھ لیا جاوے تو اس سے نماز درست ہے یا نہیں۔

مذی لگے ہوئے کپڑوں میں نماز درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۰۳/ ۲) جس کپڑے کو مذی لگ جاوے اس سے نماز درست ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) اگر تہبند کو رطوبت زاید قدر درہم سے نہ لگے تو وہ پاک ہے نماز اس سے صحیح ہے لیکن دھونا قدر درہم کا بھی ضروری ہے کہ باقی رکھنا اس کا مکروہ ہے۔ (۲)

(۲) مذی نجس ہے۔ جس کپڑے کو مذی لگے گی وہ نجس ہے اس سے نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ (۳) اور مقدار درہم اس میں بھی معاف ہے۔ لیکن دھونا اس کا بھی ضروری ہے۔ درمختار میں ہے وعفی الشارع عن قدر درهم وان كره تحريماً فيجب غسله وما دونه تنزيهاً فيسن. (۴) فقط۔

پیال پر نماز:۔

(سوال ۲۰۴) ایام سرما میں اکثر پیال کا فرش بچھایا جاتا ہے اس پر نماز جائز ہے یا نہ۔

(جواب) اگر پاک ہو تو جائز ہے۔ (۵) فقط۔

---

(۱) اس لئے کہ یہ کپڑے پاک ہیں اور ان کا پہننا جائز ہے ولو شک فی نجاسة ماء او ثوب الخ لم يعتبر (درمختار) من شك في اناء وثوبه اصابته نجاسة او لا فهوطاهر مالم يستيقن الخ وكذا ما يتحذه اهل الشرك اوا لجهلة من المسلمين كالسمن والخبزو الا طعمة والثياب (ردالمحتار كتاب الطهارة قبيل ابحاث الغسل ج ا ص ۱۴۰) پھر فقہاء کا مسلم قاعدہ ہے اليقين لا يزول بالشك (الا شباه والنظائر ص ۷۵ ط.س. ج ا ص ۱۵۱) ظفير.

(۲) وعفى الشارع عن قدر درهم وان كره تحريما فيجب غسله وما دونه تنزيها فيسن وفوقه مبطل فيفرض (درمختار) قوله وان كره تحريما اشارالى العفو عنه بالنسبة الى صحة الصلاة به فلا ينافى الا ثم الخ لكن قال بعده والا قرب ان غسل الدرهم وما دونه مستحب مع العلم به والقدرة على غسله فتركه حينئذ خلاف الاولىٰ نعم الدرهم غسله اكدالخ ففى المحيط يكره ان يصلى ومعه قدر درهم او دونه من النجاسةعالما به الخ (ردالمحتار. باب الا نجاس ج ا ص ۲۹۱ وج ا ص ۲۹۲ .ط.س. ج ا ص ۳۱۶) ظفير.

(۳) كل ما يخرج من بدن الا نسان مما بوجب خروجه الوضوء اوالغسل فهو مغلظ كا لغائط والبول والمنى والمذى والودى والقيح والصديد (عالمگيرى كشورى باب سامع فصل ثانى ج ا ص ۴۴).

(۴) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا نجاس ج ا ص ۲۹۱ .ط.س. ج ا ص ۳۱۶. ۱۲ ظفير.

(۵) ثم الشرط لغة العلامة للازمة وشرعا يتوقف عليه الشئى ولا يد خل فيه هى ستة طهارة بد نه الخ وثو به الخ ومكانه الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار. باب شروط الصلوٰة ج ا ص ۳۷۳ .ط.س. ج ا ص ۴۰۲) ظفير.

چماروں کی تیار کردہ چٹائی پر نماز جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۰۵) فی زمانہ جو صف، بوریا و چٹائی وغیرہ یہاں کے چماران تیار کرتے ہیں بلا پاک کئے ان پر نماز جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) وہ بوریا اور صف پاک ہیں۔ نماز ان پر درست ہے کچھ وہم نہ کرنا چاہئے لان الیقین لا یزول بالشک فقط (ولو شک فی نجاسة ماء او ثوب الخ لم یعتبر (درمختار) من شک فی انا ئه وثوبه او بدنه اصابته نجاسة اولا فهو طاهر الخ وکذا ما یتخذه اهل الشرک او الجهلة من المسلمین کالسمن والخبز والا طعمة والثیاب ردالمحتار کتاب الطهارة قبیل ابحاث الغسل ج ۱ ص ظفیر)

نماز کوٹ پتلون میں ہوتی ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۰۶)...... کیا کوٹ پتلون سے نماز ہو جاتی ہے۔

(جواب) اگر یہ کپڑے پاک ہوں تو نماز ہو جاتی ہے۔ (۱) اور پہننا ان کپڑوں کا ممنوع ہے بوجہ تشبہ کے۔ فقط

حشرات الارض کا تیل لگا کر نماز جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۰۷) مندرجہ ذیل جانوروں کا تیل نجس ہے یا نہیں۔ اگر نجس ہے تو مغلظہ یا خفیفہ۔ اگر کوئی شخص ان روغنوں کو بغرض علاج جسم کے کسی حصہ پر مالش کرے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں اور نماز کو مانع ہے یا نہیں۔ بغیر دھوئے جسم کے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہ۔ روغن جونک جہلی۔ روغن موچہ صحرائی۔ روغن خراطین برساتی روغن بیر بہوٹی۔

(جواب) ان جانوروں حشرات الارض کا تیل نجس مغلظہ ہے استعمال اس کا درست نہیں ہے۔ (۲) البتہ بضرورت تداوی اگر طبیب حاذق مسلمان تجویز کرے اور کوئی دوا پاک وحلال اس کا قائم مقام نہ ہو سکے تو اس کا استعمال درست ہے۔ (۳) اور جب کہ وہ نجاست غلیظہ ہے تو ایک درہم کی مقدار تک معاف ہے نماز ہو جاتی ہے اگرچہ بہتر دھونا ہے اور مقدار درہم سے زیادہ ہو تو دھونا اور پاک کرنا ضروری ہے ورنہ نماز نہ ہوگی۔ درمختار میں ہے وعفا الشارع عن قدر درهم الخ. (۴) فقط۔

نماز غسل خانہ میں جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۰۸) درحمام نماز جائز است یا نہ۔

---

(۱) طهارة بدنه الخ وثوبه (درمختار) ارادما لا بس البدن فدخل القلنسوة والخف (ردالمحتار. باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۳۷۳. ط.س. ج ۱ ص ۴۰۲) ظفیر.

(۲) ولا یحل ذوناب الخ ولا الحشرات هی صغار دواب الارض (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الذبائح ج ۵ ص ۳۶۵. ط.س. ج ۱ ص ۳۰۴). (۳) وقیل یرخص اذا علم فیه الشفاء ولم یعلم دواء اخر کما رخص الخمر للعطشان وعلیه الفتویٰ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب المیاه مطلب فی التداوی باب المحرم ج ۱ ص ۱۹۴) ظفیر.

(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الانجاس ج ۱ ص ۲۹۱. ط.س. ج ۱ ص ۳۱۶. ۱۲ بدن کا پاک رہنا نمازی کے لئے شرط ہے وطهارة بدنه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۳۷۳. ط.س. ج ۱ ص ۴۰۲) ظفیر.

(جواب) نماز درحمام مکروہ است بدو وجہ۔(۱) یکے آنکہ حمام جائے غسالہ است ودیگر آنکہ آں خانہ شیاطین است۔ قال العلامہ نجم الدین الطر سوسی فی منظومة الفوائد فقال نهى الرسول احمد خير البشر +عن الصلوٰة فی بقاع تعتبر معا طن الجمال ثم مقبره+مزبلة طريق ثم مجزره + وفوق بيت الله والحمام والحمد لله علی الطعام.(۲)فقط۔

غیر مفتی بہ قول پر بغیر غسل نماز کا حکم:۔

(سوال ۲۰۹) عرصہ سے ایک مسئلہ درپیش ہے اور کسی طرح حل نہیں ہوسکا۔ میں امید کرتا ہوں کہ جناب ضرور بالضرور حل کرلیں گے میں تھوڑی سی عبارت فتاویٰ عالمگیری جلد اول ص ۱۸ کی نقل کرتا ہوں جس سے صورت مسؤلہ بخوبی روشن ہوجائے گی۔ عبارت فتاویٰ عالمگیری مندرجہ ذیل ہے۔ ایک شخص کو احتلام ہوا یا کسی عورت کی طرف دیکھا اور منی اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہوئی۔ پھر اپنے ذکر کو دبالیا یہاں تک کہ شہوت اس کی ساکن ہوگئی۔ پھر منی بہی تو اس پر امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک غسل واجب ہوگا۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی نزدیک واجب نہ ہوگا (یہ خلاصہ میں ہے) اب صورت حال یہ ہے کہ ایک شخص کو احتلام ہوا اور منی اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہوئی پس اس نے اپنے ذکر کو دبالیا۔ یہاں تک کہ شہوت ساکن ہوگئی اور پھر منی بہی۔ شخص مذکور کو چونکہ پہلے سے یہ علم تھا کہ ایسی صورت میں غسل واجب نہیں ہوتا اس لئے اس نے غسل نہیں کیا اور بغیر غسل کے نماز پڑھتا رہا اور چند مرتبہ ایسا واقعہ پیش آیا اور کبھی غسل نہیں کیا۔ اور یہ اس نے محض اپنی غلط فہمی کی وجہ سے ایسا کیا اور جب اس کو معلوم ہوا کہ اس نے سخت غلطی کی تو وہ بہت نادم ہے۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ آیا شخص مذکور نے جس قدر نمازیں اس صورت میں پڑھی ہیں وہ ادا ہوگئیں یا نہیں اور اگر نہیں ہوئیں تو اب ان کی ادائیگی کی کیا صورت ہوسکتی ہے اور شخص موصوف اس فعل کے کرنے سے گنہگار ہوا یا نہیں اور اگر گنہگار ہوا تو کس درجہ کا۔

(جواب) چونکہ اس مسئلہ میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا اختلاف ہے۔ اور بہت سے مشائخ حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسی قول کو مفتی بہ لکھا ہے۔ (اگرچہ محققین کی رائے یہ نہیں) تاہم جو فعل شخص مذکور نے قول مختار سے ناواقف ہونے کی وجہ سے کیا اور اس پر وہ اب نادم بھی ہے اور نفس مسئلہ میں کچھ گنجائش بھی ہے اس لئے حق تعالیٰ شانہ، کی رحمت سے امید مسامحت کی ہے۔ باقی جو نمازیں اس نے اس حالت میں پڑھی ہیں ان کے متعلق اختلاف ائمہ اور اختلاف مشائخ مرجحین پر نظر کر کے۔ امام قاضی خاں رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہے یوخذ بقول ابی یوسف فی صلوٰت ما ضية فلا تعاد وفی مستقبلة لا يصلی مالم يغتسل ۱ ھ ردالمحتار (۳) ص ۱۱۹ جلد اول۔ لیکن پھر بھی احتیاط یہی ہے کہ ان نمازوں کی قضا کرے کیونکہ محققین کے نزدیک قول مختار امام ابوحنیفہ اور امام محمد رضی اللہ عنہما کا ہے۔ (۴) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب۔فقط

---

(۱) وكذا تكره فی اما كن كفوق كعبة وفی طريق الخ ومغتسل وحمام (الدر المختار علی هامش ردالمحتار كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۵۲ وج ۱ ص ۳۵۳ ط.س. ج ۱ ص ۳۷۹ ظفير. (۲) علی هامش ردالمحتار كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۵۴. ۱۲ ظفير. (۳) ردالمحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۹ ط.س. ج ۱ ص ۱۶۱. ۱۲ ظفير.

(۴) وفرض الغسل عند خروج منی من العضو والا فلا يفرض اتفاقا الخ منفصل عن مقره الخ بشهوة الخ ولا نه ليس بشرط عندهما خلافا للثانی وبقوله يفتی الخ (درمختار) لكن اكثر الكتب علی خلافه حتی البحر والنهر ولا سيما قد ذكروا ان قوله قياس وقولهما استحسان وانه الا حوط فينبغی الا فتاء بقوله فی مواضع الضرورة فقط (ردالمحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۷ وج ۱ ص ۱۴۹ ط.س. ج ۱ ص ۱۵۹)

دھبے کے دیکھتے ہوئے نماز پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۲۱۰) اگر پاجامہ پر دھبہ معلوم ہو اور خواب یاد نہیں اور میری دوکان تمباکو کی ہے شاید تمباکو کا دھبہ لگ گیا ہو۔ غرض کہ اس دھبہ سے برابر ایک ہفتہ تک نماز پڑھتا رہا، وقت بدلنے کپڑے کے قبل از جمعہ مجھ کو معلوم ہوا، بعدہٗ نہا کر کپڑے بدل لئے تو اس ہفتہ کی نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اگر یہ یقین ہو کہ یہ دھبہ منی کا ہے تو اس سے پہلی جو آخر مرتبہ سویا ہو اس کے بعد کی نمازوں کا لوٹانا ہوگا۔ مثلاً رات کو سویا تھا اور دن کو قبل از ظہر دھبہ دیکھا تو صبح کی نماز کا اعادہ کرے اور اگر بعد ظہر کے دیکھا تو ظہر کا بھی اعادہ کرے اور اگر منی ہونا اس کا یقینی نہیں ہے بلکہ یہ بھی شبہ ہے کہ شاید اور کسی چیز کا دھبہ ہو تو پھر کسی ایک نماز کا بھی اعادہ لازم نہیں ہے۔(۱)

ناپاک کپڑوں میں نماز نہیں ہوگی:۔

(سوال ۲۱۱) ہندہ کی گود میں شیر خوار بچہ ہے جس کی وجہ سے اس کا کپڑا ہر وقت ناپاک رہتا ہے، تو ایسی حالت میں ہندہ ناپاک کپڑے سے نماز پڑھ سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) پاک کپڑا بدل کر یا ناپاک کو دھو کر نماز پڑھنی چاہئے ناپاک کپڑے سے نماز نہ ہوگی۔(۲) فقط۔

جیل خانہ کی بنی ہوئی جائے نماز کا استعمال درست ہے:۔

(سوال ۲۱۲) جیل خانہ سے خرید کردہ جائے نماز پر نماز ہو سکتی ہے یا نہیں جس کو قیدی بنتے ہیں۔

(جواب) جائز ہے۔(۳) فقط۔

کورے کپڑے میں نماز درست ہے:۔

(سوال ۲۱۳) کورے کپڑے سے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) کورے کپڑے سے بدون دھوئے نماز درست ہے۔(۴)

(اس لئے کہ یہ پاک ہے اس سلسلہ میں شک کا کوئی اعتبار نہیں۔ درمختار میں ہے۔ **ولو شک فی نجاسة**

---

(۱) فرض الغسل الخ عند روية مستيقظ الخ منيا او مذيا وان لم يتذكر الاحتلام الا اذا علم انه مذی او شک انه مذی او ودی او کان ذکره منتشر اقبيل النوم فلا غسل عليه الخ او تيقن انه منی او تذکر حلما فعليه الغسل (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ابحاث الغسل ج۱ ص ۱۵۲ .ط.س. ج۱ ص۱۵۰ ...... ۱۶۳) ظفير. (۲) ثم الشرط الخ شرعا ما يتوقف عليه الشئی ولا يدخل فيه هی ستة طهارة بدنه ای جسده الخ وثوبه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب شروط الصلوٰة ج۱ ص ۳۷۳ .ط.س. ج۱ ص ۴۰۲) ظفير. (۳) اس لئے کہ پاک ہے۔ اليقين لا يزول بالشک (الاشباه والنظائر ص ۷۵) غیر مسلم یا جاہل مسلمان کا بنا ہوا کپڑا اور دوسری چیز پاک ہے۔ پھر یہ اصول میں ہے کہ کسی چیز کے ناپاک ہونے میں شک ہو تو اس کا اعتبار نہیں ہے ولو شک فی نجاسة ماء او ثوب الخ لم يعتبر وتمامه فی الاشباه (درمختار) فی التتار خانية من شک فی انائه او ثوبه او بدنه اصابته نجاسة او لا فهو طاهر الخ. وکذا ما يتخذه اهل الشرک او الجهلة من المسلمين کالسمن والخبز والا طعمة والثياب اه ملخصاً (ردالمحتار قبيل ابحاث الغسل ج۱ ص ۱۴۰ .ط.س. ج۱ ص ۱۵۱) ظفير.
(۴) اليقين لا يزول بالشک (الاشباه والنظائر ص ۷۵) ظفير.

ماء او ثوب الخ . لم یعتبر . شامی ج ا ص ۱۴۰ ظفیر)

ناپاک اونی کپڑا بغیر دھوئے پاک نہیں ہوتا اور نہ ایسے کپڑے سے نماز جائز ہے:۔

(سوال ۲) اونی کپڑے پر اگر گوبر وغیرہ لگ جائے اور خشک ہو کر خود بخود جھڑ جائے یا پیشاب وغیرہ سے تر ہو کر خشک ہو جائے تو اس کپڑے پر بلا پاک کئے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) وہ کپڑا بدون دھونے کے پاک نہ ہوگا اس کو تین بار دھونا چاہئے۔(۱) فقط (اور جب تک وہ پاک نہ ہو اس پر نماز جائز نہیں ہے۔ظفیر)

ننگے پاؤں چلنے والا بغیر پاؤں دھوئے نماز پڑھ سکتا ہے:۔

(سوال ۲۱۵) اگر وضوء کر کے کوئی شخص میل دو میل تک ننگے پیر چلے اور پھر پانی پیر دھونے کے لئے نہ ملے تو پیروں کو جھاڑ کر نماز پڑھنے سے نماز ہو جاوے گی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں پیروں کو جھاڑ کر اور صاف کر کے نماز پڑھے تو نماز ہو جاوے گی۔(۲)

بغیر استنجا نماز پڑھ لی تو ہوئی یا نہیں:۔

(سوال ۲۱۶) ایک شخص نے پاخانہ یا پیشاب کرنے کے بعد استنجاء نہیں کیا وضوء کر کے نماز پڑھ لی بعد میں یاد آیا اس کی نماز ہوئی یا نہیں، یا وضو کے بعد یاد آیا تو اس کو وضو کرنا چاہئے یا نہیں۔

(جواب) اگر ڈھیلے سے استنجا کر لیا تھا اور نجاست مخرج سے بقدر درہم متجاوز نہ تھی تو بدون پانی سے استنجا کرنے کے اس کی نماز ہوگی۔(۳) فقط۔

پاک چارپائی پر نماز جائز ہے:۔

(سوال ۲۱۷) تندرست آدمی کو چارپائی پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔ زید کہتا ہے جیسے

---

(۱) وازالتها ان كانت مرئية بازالة عينها واثرها ان كانت شيئا يزول اثره الخ وان كانت غير مرئية يغسلها ثلث مراة ويشترط العصر فى كل مرةفيما ينعصر الخ (عالمگیری کشوری، كتاب الطهارت باب سابع فصل اول فى تطهير الانجاس ج ۱ ص ۴۰ ط.ماجديه ج ۱ ص ۴۱)ظفير. (۲)وطين شارع الخ عفو (درمختار) وفى الفيض طين الشوارع عفو وان ملأ الثوب للضرورة ولو مختلطا بالعذرات وتجوز الصلوٰة معه (ردالمحتارباب الا نجاس ج ۱ ص ۲۹۹ .ط.س.ج ۱ ص ۳۲۴) اور صورت مسئولہ میں تو نجاست کا سوال ہی نہیں ہے محض شک و وہم ہے اور فقہاء کا اصول ہے اليقين لا يزول بالشك (الا شباه ص ۷۵)ظفير. (۳)وعفى الشارع عن قدر درهم وان كره تحريما فيجب غسله وما دونه تنزيها فيسن وفوقه مبطل فيفرض (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۲۹۱ .ط.س.ج ۱ ص ۳۱۶)ذكر فى الذخيرة اذا كانت النجاسة فى موضع الا ستنجاء اكثر من قدر الدرهم فاستجمر اى استنجى بثلثة احجار وانقاه اى موضع الا ستنجاء ولم يغسله بالماء قال الفقيه ابو الليث فى فتاويه يجزيه يعنى من غير كرا هة وكان الغسل افضل قال صاحب الذخيرة وبه اى بما قال ابو الليث ناخذو فى هذا اشارة الى ان البعض يخالف فى ذالك ولا اعلم فيه مخالف الخ وهذا اذا كانت تلك النجاسة ما خرج من الحدث المعتاد ولم تصبه من الخارج (غنية المستملي ص ۱۸۹)ظفير.

تخت پر نماز پڑھنا جائز ہے چار پائی پر بھی جائز ہے۔ بکر کہتا ہے کہ آج تک نہ کسی کتاب میں دیکھا اور نہ علماء کے اقوال سے ثابت ہے اور نہ بجز معذور کے کسی کو چار پائی پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) چار پائی پر نماز صحیح ہے اور چار پائی مثل تخت کے ہے۔ کیونکہ جب گھٹنے اول چار پائی پر رکھے جائیں گے تو آگے سے سجدہ کی جگہ کھنچ کر سخت ہو جاوے گی اور مثل تخت کے ہو جاوے گی پھر سجدہ میں کچھ حرج نہ ہوگا۔ اور عادت چار پائی پر نماز پڑھنے کی اس وجہ سے بھی نہیں ہے کہ چار پائیوں کا اعتبار نہیں ہوتا اکثر ناپاک ہوتی ہیں لیکن جب کہ چار پائی پاک ہو تو پھر کچھ حرج نہیں ہے۔ (۱) فقط۔

رنڈی کے بالاخانہ کے نیچے کے مکان میں نماز درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۱۸) ایک مکان سرکار جیند کا ہے اس نے کسی وجہ سے ایک رنڈی کو دے دیا۔ جب چاہے ضبط کر لیتا ہے اس کے نیچے دو کانیں ہیں ان کو کرایہ پر لے رکھا ہے اس میں نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اس مکان مذکور میں نماز پڑھنا صحیح ہے نماز ہو جاتی ہے۔ (۲) لیکن اولیٰ یہ ہے کہ مسجد میں نماز پڑھیں۔ (۳) فقط۔

ناپاک کپڑوں میں نماز کا حکم:۔

(سوال ۲۱۹) اگر امام کے کپڑوں پر شیر خوار نے خوب پیشاب کیا ہو اور ان سے بھول کر نماز پڑھ لی ہو تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(جواب) اس صورت میں نماز لوٹانی چاہئے۔ (۴) فقط۔

جماع کے بعد کپڑے نہیں بدلے اور نماز پڑھی تو ہوئی یا نہیں:۔

(سوال ۱/۲۲۰) اگر کسی نے جماع کے بعد غسل کر کے کپڑے بالکل بدل دیئے یا صرف لنگی ہی بدلی اور کوئی کپڑا نہ بدلا تو نماز درست ہے یا نہ۔

ملازمین ہسپتال نماز کس طرح پڑھیں:۔

(سوال ۲/۲۲۱) ایک آدمی ہسپتال کا ملازم ہے اور ہر وقت ناپاک دوائیں اور آدمیوں کو چھوتا ہے اور کپڑوں پر چھینٹیں

---

(۱) لو سجد علی الحشیش اوالتبن الخ ان استقر جهته وانفه ویجد حجمه یجوز (عالمگیری کشوری ج۱ ص ۶۹ .ط.ماجدیه ج۱ ص ۷۰) اما شرائط ارکان الصلوٰة فمنها الطهارة بنو عیها من الحقیقیة والحکمیة والطهارة الحقیقیة هی طهارة الثوب والبدن ومکان الصلوٰة عن النجاسة الحقیقة (بدائع الصنائع شرائط الا رکان ج۱ ص ۱۱۴) ظفیر.

(۲) اس مکان میں کوئی شرعی قباحت نہیں والله اعلم ۱۲ ظفیر. (۳) فرض نماز مسجد میں جماعت سے ادا کرنا سنت مؤکدہ ہے والجماعة سنة مو کدة للرجال الخ ولو فاتته ندب طلبها فی مسجد اخر الا المسجد الحرام (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج۱ ص ۵۱۷ .ط.س. ج۱ ص ۵۵۲) ظفیر. (۴) هی (ای شروط الصلوٰة) ستة طهارة بدنه (الی قوله) وثوبه (درمختار. ط.س. ج۱ ص ۴۰۲) النجاستان کانت غلیظة وهی اکثر من قدر الدرهم فغسلها فریضة والصلوٰة فیها باطلة وان کانت مقدار درهم فغسلها واجب الخ (عالمگیری کشوری ج۱ ص ۵۲ .ط.ماجدیه ج۱ ص ۵۸) واذا ظهر حدث امامه وکذا کل مفسد فی رای مقتد بطلت فیلزم اعادتها الخ کما یلزم الا مام اخبار القوم اذا امهم وهو محدث او جنب او فاقد شرط او رکن (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا مامة ج۱ ص ۵۵۳ .ط.س. ج۱ ص ۵۹۱) ظفیر.

بھی ہر وقت پڑتی رہتی ہیں اور وہ خشک ہو جاتی ہیں۔ اور بعض دوائیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کا چھونا مذہباً حرام ہے، تو نماز کیسے ادا کرے۔ غسل کرکے کپڑے بالکل بدلنا ہوگا یا اسی صورت میں ادا کرے۔

(جواب)(۱) جب کپڑا ناپاک بدل دیا اور غسل کرلیا تو نماز صحیح ہے۔(۱)

(۲) ناپاک کپڑے بدل کر دوسرا پاک کپڑا پہن کر نماز پڑھنی چاہئے۔(۲) فقط۔

ناپاک کپڑوں میں نماز نہیں ہوتی:۔

(سوال ۲۲۲) شخصے بعد از چہل سال گاہ بگاہ در مرض تقطیر البول مبتلا شد پس او برائے دفع وہم بول یک پارچہ خورد زیریں استعمال می کنند وآن پارچۂ زیریں گاہے از بول آلودہ می شود پس ازاں پارچہ زیریں زیر تہبند دیگر داشتہ نماز جائز است یا نہ۔

(جواب) اگر معلوم ومتعین است کہ پارچہ زیریں از قطرات بول زیادہ از قدر درہم شدہ است نماز دراں صحیح نخواہد بود وگرنہ جائز ست۔ فقط۔(۳)

فصل ثانی۔ستر عورت

کیا قدم کھول کر عورت کی نماز نہیں ہوتی:۔

(سوال ۲۲۳) کتاب صلوٰۃ الرحمٰن میں لکھا ہے کہ نماز کے اندر اگر عورت کے قدم کی چوتھائی کھل جائے تو نماز نہ ہوگی تو عورتوں کو موزے پہن کر نماز پڑھنا چاہئے۔

(جواب) درمختار میں لکھا کہ معتمد یہ ہے کہ قدمین عورت کے عورت نہیں اس کے کھلنے سے نماز میں خلل نہیں آتا اور یہ جو صلوٰۃ الرحمٰن میں لکھا ہے یہ بھی ایک قول ہے اور مراد اس سے باطن قدم ہے۔(۴) نہ ظہر قدم کذافی الشامی ج ۱ ص ۴۲۱۔

---

(۱) جماع کے وقت جن کپڑوں پر ناپاکی لگی ہے وہی ناپاک ہوتے ہیں۔ جسم کے تمام کپڑے ناپاک نہیں ہوتے۔ لہذا انہی کپڑوں کو بدلنا ضروری ہے جس پر ناپاکی لگی ہوئی ہو۔ البتہ جماع کے بعد حکماً جسم تمام ناپاک ہوجاتا ہے اور غسل فرض ہے وفرض الغسل الخ عند ایلاج حشفتھی مافوق الختان ادعی الخ فی احد سبیلی آدمی حی یجامع مثله الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۹ .ط.س. ج ۱ ص ۱۵۹)الشرط الخ شرعا ما یتوقف علیه الشئی ولا ید خل فیه هی ستة طهارة بد نه ای جسده الخ من حدث بنو عیه الخ وخبث مانع کذا لک وثوبه الخ (الد ر المختار علی هامش ردالمحتار با ب شروط الصلوة ج ۱ ص ۳۷۳ .ط.س. ج ۱ ص ۴۰۲)ظفیر.

(۲) ایضاً .ط.س. ج ۱ ص ۴۰۲ .۱۲ ظفیر.

(۳) وعفی الشارع عن قدر درهم وان کره تحریما فیجب غسله وما دونه تنزیها فلیسن وفوق مبطل (درمختار) ففی المحیط یکره ان یصلی ومعه قدردرهم اودونه من النجاسة عالما به لا ختلاف الناس فیه(رد المحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۲۹۱ .ط.س. ج ۱ ص ۳۱۶)ظفیر.

(۴) وللحرة ولو خنثی جمیع بد نها الخ خلا الو جه والکفین الخ والقدمین علی المعتمد (درمختار) ای من اقوال ثلاثة مصححة ثانیها عورة مطلقا، ثالثها عورة خارج الصلوة لا فیها ، اقول ولم یتعرض لظهر القدم وفی القهستانی عن الخلاصة اختلفت الروایات فی بطن القدم ا ه وظاهره انه لا خلاف فی ظاهره. ثم رأیت فی مقدمة المحقق ابن الهمام المسماة بزاد الفقیر قال بعد تصحیح ان انکشاف ربع القدم مانع ولو انکشف ظهر قدمها لم تفسد الخ ثم نقل عن الخلاصة ان الخلاف انما هو فی باطن القدم واما ظاهره فلیس بعورة بلا خلاف الخ (ردالمحتار. باب شروط الصلوة مطلب ستر العورة ج ۱ ص ۳۷۶ وج ۱ ص ۳۷۷ .ط.س. ج ۱ ص ۴۰۵)ظفیر.

کیا عورت پاؤں ڈھانکنے کے لئے موزے پہنے:۔

(سوال ۲۲۴) عورت کو سارا بدن ڈھانکنا فرض ہے سوا منہ اور دونوں ہتھیلی کے اور دونوں پاؤں کو تو نماز میں ظہر ید وبطن رجل بھی ڈھانکنا چاہئے اس کے لئے موزے و دستانے پہننے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

(جواب) دونوں پاؤں کے اور دونوں ہاتھوں کی ظہر و بطن نماز میں ڈھانکنا ضروری نہیں ہے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن۔

دھوتی باندھ کر نماز درست ہے:۔

(سوال ۲۲۵) دھوتی مثل اہل ہنود کے باندھ کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہ۔

(جواب) اگر کشف عورت نہ ہو تو نماز ہو جاتی ہے۔ مگر یہ طریق اچھا نہیں ہے۔ فقط (۲)

عورتوں کی نماز ساڑی میں جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۲۶) عورتوں کی نماز ساڑی یعنی لہنگا پہن کر درست ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر وہاں کا رواج عورتوں کے لباس کا یہی ہے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے نماز ہو جاتی ہے البتہ یہ ضروری ہے کہ ستر پورا ہونا چاہئے۔ (۳) فقط۔

جانگیا پر لنگی باندھ کر نماز پڑھے تو درست ہے:۔

(سوال ۲۲۷) اگر کوئی شخص رومالی یا جانگیا باندھکر اس کے اوپر دھوتی یا پاجامہ وغیرہ پہن کر نماز پڑھے تو نماز ہوگی یا نہیں۔ اور اگر رومالی و جانگیا باندھ کر اس کے اوپر گھٹنا یعنی نصف پاجامہ پہن لے اور اس کے اوپر تہبند باندھ کر نماز پڑھے تو نماز جائز ہوگی یا نہ۔

(جواب) ان صورتوں میں جب کہ ستر عورت ہو جاوے نماز صحیح ہے۔ (۴) فقط۔

کپڑے میں ستر پایا جانا ضروری ہے:۔

(سوال ۲۲۸) کپڑے کی غلظت میں شرط کیا ہے اگر صورت بدن دیکھا جاوے اور لون بشرہ نہ دیکھا جاوے تو نماز

---

(۱) وھی ای العورۃ للرجل ما تحت سرته الی ما تحت رکبۃ الخ وللحرۃ ولو خنثی جمیع بدنھا الخ خلا الوجه والکفین الخ والقدمین علی المعتمد (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. ط.س. ج ۱ ص ۴۰۴)

(۲) والرابع ستر عورته الخ وھی للرجل ما تحت سرته الی ما تحت رکبته الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب شروط الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۷۴ و ج ۱ ص ۳۷۵. ط.س. ج ۱ ص ۴۰۴) ظفیر.

(۳) والرابع ستر عورته ووجوبه عام ولو فی الخلوۃ علی الصحیح الا لغرض صحیح (درمختار) ووجوبه عام ای فی الصلوٰۃ وخارجھا الخ. (ردالمحتار. باب شروط الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۷۴. ط.س. ج ۱ ص ۴۰۴) ظفیر.

(۴) والرابع ستر عورته الخ وھی للرجل ما تحت سرته الی ما تحت رکبته (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب شروط الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۷۴. ط.س. ج ۱ ص ۴۰۴) ظفیر.

درست ہے یا نہیں اگر رنگت کی وجہ سے نہ دیکھا جاوے یا پاجامہ بنانے کی وجہ سے نہ دیکھا جاوے تو کیا حکم ہے۔

(جواب) جب کہ رنگ بشرہ کا معلوم نہ ہو تو ستر ثابت ہے۔ اور نماز صحیح ہے۔(۱) فقط۔

فصل ثالث۔ استقبال قبلہ

بحث سمت قبلہ:۔

(سوال ۱/۲۲۹) خورجہ سے کعبہ کی عین سمت کیا ہے۔ آیا علم ہیئت اور علم ہندسہ شریعت میں قابل لحاظ ہے۔

(سوال ۲/۲۳۰) کیا قطب کو بجانب یمین دیکھتے ہوئے قبلہ خورجہ سے عین مغرب کے سامنے ہے۔

(سوال ۳/۲۳۱) کیا ذریعہ قطب مندرجہ بالا ایک عام اور کل اصول ہندوستان کے لئے ہے۔

(سوال ۴/۲۳۲) خورجہ میں اگر اکثر مساجد مندرجہ بالا طریقہ پر یا کسی اور غلط طریقہ پر تعمیر ہوئی ہیں تو کیا دیگر جدید مساجد اس غلط طریقہ پر آئندہ بھی بنائی جائیں۔ اطلاعاً عرض خدمت ہے کہ چند مساجد مندرجہ ذیل طریقہ پر یعنی علم ہیئت اور علم ہندسہ کے مطابق بنی ہوئی ہیں۔ خورجہ علم ہیئت کے مطابق ۲۸ درجہ شمال عرض البلد پر واقعہ ہے۔ اور مکہ معظمہ ۲۱ درجہ ۴۰ لمحہ عرض البلد پر واقع ہے لہٰذا اس طریقہ پر تقریباً ۷ درجہ کا فرق ہے اور بریں اصول ۷ درجہ بجانب مغرب و جنوب نماز پڑھنی چاہئے جیسا کہ چند علماء کرام نے اس پر فتویٰ دیا ہے۔

(سوال ۵/۲۳۳) ہمیں عین قبلہ معلوم کرنا ضروری ہے یا محض جہت قبلہ کافی ہے۔

(جواب)(۱) سمت قبلہ اور جہت قبلہ میں شرعاً بہت وسعت ہے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ عین کعبہ کی طرف استقبال ہو بلکہ جہت قبلہ کافی ہے اور اس میں بھی تھوڑے سے انحراف سے یعنی کسی قدر دائیں بائیں ہو جانے سے استقبال کعبہ میں خلل نہیں آتا جیسا کہ درمختار میں ہے و لغیرہ ای غیر معاینھا اصابة جھتھا بان یبقی شئی من سطح الو جه مسامتاً الکعبة او لھوائھا(۲) الخ اور شامی میں قہستانی سے منقول ہے و لا باس بالا نحراف انحرافاً لا تزول به المقابلة بالکلیة بان یبقی شئی من سطح الوجه مسامتا للکعبة (الی ان قال) وسیاتی فی المتن فی مفسدات الصلوٰة انها تفسد بتحویل صدرہ عن القبلة بغیر عذر فعلم ان الا نحراف الیسیر لا یضر وهو الذی یبقی معه الوجه او شئی من جوانبه مسامتاً لعین الکعبة اولھوائھا بان یخرج الخط من الوجه او من بعض جوانبه ویمر علی الکعبة اٴھوائھا مستقیما ولا یلزم ان یکون الخط الخارج علی استقامة خارجاً من جبهة المصلی بل منها او من جوانبها الخ.(۳)

الحاصل جب کہ بعض محقق ہوا کہ انحراف یسیر سے استقبال کعبہ میں فرق نہیں آتا تو اس سے واضح ہے کہ قطب شمال کو جانب شمال رکھ کر نماز پڑھنے میں استقبال کعبہ حاصل ہو جاتا ہے اور مساجد جو اس طریق سے بنی ہوئی ہیں وہ صحیح

---

(۱) وعادم ساتر لا یصف ماتحته (درمختار) بان لا یری منه لون البشرة احتراز اعن الرقیق ونحو الزجاج (رد المحتار. باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۳۸۰. ط.س. ج ۱ ص ۴۰۹) ظفیر.

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب، شروط الصلوٰة استقبال قبله ج ۱ ص ۳۹۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۲۸. ۱۲ ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب شروط الصلوٰة مبحث فی استقبال القبلة ج ۱ ص ۳۹۹. ط.س. ج ۱ ص ۴۲۹. ۱۲ ظفیر.

رخ پر ہیں اس میں زیادہ کنج وکاؤ کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ آلات سمت قبلہ کی دریافت کرنے کے لئے مہیا ومیسر نہیں ہیں۔ اور پھر وہ بھی ظنی ہیں اور عام لوگوں کو اس کی تکلیف دینا دشوار ہے اور مساجد قدیمہ خود اس بارہ میں حجۃ صحیحہ ہیں اور تغیر کرنا ان میں تھوڑے سے انحراف مظنون کی وجہ سے مناسب نہیں ہے اور قطب شمال کو جہت سمجھنا اس بارہ میں اکابر علماء کا دلیل واضح اس کے صحت کی ہے۔ فقط۔

ریل میں نماز کے اندر استقبال قبلہ کی بحث:۔

(سوال ۲۳۴) شخصے راکب ریل است لیکن از باعث تحویل الواح ریل عن القبلۃ اگر مستقبل قبلہ بودہ نماز میخواند پس ارکان صلوٰۃ مثل قیام وقعود رکوع وسجود بروئے متعسر ومتعذر می شوند واگر بقیام ورکوع وسجود نماز می گزارد تا استقبال قبلہ از وے فوت می شود پس دریں صورت کدام فرض را ترک نمودہ بکدام طریق تعمیل درزد یعنی محول عن القبلہ بودہ بدیگر طرف مستقبل شدہ برکوع وسجود ادا نماید یا مستقبل قبلہ گردید بایماء نماز بخواند۔

(جواب) اگر کسے درریل نماز فرض خواند پس استقبال قبلہ وقیام ورکوع وسجود وغیرہ جملہ ارکان صلوٰۃ ادا کردن ضروری است ومحض از سواری ریل استقبال ساقط نمی شود چرا کہ باوجود تحویل الواح بہ قدرے وقت وتکلف استقبال ممکن است اگر بلا مجبوری ترک استقبال کرد نماز جائز وادا نمی شود واگر مستقبل قبلہ بودہ نماز شروع کرد ودرحالت صلوٰۃ سمت قبلہ مبدل گردد پس مصلی راضروری است کہ آں ہم متوجہ قبلہ بودہ نماز تمام کند کہ جملہ ارکان صلوٰۃ ادا شوند ومصلی ریل را در نماز فرض قعود قطعاً جائز نیست ودر صلوٰۃ نفل جائز است البتہ اگر فی الحقیقت ہجوم ایں قدر باشد کہ حرکت رکوع وسجود ممکن نیست ونیز بر صلوٰۃ از خارج ریل قادر نیست بلا استقبال وبلا قیام[عہ] ادا کند وایں صورت نادر است۔ (۱) فقط۔

---

(۱) والمربوطة بلجة البحران کان الريح يحر کها شديدا فکالسائرة والا فکانوفقه ويلزم استقبال القبلة عند الا فتتاح وکلما دارت (درمختار) ای فی قولهم جميعا وان عجز عنه يمسک عن الصلوٰة لعله يمسک مالم يخف خروج الوقت لماتقرر من ان قبلة العاجز جهة قدرته وهذا کذالک والا فما الفرق (ردالمحتار. باب صلاة المريض ج ۱ ص ۷۱۴) ظفير.

عہ. من تعذر عليه القيام ای کله لمرض حقيقی الخ اوحکمی بان خاف زيادته او بطئی برئه بقيامه او دوران راسه او وجد بقيام راسه الماشديد الخ صلی قاعدا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المريض ج ۱ ص ۷۰۸ وج ۱ ص ۷۰۹. ط.س. ج ۱ ص ۹۵) ظفير.

فصل رابع۔ نیت

کیا زبان سے نیت شرط ہے:۔

(سوال ۲۳۵) زبان سے نیت کرنا نماز کی صحت کے لئے ضروری ہے یا صرف دل میں نیت کر لینا کافی ہے۔

(جواب) نیت قلبی صحت نماز کے لئے کافی ہے۔(۱)

کیا زبان سے نیت بدعت ہے:۔

(سوال ۲۳۶) آیا تلفظ بہ نیت نماز بدعت است؟ وبسم اللہ درمیان فاتحہ وسورہ خواندن ممنوع است؟ بیان فرمایند۔

(جواب) تلفظ بہ نیت نماز بدعت نیست۔(۲) وبسم اللہ مابین فاتحہ وسورہ ممنوع نیست۔(۳)

زبان سے نیت ضروری نہیں:۔

(سوال ۲۳۷) میں نے ایک کتاب فقہ میں دیکھا تھا کہ ہر نماز کی نیت اول دل میں کرنی چاہئے اور بعدہ اس کو زبان سے ادا کرنا چاہئے۔ مجھے الفاظ نیت زبان سے ادا کرنے میں سخت دقت ہوتی ہے اس صورت میں کیا کرنا چاہئے۔

(جواب) اس صورت میں دل میں صرف یہ خیال کر لینا کافی ہے کہ مثلاً یہ نماز ظہر کی ہے اور زبان سے الفاظ نیت ادا کر لینا بھی بہتر ہے اور اگر اس میں کچھ دقت ہو تو اس کو چھوڑ دیجئے۔(۴) فقط۔

امام کی اجازت مقتدی کے لئے شرط نہیں:۔

(سوال ۲۳۸) زید امام مسجد ہے۔ بکر سے کہتا ہے کہ تم ہمارے پیچھے نماز نہ پڑھنا، آیا بکر زید کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں، یا جب زید حکم دے وے اس وقت پڑھ سکتا ہے۔

(جواب) زید کے پیچھے بکر نماز پڑھ سکتا ہے اور نماز صحیح ہے، زید کی اجازت اور حکم کی ضرورت نہیں ہے، بکر ہر حال میں اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے اور زید کا یہ کہنا بیجا اور خلاف شریعت تھا۔(۵)

---

(۱) والمستحب فی النیۃان ینوی یقصد بالقلب ویتکلم باللسان بان یقول اصلی صلوٰۃ الخ ولو نوی بالقلب ولم یتکلم باللسان جازبلا خلاف بین الا ئمۃ لان النیۃ عمل القلب لا عمل اللسان واستحباب ضمہ الیہ لما ذکرنا (غنیۃ المستملی ص ۲۵۱ و ص ۲۵۲)ظفیر. (۲) وتلفظ عند الا رادۃ بہا مستحب ہو المختار الخ وقیل سنۃ یعنی احبہ السلف او سنہ علماءنا اذلم ینقل عن المصطفی ولا الصحابۃ ولا التابعین بل قیل بدعۃ (درمختار) نقلہ فی الفتح وقال فی الحلیۃ ولعل الا شبہ انہ بدعۃ حسنۃ عند قصد جمع العزیمۃ (ردالمحتار باب شروط الصلوٰۃ بحث النیۃ ج ۱ ص ۳۸۶ ط.س. ج ۱ ص ۴۱۵)ظفیر.

(۳) وسمی الخ سرافی اول کل رکعۃ لو جہریۃ لا تسن بین الفاتحۃ والسورۃ مطلقا ولو سریۃ ولا یکرہ اتفاقاً (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار فصل فی تالیف الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۵۷ ط.س. ج ۱ ص ۴۹۰)ظفیر.

(۴) والخامس النیۃ بالا جماع وہی الا رادۃ المرجحۃ الخ والمعتبر فیہا عمل القلب الا زم للارادۃ الخ التلفظ عند الارادۃ بہا مستحب ہو المختار (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۸۵ و ج ۱ ص ۳۸۶. ط.س. ج ۱ ص ۴۱۴)ظفیر.

(۵) والا مام ینوی صلاتہ فقط ولا یشرط لصحۃ الا قتداء نیۃ امامۃ المقتدی (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار. باب شروط الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۹۴ ط.س. ج ۱ ص ۴۲۴)ظفیر.

نیت دل سے ضروری ہے یا زبان سے:۔

(سوال ۲۳۹) منیۃ المصلی میں لکھا ہے کہ نماز کی نیت کے الفاظ زبان سے کہنے مستحب ہیں اور دل سے نیت کرنی فرض ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ زبان سے نیت کرنی بدعت ہے۔

(جواب) صحیح یہ ہے کہ زبان سے الفاظ نیت کہنے میں کچھ حرج نہیں بلکہ مستحب ہے لیکن ضروری ہے کہ دل میں بھی نیت کرے۔ حنفیہ کا محقق مذہب یہی ہے۔(۱) فقط۔

زبان سے نیت کیا بدعت ہے:۔

(سوال ۲۴۰) زید کہتا ہے کہ زبان سے نیت نماز کرنا بدعت ہے عمر کہتا ہے کہ سنت ہے۔

(جواب) اصل نیت دل سے ہے اور زبان سے کہنے کو بھی فقہاء کرام نے مستحب لکھا ہے۔ درمختار میں ہے **والمعتبر فیھا عمل القلب اللازم للارادۃ الخ والتلفظ بھا مستحب ھو المختار الخ** .(۲) فقط۔

نماز کی نیت عربی میں ضروری ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۴۱) نماز کی نیت عربی زبان میں کرنا ضروری ہے یا اردو فارسی وغیرہ میں بھی کرسکتا ہے؟

(جواب) نیت دل کے ارادہ کو کہتے ہیں زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں اگر کہے بہتر ہے۔(۳) اور زبان سے کسی زبان میں اردو فارسی وغیرہ میں کہہ لیوے تو کچھ حرج نہیں۔

مقتدی عورت کے لئے کیا امام کی نیت ضروری ہے:۔

(سوال ۲۴۲) ایک عورت جماعت میں شریک ہوکر نماز پڑھے تو امام کو نیت امام عورت ضروری ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر محاذی مرد کے نہ کھڑی ہو تو امام کو اس کی امامت کی نیت کرنا ضروری نہیں ہے۔(۴)

---

(۱) والخامس النیۃ بالاجماع وھی الارادۃ لا العلم والمعتبر فیھا عمل القلب اللازم للارادۃ الخ والتلفظ بھا مستحب وھو المختار الخ بل قیل ھو بدعۃ (درمختار) نقلہ فی الفتح وقال فی الحلیۃ ولعل الاشبہ انہ بدعۃ حسنۃ عند قصد جمیع العزیمۃ الخ فلا جرم انہ ذھب فی المبسوط والبدایۃ والکافی الی انہ ان فعلہ لجمع عزیمۃ قلبہ فحسن (ردالمحتار. باب شروط الصلوٰۃ بحث النیہ ج ا ص ۳۸۵ ط.س ج ا ص ۴۱۴) ظفیر.

(۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب شروط الصلوٰۃ. بحث النیۃ ج ا ص ۳۸۵ .ط.س.ج ا ص ۴۱۵ .ظفیر.

(۳) النیت ارادۃ الدخول فی الصلوٰۃ والشرط ان یعلم بقلبہ ای صلاۃ یصلی الخ ولا عبرۃ للذکر باللسان فان فعلہ لتجتمع عزیمۃ قلبہ فھو حسن کذافی الکافی (عالمگیری مصری الباب الثالث الفصل الرابع ج ا ص ۶۱ .ط.ماجدیہ ج ا ص ۶۵) ظفیر.

(۴) وان ام نساء فان اقتدت بہ المرأۃ محازیۃ لرجل فی غیر صلاۃ جنازۃ فلا بدلصحۃ صلاتھا من نیۃ اماميتھا لئلا یلزم الفساد بالمحاذاۃ بلا التزام وان لم تقتد بلا محاذیۃ اختلف فیہ فقیل یشترط وقیل لا .(الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب شروط الصلوٰۃ مطلب فی النیۃ ج ا ص ۳۹۴ .ط.س.ج ا ص ۴۲۵) ظفیر.

الباب الرابع فی صفة الصلوٰة

فصل اول۔ فرائض نماز

تکبیر تحریمہ جس طرح مرد کے لئے ضروری ہے عورت کے لئے بھی ضروری ہے:۔

(سوال ۲۴۳) تکبیر تحریمہ عورت کو بوقت نماز کہنا فرض ہے یا نہیں۔

(جواب) تکبیر تحریمہ عورت اور مرد سب کو کہنا چاہئے اس میں مردوں کی کچھ تخصیص نہیں ہے۔ کما فی عامة کتب الفقه.(۱)

ریل میں استقبال قبلہ حتی الوسع ضروری ہے:۔

(سوال ۲۴۴) بنگالہ کی ریل میں نماز میں قبلہ کی طرف کھڑا ہونا ممکن نہیں اور جس جگہ ممکن ہے وہاں جائے قیام وسجدہ میں گردوغبار ہوتا ہے وہاں قیام فرض ہے یا نہیں۔

(جواب) ریل میں نماز پڑھنے میں حتی الوسع کھڑے ہوکر نماز پڑھنا چاہئے اور قبلہ رخ ہونا ضروری ہے۔(۲) اور جگہ کا وہم نہ کرنا چاہئے۔ غایت کہ کوئی پاک کپڑا بچھالیا جاوے فقط۔

سجدہ نماز میں:۔

(سوال ۲۴۵) نماز میں سجدہ افضل ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز میں سجدہ ورکوع وقیام سب ہی فرض ہیں۔(۳) بعض اعتبار سے سجدہ افضل ہے اور بعض اعتبار سے قیام افضل ہے۔(۴) فقط۔

نماز میں پیر کا انگوٹھا ہل جائے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۴۶) جس شخص کا داہنے پیر کا انگوٹھا نماز میں ہل جائے اپنی جگہ سے تو نماز میں کچھ فرق آتا ہے یا نہیں۔ اگر امام سے اسی طرح کی حرکت ہوجائے تو مقتدیوں کی نماز ہوجاتی ہے یا نہیں۔

---

(۱) من فرائضها التی لا تصح بدونها التحريمة قائما وهی شرط (درمختار) التحريمة المرادبها جملة ذكر خالص مثل الله اكبر (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۱۱ ط.س. ج ۱ ص ۴۴۲) ظفير.

(۲) والسادس استقبال القبلة حقيقة او حكما كعا جزو الشرط حصوله لا طلبه الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۳۹۶ ط.س. ج ۱ ص ۴۲۷) والفرائض الباقية من الست هی القيام الخ لقوله تعالیٰ وقوموا لله قانتين (غنية المستملی ص ۲۵۴) ومنها القيام فی فرض الخ لقادر عليه (درمختار) فلو عجز عنه حقيقة و ظاهر اوحكما كما لو حصل له به الم شديد او خاف زيادة المرض الخ فانه يسقط الخ. (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة بحث القيام ج ۱ ص ۴۱۴ وج ۱ ص ۴۱۵ ط.س. ج ۱ ص ۴۴۴) ظفير. (۳) ومن فرائضها التی لاتصح بدو نها التحريمة قائما الخ ومنها القيام بحيث لو مديديه لا ينال ركبتيه الخ فی فرض الخ لقادر عليه الخ ومنها القراء ة لقادر عليها الخ ومنها الركوع الخ ومنها السجود الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۱۶ ط.س. ج ۱ ص ۴۴۲......۴۴۴) ظفير.

(۴) وكثرة الركوع والسجود احب من طول القيام كما فی المجتبیٰ الخ وان مذهب الا مام افضلية القيام (ايضاً باب الوتر و النوافل ج ۱ ص ۶۳۳ ط.س. ج ۱ ص ۱۷. تفصیل کے لئے دیکھئے ردالمحتار حاشیہ در مختار باب وصفحه ايضاً ۱۲ ظفير.

(جواب) اس سے نماز میں کچھ خلل اور نقصان نہیں آتا۔ اور امام اگر ایسا ہو تو مقتدیوں کی نماز میں اور خود امام کی نماز میں کچھ نقصان نہیں آتا۔ (۱)

بیٹھ کر نماز پڑھی جائے تو رکوع کس طرح کیا جائے:۔

(سوال ۲۴۷) اگر نشستہ نمازی خواند بحالت رکوع برداشتن سرین ضرور است یا نہ۔

(جواب) ضروری نیست قال فی رد المحتار ولو کان یصلی قاعد اینبغی ان یحاذی جبهته قدام رکبته لیحصل الرکوع اہ قلت ولعله محمول علی تمام الرکوع والا فقد علمت حصوله باصل طاء طاء الراس مع انحناء الظهر الخ شامی۔ (۲)

گھاس پر نماز درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۴۸) اگر گیاہ وغیرہ بدیں نوع کہ فرش بہیش بقدر شبر یا زائد باشد بوقت سجدہ صعود وہبوط ئی کند نماز بر آں جائز است یا نہ۔

(جواب) درمختار میں شروط جواز سجدہ سے یہ بھی لکھا ہے وان یجد حجم الارض اور اس کی تشریح علامہ شامی نے یہ فرمائی ہے ان الساجد لوبالغ لا یتسفل راسه ابلغ من ذلک الخ ۔ (۳) ج اص ۳۳۷ پس اگر وہ گھاس وغیرہ اس قدر ہو اور ایسی ہو کہ سجدہ میں سر رکھنے سے دب جاوے اور ٹھیر جاوے تو سجدہ اور نماز صحیح ہے۔ فقط۔

عورتوں کا بیٹھ کر نماز پڑھنا بلا عذر درست نہیں:۔

(سوال ۲۴۹) یہاں رواج ہے کہ عورتیں بیٹھ کر نماز پڑھتی ہیں۔ نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) جب تک کھڑے ہونے کی طاقت ہو بیٹھ کر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ پس بلا عذر قوی عورتوں کا بیٹھ کر نماز پڑھنا کسی طرح درست نہیں ہے اور نماز نہیں ہوتی۔ (۴) فقط۔

چارپائی پر نماز درست ہے:۔

(سوال ۲۵۰) چارپائی پر نماز اس وقت درست ہے کہ جب چارپائی سخت ہو یا ڈھیلی ہو تب بھی۔

---

(۱) وحررناه فی شرح الملتقی وفیه یفترض وضع اصابع القدم ولو واحدة نحو القبلة والا لم تجز (ای السجدة) والناس عنه غافلون (درمختار) والحاصل ان المشهور فی کتب المذهب اعتماد الفرضية والارجح من حيث الدليل والقواعد عدم الفرضية الخ ثم الا وجه حمل عدم الفرضية على الوجوب والله اعلم (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۶۶ وج ا ص ۴۶۷ ط.س. ج ا ص ۴۹۸ ...... ۵۰۰) ۱۲ ظفیر.

(۲) رد المحتار. باب صفة الصلوٰة بحث الركوع والسجود ج ا ص ۴۶۱ ط.س. ج ا ص ۴۴۷. ۱۲ ظفیر.

(۳) رد المحتار باب صفة الصلوٰة فصل فی تالیف الصلوٰة. ط.س. ج ا ص ۴۹۷ ۱۲ ظفیر.

(۴) من فرائضها التی لاتصح بدونها التحریمة الخ ومنها القیام الخ فی فرض وملحق به الخ لقادر علیه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۱۴ ط.س. ج ا ص ۴۴۲ ...... ۴۴۴) ظفیر.

(جواب) چار پائی پر نماز ہر حالت میں درست ہے اگر چہ وہ بہت سخت نہ ہو، کیونکہ اگر وہ ڈھیلی بھی ہے تو جس وقت گھٹنے چار پائی پر ٹھیریں گے اور زور پڑے گا تو سجدہ کی جگہ سخت ہو جاوے گی۔ فقط۔

قعدہ اخیرہ میں سو جائے اور امام کے ساتھ سلام پھیرے تو نماز ہوگی یا نہیں:۔

(سوال ۲۵۱) زید نے جماعت سے نماز پڑھی قعدہ اخیرہ میں سو گیا اور امام کے ساتھ سلام پھیرا لیکن مقدار تشہد بعد بیدار ہونے کے نہیں بیٹھا۔ زید کی نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) احوط یہ ہے کہ اعادہ قعدہ کا کیا جاوے، ورنہ نماز نہ ہوگی۔ اور شیخ ابن ہمام کی تحقیق سے جواز مفہوم ہوتا ہے اور قواعد فقہیہ سے عدم جواز ظاہر ہوتا ہے لہذا احوط ثانی ہے۔ والتفصیل فی الشامی۔(۱)

قیام میں دونوں قدم کے درمیان فاصلہ رکھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۲۵۲) نماز میں قیام کی حالت میں درمیان دونوں پیروں کے چار انگشت فرق رکھنا کیسا ہے اگر کم و بیش ہو جاوے تو نماز میں کچھ خلل تو نہ ہوگا۔

(جواب) فقہاء نے لکھا ہے کہ چار انگشت کا فاصلہ پیروں میں بحالت قیام رکھنا بہتر ہے اگر کچھ کم و بیش ہو گیا تو نماز صحیح ہے کچھ کراہت نہیں۔ شامی جلد اول و **وینبغی ان یکون بینهما مقدار اربع اصابع الیدلانه اقرب الی الخشوع الخ شامی**(۲)۔

سجدے میں دونوں پاؤں اٹھ جائیں تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۵۳) سجدہ میں اگر دونوں پیر زمین سے اٹھ جاویں تو نماز ہوگی یا نہیں۔ اگر تھوڑی دیر تک اٹھے رہیں تو کچھ خلل تو نہیں۔

(جواب) قدمین کا زمین پر رکھنا سجدہ میں ضروری ہے لیکن اگر زمین پر رکھنے کے بعد پھر دونوں قدم زمین سے اٹھ گئے یا اٹھنے کے بعد پھر زمین پر رکھ لیے تو نماز ہو گئی۔(۳) فقط۔

---

(۱) ومنها القعود الاخیر والذی یظهر انه شرط لانه شرع للخروج (درمختار) وبین فی الامداد الثمرة بانه لواتی بالقعدة نائما تعتبر علی القول بشرطیتها لا رکنیتها وغراه الی التحقیق والاصح عدم اعتبارها کما فی شرح المنیه (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ص ۴۱۷. ط.س. ج ا ص ۴۴۸)ظفیر.(۲) ردالمحتار باب صفة الصلوٰة بحث القیام ج ا ص ۴۱۴. ط.س. ج ا ص ۴۴۴. ۱۲ ظفیر.(۳)وفیه یفترض وضع اصابع القدم ولو واحده نحو القبلة والا لم تجز والناس عنه غافلون (درمختار) قوله وفیه ای فی شرح الملتقی وکذا قال فی الهدایة واما وضع القدمین فقد ذکر القدوری انه فرض فی السجود اه فاذا سجدورفع اصابع رجلیه لا یجوز کذا ذکره الکرخی والجصاص ولو وضع احدهما جاز الخ فصار فی المسئلة ثلاث روایات الاولیٰ فرضیة وضعهما الثانیة فرضیة احداهما ،الثالثة عدم الفرضیة الخ والحاصل ان المشهور فی کتب المذهب اعتماد الفرضیة والارجح من حیث الدلیل والقواعد عدم الفرضیة الخ ثم الاوجه حمل عدم الفرضیة علی الوجوب والله اعلم الخ وفی البزازیة والمراد بوضع القدم هنا وضع الاصابع او جزء من القدم وان وضع اصبعاواحدة او ظهر القدم بلا اصابع ان وضع مع ذالک احدی قدمیه صح والا لا (ردالمحتار. باب صفة الصلاة ج ا ص ۴۲۲. ط.س. ج ا ص ۴۹۹)ظفیر.

کیا اس شخص کے لئے بیٹھ کر نماز جائز ہے جو چلتا پھرتا ہے:۔

(سوال ۲۵۴) جو شخص چل پھر کر اچھی طرح اپنی ضرورت پوری کر سکے اور وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے تو بیٹھ کر نماز فرض پڑھنا درست نہیں۔ (۱) فقط

فصل ثانی۔ واجبات صلوٰۃ

نوافل میں قعدۂ اولیٰ واجب ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۵۵) نوافل رباعی میں قعدۂ اولیٰ واجب ہے یا فرض۔

(جواب) واجب ہے کما فی الدر المختار ولها واجبات الخ والقعود الاول ولو فی نفل فی الاصح. (۲) فقط۔

رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا چاہئے:۔

(سوال ۱/۲۵۶) بعض لوگ رکوع کر کے سیدھے کھڑے نہیں ہوتے سجدے میں چلے جاتے ہیں، نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

پہلے سجدہ سے اٹھ کر سیدھا بیٹھ جائے پھر سجدہ کرے ورنہ اعادہ واجب ہے:۔

(سوال ۲/۲۵۷) بہت سے لوگ سجدہ سے چار انگل اٹھ کر دوسرا سجدہ کرتے ہیں ان کی نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) اگر رکوع سے اٹھ کر سیدھے کھڑے نہ ہوں تو اس میں ترک واجب ہوتا ہے اور وہ نماز قابل اعادہ ہے۔ (۳)

(۲) بقول بعض محققین اس میں ترک واجب ہے اور ایسی نماز کا اعادہ واجب ہے۔ (۴) فقط۔

---

(۱) ومنها القيام الخ فی فرض وملحق به كنذر وسنة فجر فی الاصح لقادر عليه وعلى السجود فلو قدر عليه دون السجود ندب ايماء ه قاعدا و كذا من يسيل جرحه لو سجد. (درمختار) لقادر عليه فلو عجز عنه حقيقة وهو ظاهر اوحكما كما لو حصل له به الم شديد اوخاف زيادة المرض الخ فانه يسقط (ردالمحتار باب صفة الصلوة بحث القيام ج ۱ ص ۴۱۴. ط.س. ج ۱ ص ۴۴۴) ظفير.

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلوة مطلب فی واجبات الصلوة ج ۱ ص ۴۲۴ و ج ۱ ص ۴۳۴. ط.س. ج ۱ ص ۴۵۶. ۱۲ ظفير قوله ولو فی نقل لانه وان كان كل شفع منه صلاة على حدث حتى افترضت القرائة فی جميع لكن القعدة انما فرضت للخروج من الصلاة فاذا قام الى الثالثة تبين ان ماقبلها لم يكن اوان الخروج من الصلاة فلم تبق القعدة فرضيه (رد المحتار باب ايضا ج ۱ ص ۴۳۴. ط.س. ج ۱ ص ۴۶۵) ظفير.

(۳ و ۴) ولها واجبات الخ وهی قراء ة فاتحة الكتاب الخ وتعديل الاركان ای تسكين الجوارح قدر تسبيحة فی الركوع والسجود وكذا فی الرفع منهما على ما اختاره الكمال (درمختار) قوله وكذا لرفع الخ ای يجب التعديل ايضا فی القومة من الركوع والجلسة بين السجد تين وتضمن كلامه وجوب نفس القومة والجلسة ايضا الخ حتى لو تركها او شيئا منها ساهيا يلزمه السهو ولو عمل يكره اشد الكراهة ويلزمه ان يعيد الصلاة الخ (ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلاة ج ۱ ص ۴۲۴ وج ۱ ص ۴۳۲. ط.س. ج ۱ ص ۴۵۶......۴۶۴) ظفير.

تشہد نماز میں واجب ہے:۔

(سوال ۲۵۸) تشہد نماز میں افضل ہے یا نہیں۔

(جواب) تشہد یعنی التحیات پڑھنا نماز میں واجب اور ضروری ہے۔(۱) فقط۔

فرضوں کی دو رکعت خالی اور سنتوں کی سب بھری میں کیا حکمت ہے:۔

(سوال ۲۵۹) فرضوں میں دو رکعت خالی پڑھی جاتی ہیں اور سنتوں میں بھری اس میں کیا حکمت ہے۔

(جواب) فرضوں میں دو رکعت کا خالی رکھنا یا صرف سورۃ فاتحہ پڑھنا وارد ہوا اس وجہ سے ان کو خالی رکھتے ہیں۔(۲) اور سنتوں میں اور نفلوں میں ہر ایک شفعہ نماز کا علیحدہ ہے اس واسطے سب رکعتوں کو بھری پڑھنا چاہئے۔(۳) فقط۔

کیا ہر مکروہ تحریمی سے نماز کا اعادہ واجب ہے:۔

(سوال ۲۶۰) ہر مکروہ تحریمی فعل سے نماز کا اعادہ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) مکروہ تحریمی فعل سے بے شک اعادہ نماز کا واجب ہوتا ہے(۴) اور تفصیل کا اس وقت موقع نہیں ہے۔ فقط۔

بغیر تعدیل ارکان جو نمازیں پڑھی گئیں ان کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۶۱) ایک شخص کی عمر بیس سال کی ہے اس عرصہ میں اس نے کوئی نماز درست نہیں پڑھی صرف دو ٹکر مار کر نماز ختم کر دیتا ہے۔ یہ نمازیں ہوئیں یا نہیں۔ اگر اعادہ کرے تو صرف فرض ہی ادا کرے یا سنت بھی۔

(جواب) جو نمازیں تعدیل ارکان کے ساتھ ادا نہیں ہوئیں اگرچہ وہ ہو گئیں ہیں لیکن ان کا اعادہ (دہرالینا) اچھا ہے۔(۵) فرض اور وتر کا اعادہ کرے، سنتوں کا اعادہ نہ کرے۔

فصل ثالث۔ سنن وکیفیت نماز

تسبیحات رکوع وسجود کی تعداد:۔

(سوال ۲۶۲) نماز میں تسبیحات رکوع وسجود دس مرتبہ اور تین مرتبہ سے زیادہ کہنے سے نماز مکروہ ہوتی ہے یا مستحسن۔ قومہ

---

(۱) ومنها قراء ة التشهد فانها واجبة فى القعدتين الا ولى والا خيرة الخ فاوجب السجود بترك التشهد فى القعدة الا ولى كما فى القعدة الا خيرة وهو ظاهر الرواية (غنية المستملى ص ۲۹۰) ظفير.

(۲) وعن ابى قتادة قال كان النبى صلى الله عليه وسلم يقرأ فى الظهر فى الاوليين بام الكتاب وسورتين وفى الركعتين الاخريين بام الكتاب..... وهكذافى العصر (مشكوة باب القرأة فى الصلوة ص ۷۹) ظفير.

(۳) وضم سورة الخ فى الا وليين من الفرض الخ وفى جميع ركعات النفل لان كل شفع منه صلوٰة (الدر المختار على هامش رد المحتار. باب صفة الصلوٰة واجبات الصلوٰة ج ا ص ۳۲۷. ط.س. ج ا ص ۴۵۸) ظفير.

(۴) وكذا كل صلاة اذيت مع كراهة التحريم تجب اعادتها (الدر المختار على هامش رد المحتار. باب شروط الصلوٰة ج ا ص ۴۲۵. ط.س. ج ا ص ۴۵۷) ظفير. (۵) ولها واجبات لاتفسد بتركها وتعاد وجوبا فى العمد والسهو ان لم يسجد له وان لم يعدها يكون فاسقا آثما الخ وهى قرأة فاتحة الخ وتعديل الاركان (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلوٰة ج ا ص ۴۲۴. ط.س. ج ا ص ۴۵۶) ظفير.

میں ربنا لک الحمد کہنا سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد مستحسن ہے یا نہیں۔ جلسہ میں رب اغفرلی وارحمنی وعافنی واھدنی ورزقنی کہنا مستحسن ہے یا نہیں۔

(جواب) تین مرتبہ تسبیح رکوع و سجود سے سنت تسبیح ادا ہو جاتی ہے اور فرائض میں تخفیف کا حکم ہے اس لئے برعایت مقتدیان زیادہ تطویل نہ کرنی چاہئے جیسا کہ خود آنحضرت ﷺ نے بعض صحابہ کو تطویل قراءت کرنے سے افتان انت (۱) فرمایا۔ حالانکہ قراءت افضل اجزائے صلوٰۃ ہے لیکن تین سے زیادہ ہونے کو حنفیہ مکروہ نہیں فرماتے (۲) اور سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد ربنا لک الحمد کہنا بھی مستحب ہے۔ (۳) اسی طرح جلسہ میں رب اغفرلی الخ کہنا جائز و مستحسن ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ یہ ادعیہ واذکار نوافل میں پڑھے اور فرائض میں تخفیف رکھے۔ (۴) جیسا کہ امر فلیخفف الحدیث (۵) اس کو مقتضی ہے و اذا اراد اللہ بعبد خیراً یفقہ فی الدین۔ (۶) فقط۔

رفع یدین کہاں ہے:۔

(سوال ۲۶۳) رفع یدین سوائے تکبیر اولیٰ کے حنفیہ کے نزدیک منسوخ ہے اس واسطے کہ جلیل القدر صحابہ نہیں کرتے تھے عن براء بن عازب قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر لا فتتاح الصلوۃ رفع یدیہ حتی یکون ابہاماہ قریباً من شحمتی اذنیہ ثم لا یعود۔ (۷) عن الا سود قال رأیت عمر بن الخطاب یرفع یدیہ فی اول تکبیرہ ثم لا یعود۔ قال ابو جعفر الطحاوی فھذا عمر رضی اللہ عنہ لم یکن یرفع یدیہ ایضاً الافی التکبیرۃ الاولی فی ھذا الحدیث۔ وھو حدیث صحیح الخ وفعل عمر ھذا وترک اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاہ علی ذلک دلیل صحیح ان ذلک ھو الحق الذی لا ینبغی لا حد خلافہ۔ (۸)

---

(۱) مشکوۃ باب القراءۃ فی الصلوۃ فصل الاول ص ۷۹ عن البخاری ومسلم ۱۲ ظفیر۔

(۲) ویقول فی رکوعہ سبحان ربی العظیم ثلاثا وذالک ادناہ فلو ترک التسبیح اصلا لایأتی بہ مرۃ واحدۃ یجوز ویکرہ (عالمگیری مصری ج ۱ ص ۶۹۔ ط۔ ماجدیہ ج ۱ ص ۷۴) ویقول فی سجودہ سبحان ربی الا علی ثلاثا وذالک ادناہ کذافی المحیط ویستحب ان یزید علی الثلاث فی الرکوع والسجود بعد ان یختم بالوتر کذا فی الھدایۃ فالا دنیٰ فیھا ثلاث مرات والاوسط خمس مرات والا کمل سبع مرات کذا فی الزاد، وان کان اماما لا یزید علی وجہ یمل القوم کذافی الھدایۃ (عالمگیری مصری۔ الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ فصل ثالث ج ۱ ص ۷۰۔ ط۔ ماجدیہ ج ۱ ص ۷۵) ظفیر مفتاحی۔

(۳) ان کان امامایقول سمع اللہ لمن حمدہ بالا جماع وان کان مقتدیا یاتی بالتحمید ولا یاتی بالتسمیع بلا خلاف، وان کان منفرد الا صح انہ یاتی بھما کذا فی المحیط وعلیہ الا عتماد کذافی التارخانیۃ وھو الا صح ھکذا فی الھدایۃ ثم فی الروایۃ یجمع یاتی بالتسمیع حالا الارتفاع واذا ستویٰ قائما قال ربنالک الحمد کذا فی الزاھدی وھو الصحیح کذافی القنیۃ (عالمگیری مصری باب ایضاً ج ۱ ۷۰) ظفیر۔ (۴) والسنۃ فیہ ان یرفع راسہ حتی یستویٰ جالسا ولیس فی ھذاالجلوس ذکر مسنون عندنا ھکذا فی الجواھر النیرۃ (عالمگیری ج ۱ ص ۷۰۔ ط۔ ماجدیہ ج ۱ ص ۷۵) ظفیر۔ قال ابو یوسف سألت الامام ای قول الرجل اذا رفع من الرکوع والسجود اللھم اغفرلی قال یقول ربنا لک الحمد وسکت الخ اقول فیہ اشارۃ الی انہ غیر مکروہ اذ لو کان مکروھا لنھی عنہ کما ینھی عن القراءۃ فی الرکوع والسجود وعدم کونہ مسنونا لا ینا فی الجواز کا لتسمیۃ بین الفاتحۃ والسورۃ بل ینبغی ان یندب الدعاء بالمغفرۃ بین السجدتین خروجا من خلاف الا مام احمد لا بطالہ الصلوۃ بترکہ عامدا، ولم ارمن صرح بذالک عندنا لکن صرحوا باستحباب مراعاۃ الخلاف (ردالمحتار باب صفۃ الصلاۃ ج ۱ ص ۴۷۲۔ ط۔ س۔ ج ۱ ص ۵۰۵) ظفیر۔ (۵) وہ حدیث یہ ہے:۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی احد کم للناس فلیخفف فان فیھم السقیم والضعیف والکبیر واذا صلی احدکم لنفسہ فلیطول ماشاء متفق علیہ (مشکوۃ۔ باب ماعلی الا مام ص ۱۰۱) ظفیر غفرلہ۔ (۶) دیکھئے مشکوۃ۔ کتاب العلم فصل اول ص ۳۲۔ الفاظ مشکوۃ والی حدیث میں یہ ہیں من یرد اللہ بہ خیرا یفقہ فی الدین۔ ۱۲ ظفیر۔

(۷) شرح معانی الا ثار۔ باب، باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود والرفع من الرکوع ھل مع ذالک رفع ام لا ج ۱ ص ۱۳۲ ۱۲ ظفیر۔ (۸) ایضاً ص ۱۳۳ وص ۱۳۴ ۱۲ ظفیر۔

رفع یدین کے منسوخ ہونے کی دلیل کیا ہے:۔

(سوال ۲۶۴) رفع یدین سوائے سات جگہ کے جو منسوخ ہے اس کی کیا دلیل ہے۔

(جواب) رفع یدین سوائے سات جگہ کے منسوخ ہے (دلیل) والدلیل المجمل للکل ماروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن وعد منہا تکبیرۃ الافتتاح وتکبیرۃ القنوت والعیدین وذکر الاربع فی الحج . کذا فی الھدایۃ ثم ھذا عندناوقال الشافعی رحمۃ اللہ علیہ یرفع یدیہ عند الرکوع والرفع منہ لانہ علیہ السلام فعل ذلک ، ولنا ماروینا وما رواہ محمول علی الابتداء وکذا نقل عن ابن زبیر رضی اللہ عنہ فانہ رأی رجلاً فیفعل ھذا فقال لہ لا تفعل لیس ھذا بشئی فانہ شئی فعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم ترک کذا فی الھدایہ(۱) والکفایہ وقدروی الطبرانی بسندہ عن ابن ابی لیلیٰ عن الحکیم عن المقسم عن ابن عباس عند علیہ الصلوٰۃ والسلام.

(۲)فقط۔

نیت کے بعد ہاتھ باندھنے کی ترکیب:۔

(سوال ۲۶۵) نماز کی نیت کر کے ہاتھ نیچے کو چھوڑ کر زیر ناف باندھے یا کانوں تک ہاتھ اٹھا کر زیر ناف باندھے۔

(جواب) کانوں تک ہاتھ اٹھا کر نیت باندھیں اور ہاتھ زیر ناف باندھیں۔(۳)

بیٹھ کر نماز پڑھنے کی ترکیب:۔

(سوال ۱/۲۶۶) بیٹھ کر نماز پڑھنے کی کیا شرطیں ہیں۔ ہمارے مدرسہ کے مدرس مولوی حیدر علی کہتے ہیں کہ جو لوگ بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں اور چوتڑ اٹھا کر سجدہ کرتے ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی بلکہ عورتوں کی طرح سجدہ کرنا چاہئے۔

بیٹھ کر نماز کی شرطیں کیا ہیں:۔

(سوال ۲/۲۶۷) بیٹھ کر نماز پڑھنے کی کیا کیا شرطیں ہیں۔

(جواب) (۱) یہ قول ان کا غلط ہے۔ مردوں کو عورتوں کی طرح نماز نہ پڑھنی چاہئے۔ مردوں کو سجدہ میں پچھلا حصہ اٹھانا چاہئے۔(۴)

---

(۱)دیکھئے ھدایہ باب صفۃ الصلوٰۃ ج ۱ ص وفتح القدیر باب ایضا ص ۲۶۸ . ۱۲ ظفیر.
(۲)فتح القدیر باب ایضاً ج ۱ ص ۲۹۹ . ۱۲ ظفیر. (۳)ورفع یدیہ الخ ما سا بابھا میہ شحمتی اذنیہ الخ ووضع الرجل یمینہ علی یسارہ تحت سرتہ(الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صفۃالصلوٰۃ فصل ج ۱ ص ۴۵۰ ط.س. ج ۱ ص ۴۷۴ ....۴۷۶)ظفیر. (۴)ویضع یدیہ فی السجود حذاء اذنیہ الخ ولا یفترش ذراعیہ ویجافی بطنہ عن فخذیہ والمرأۃ لا تجافی فی رکوعھا وسجودھا وتقعد علی رجلیھا وفی السجدۃ تفترش بطنھا علی فخذیھا (عالمگیری باب رابع صفہ الصلوٰۃ فصل ثالث ج ۱ ص ۷۰ ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۷۵)ظفیر. ویظھر عضدیہ الخ ویبا عد بطنہ عن فخذیہ الخ والمراۃ تنخفض فلا تبدی عضدیھا وتلصق بطنھا بفخذیھاالخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب صفۃالصلوٰۃ فصل تالیف الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۷۰ ط.س. ج ۱ ص ۵۰۳ ....۵۰۴)ظفیر.

(۴) نوافل میں بیٹھ کر نماز پڑھنے کی بلاعذر بھی اجازت ہے اور فرائض و واجبات میں بلاعذر اجازت نہیں اور سنن مؤکدہ کو بھی بلاعذر بیٹھ کر نہ پڑھے۔ (۱) فقط۔

عدم رفع یدین کے سلسلہ کی ایک حدیث کا حال:۔

(سوال ۲۶۸) روایت کی وکیع نے اعمش سے، انہوں نے مسیب بن رافع سے، انہوں نے تمیم بن طرفہ سے، انہوں نے جابر بن سمرہؓ سے۔ انہوں نے کہا کہ آئے ہم لوگوں کے پاس رسول اللہ ﷺ اور ہم لوگ اپنے ہاتھ اٹھاتے ہیں نماز میں تو فرمایا کہ کیا حال ہے کہ میں تم کو دیکھتا ہوں کہ ہاتھ اٹھاتے ہو نماز میں جیسی دم ہو سرکش گھوڑے کی۔ اطمینان سے رہو نماز میں۔ یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف ہے؟

(جواب) اس میں اختلاف ہے اور تحقیق اس کی فتح القدیر میں اس طرح ہے عن جابر بن سمرة قال دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناس رافعوا ایدھم .قال زھیر اراہ قال فی الصلوٰۃ فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانھا اذ ناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰۃ (۲) یہ حدیث صحیح ہے اور یہ حدیث مطلقاً حالت صلوٰۃ میں ہے۔ فقط۔

عورت سجدہ اور جلسہ میں پاؤں کیسے رکھے:۔

(سوال ۲۶۹) عورت کو سجدہ و جلسہ میں پاؤں کیسے رکھنا چاہیے۔

(جواب) عورت کے لئے کھڑا کرنا قدمین کا سنت نہیں ہے۔ فی الشامی انھا لا تنصب اصابع القدمین .(۳) پس سجدہ اور جلسہ میں پیروں کو کھڑا نہ کرے اور جلسہ تشہد وغیرہ میں تورک کرے۔ فی الشامی. وتتورک فی التشھد الخ .(۴) فقط۔

بیٹھ کر نماز پڑھنا اور اس سلسلہ میں ایک غلط روایت:۔

(سوال ۲۷۰) من صلی قاعداً لایرفع الا لیتین فی الرکوع والسجود فان رفع الیتین فیھما تفسد صلوته الخ . یہ روایت صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ روایت خلاف قواعد ہے اور بے اصل ہے اور کسی کتاب معتبر میں نہیں ہے بلکہ کتب فقہ میں جو عام حکم سجدہ کے بارے میں ہے ویظھر عضدیه ویباعد بطنه عن فخذیه (درمختار) (۵) یہ حکم سجدہ مصلی قائم اور قاعد دونوں

(۱) ویتنفل مع قدرته علی القیام قاعداً لا مضطجعا الا بعذر (درمختار) یتنفل الخ ای فی غیر سنة الفجر فی الا صح کما قدمه المصنف بخلاف سنة التراویح لانھا دونھا فی التاکد فتصح قاعد اوان خالف المتوارث الخ (ردالمحتار باب الوتر و النوافل ج ۱ ص ۶۵۲ .ط.س. ج ۱ ص ۳۶) ظفیر .(۲) دیکھئے البنایه فی شرح الھدایه کشوری جلد اول ص ۶۶۲ .ط.س. ج ۱ ص ۴۹۹ . ۱۲ ظفیر .(۳) ردالمحتار . باب صفة الصلوٰۃ فصل فی تالیف الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۷۱ . ۱۲ ظفیر.
(۴) ردالمحتار باب صفة الصلوٰۃ فصل فی تالیف الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۷۱ .ط.س. ج ۱ ص ۴۹۹) ظفیر .(۵) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار .باب صفة الصلوٰۃ فصل اذا اراد الشروع ج ۱ ص ۴۷۰ .ط.س. ج ۱ ص ۴۹۸ . ۱۲ ظفیر.

کو شامل ہے اور رفع الیتین اس میں لازم ہے۔ فقط۔

سورہ سے پہلے بسم اللہ ملانا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۷۲۱/۱) نماز میں الحمد شریف کے بعد سورۃ ملانے سے پہلے بسم اللہ پڑھ کر سورۃ ملانا جائز ہے یا نہیں۔

تحیات میں انگلیوں کا حلقہ:۔

(سوال ۲/۱۷۲۲) التحیات میں کلمہ شہادت کے اوپر انگلی کا حلقہ باندھنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) الحمد شریف کے بعد سورۃ سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھنا جائز بلکہ بہتر ہے۔(۱) فقط۔

(۲) التحیات میں انگشت وسطی اور انگوٹھے کا حلقہ کرنا اور انگشت سبابہ سے اشارہ کرنا سنت ہے۔(۲)

اگر آمین اس طرح کہے کہ ایک دو آدمی سن لیں تو یہ کیسا ہے:۔

(سوال ۱۷۲۳) اگر کوئی شخص نماز میں آمین ایسے طور پر کہے کہ ایک دو آدمی قریب کے سن لیں تو عندالاحناف نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) عندالحنفیہ آمین آہستہ کہنا سنت ہے۔ لیکن اگر دو آدمی برابر کے سن لیں تو وہ جہر نہیں وہ بھی آہستہ میں داخل ہے۔ کما قال فی الدر المختار وادنی المخافۃ انسماع نفسہ ومن بقربہ ولو سمع رجل اور جلان فلیس بجھر الخ .(۳)

سجدۂ شکر کرنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۷۲۴) سجدۂ شکر کا کیا حکم اور بعد صلاۃ کرنا چاہئے یا کس وقت اور بعد نماز بلا وجہ سجدہ کرنا کیسا ہے۔

(جواب) سجدۂ شکر عند تجدد النعمت مستحب ہے۔ فی الدر المختار وسجدۃ الشکر مستحبۃ(۴) اور بعد نماز کے بلا وجہ مکروہ ہے کما فیہ ایضاً لکنھا تکرہ بعد الصلوٰۃ لان الجھلۃ یعتقدو نھا سنۃ اوواجبۃ وکل مباح یوذی الیہ فھو مکروہ .(۵) الخ۔ فقط

---

(۱) ولا تسن (ای التسمیۃ) بین الفاتحۃ والسورۃ مطلقاً ولو سریۃ، ولا یکرہ اتفاقا وما صحح الزاھدی من وجوبھا ضعفہ فی البحر (درمختار) قال محمد تسن ان تخافت لا ان جھر الخ وذکر فی المصفی ان الفتوی علی قول ابی یوسف انہ یسمی فی اول کل رکعۃ ویخفیھا وذکر فی المحیط المختار قول محمد وھو ان یسمی قبل الفاتحۃ وقبل کل سورۃ فی کل رکعۃ الخ قولہ ولا تکرہ الخ ولھذا صرح فی الذخیرۃ والمجتبیٰ بانہ ان سمی بین الفاتحۃ والسورۃ المقروء ۃ سرا او جھر اکان حسنا عند ابی حنیفۃ رجحہ المحقق ابن الھمام وتلمیذہ الحلبی (ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ قبیل مطلب قراء ۃ البسملۃ ج ۱ ص ۴۵۷ وج ۱ ص ۴۵۸ ط.س. ج ۱ ص ۴۹۰) ظفیر.(۲) لکن المعتمد الخ انہ یشیر لفعلہ علیہ الصلاۃ والسلام (درمختار) فھو صریح فی ان المفتی بہ ھو الا شارۃ بالمسبحۃ مع عقد الا صابع الخ (ردالمحتار ج ۱ ص ۴۷۵ ط.س. ج ۱ ص ۵۰۸) ظفیر.(۳) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب صفۃ الصلوٰۃ فصل فی القراء ۃ ج ۱ ص ۴۹۸ ط.س. ج ۱ ص ۵۳۴......۱۲۵۳۵ ظفیر.(۴) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب سجود التلاوۃ مطلب فی سجدات الشکر ج ۱ ص ۷۳۱ ط.س. ج ۲ ص ۱۱۹ ۱۲ ظفیر.(۵) ایضا.

رکوع سے اٹھتے وقت مقتدی ربنا لک الحمد کے ساتھ اللّٰھم کہے یا نہیں :۔

(سوال ۲۷۵) امام جب سمع الله لمن حمده کہے تو مقتدی صرف ربنا لک الحمد کہے اور اگر اللّٰھم بھی زیادہ کرے، اور احسن کیا ہے۔

(جواب) امام جب سمع الله لمن حمده کہے تو مقتدی صرف ربنالک الحمد کہے اور اگر اللّٰھم بھی بڑھا دیوے تو بہتر ہے۔ حدیث شریف میں دونوں وارد ہیں۔ اور بعض احادیث میں واو کی زیادتی بھی وارد ہے یعنی اللّٰھم ربنا و لک الحمد. پس جو لفظ کہہ لیوے کافی ہے اور سنت ادا ہو جاتی ہے۔ (۱) فقط۔

السلام علیکم کہتے وقت مقتدی کا سانس امام سے پہلے ٹوٹ جائے :۔

(سوال ۲۷۶) مقتدی کا سانس سلام پھیرتے وقت السلام علیکم کہنے میں امام سے پہلے ٹوٹ جاوے تو مقتدی کی نماز ہو جاتی ہے یا نہ۔

(جواب) مقتدی کی نماز میں اس صورت میں کچھ خلل نہیں آیا۔ (۲) فقط۔

اللہ اکبر میں راء کو دال کی آواز سے ادا کرنا کیسا ہے :۔

(سوال ۲۷۷) زید کا بخیال اس کے کہ عام لوگ تکبیر انتقالی نماز میں اللہ اکبر کی را کو اس قدر کھینچتے ہیں کہ اس کی وجہ سے نماز میں نقصان واقع ہوتا ہے۔ اللہ اکبر کی را کو اس طرح خارج کرنا کہ بجائے ر کے عام لوگ دال محسوس کریں شرعاً کیسا ہے۔

(جواب) ایسا نہ کرنا چاہئے تبدیلی حروف جائز نہیں ہے۔ (۳)

سجدہ کا طریقہ :۔

(سوال ۲۷۸) سجدہ میں ران اور پنڈلی کو کتنا کشادہ کیا جائے۔ کیا زاویہ قائمہ بنانا چاہئے یا کیا۔

(جواب) درمختار میں ہے ویظهر عضديه فى غير زحمة ويبا عد بطنه عن فخذيه ليظهر كل عضوبنفسه الخ. (۴) پس معلوم ہوا کہ سجدہ میں سنت اسی قدر ہے اور زاویہ قائمہ بنانا ضروری نہیں ہے۔ اور یہ بھی جب ہے کہ جماعت میں نہ ہو تنہا ہو یا امام ہو ورنہ ایسا فعل نہ کرے جس سے دوسرے مقتدیوں کو ایذاء ہو۔ فقط۔

---

(۱) ويكتفى بالتحميد الموتم و افضله ربنا لک الحمد ثم حذف الواو ثم اللهم فقط الدر المختار على هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۶۴. ط.س. ج ۱ ص ۴۹۷) ظفیر.

(۲) لو اتم الموتم التشهد بان اسرع فيه وفرغ منه قبل اتمام امامه فاتى بما يخرجه من الصلاة كسلام و كلام اوقيام جازاى صحت صلاته بحصوله بعد تمام الا ركان الخ وانما كره للموتم ذالک لتركه متابعة الا مام بلا عذر فلو به الخ فلا كراهة (رد المحتار. باب صفة الصلاة ج ۱ ص ۴۹۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۲۵) ظفیر.

(۳) تکبیر کے معنی "اللہ اکبر" کہنا ہے۔ اگر راء کو دال سے بدل کر کہے گا تو معنی تکبیر کا ادا نہ ہوگا۔ و جهر الا مام بالتكبير بقدر حاجته بالدخول والانتقال الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار. سنن صلاة ج ۱ ص ۴۴۳. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۵) ظفیر.

(۴) الدر المختار على هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۰۳. ۱۲ ظفیر.

عورتیں سجدہ میں پاؤں کی انگلیاں کس طرح رکھیں:۔

(سوال ۲۷۹) عورتیں سجدہ میں پاؤں کی انگلیاں کھڑی رکھیں یا بچھاویں۔
(جواب) عورتوں کی حق میں پاؤں کی انگلیاں کھڑا کرنا مشروع نہیں ہے و ذکر فی البحر انها لا تنصب اصابع القدمین الخ۔شامی۔(۱) فقط۔

امام ثناء پڑھ کر قراءت شروع کر دے یا مقتدی کے پڑھنے کا انتظار کرے:۔

(سوال ۲۸۰) امام کو ثناء پڑھ کر مقتدیوں کی ثناء پڑھنے کا انتظار کرنا چاہئے یا قراءت شروع کر دے۔
(جواب) نہیں۔(۲) فقط۔(انتظار نہ کرے؟)

سلام پھیرتے وقت جو ملے وہ تشہد پورا کرے یا نہیں:۔

(سوال ۲۸۱) جس شخص نے امام کی اقتداء سلام پھیرنے کے وقت کی ہو تو کیا بعد سلام امام اس کو تشہد پورا کرنا ضروری ہے۔
(جواب) شامی ج اص ۴۳۳ میں ہے کہ مختار اس صورت میں یہ ہے کہ تشہد پورا کر کے کھڑا ہو۔ اور اگر پورا نہ کیا اور کھڑا ہو گیا تو یہ بھی جائز ہے۔(۳)

امام کے سلام پھیرتے وقت مقتدی دعا پوری نہ کر سکا ہو تو کیا کرے:۔

(سوال ۲۸۲) امام سلام پھیر دے اور مقتدی کی کچھ دعا باقی ہو تو فوراً امام کے ساتھ سلام پھیر دے یا ختم کر کے سلام پھیرے۔
(جواب) اگر تھوڑی سی دعاء باقی رہی ہے تو جلدی سے پورا کر کے کچھ بعد میں سلام پھیر لے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے۔(۴) فقط

جس مقیم نے مسافر امام کی اقتداء کی، وہ بقیہ رکعتوں میں تسمیع کہے یا تحمید:۔

(سوال ۲۸۳) مقیم نے مسافر کی اقتداء کی بعد میں اپنی رکعتوں میں صرف تحمید کہے یا تسمیع یا دونوں۔

---

(۱) ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۷۱ ط.س. ج ا ص ۵۰۸ ظفیر.
(۲) وقراء سبحانک اللهم الخ الا اذا شرع الا مام فی القراء ة سواء کان مسبوقا او مدرکا وسواء کان امامه یجهر بالقراء ة او لا فانه لا یاتی به الخ ادرک الا مام فی القیام یثنی مالم یبدء بالقراء ة (الدر المختار . علی هامش ردالمحتار . باب صفة الصلوٰة فصل ج ا ص ۴۵۶ ط.س. ج ا ص ۴۸۸) ظفیر . (۳) وشمل باطلاقه مالوا قتدی به فی اثناء التشهد الا ول او الاخیر فحین قعد قام امامه او سلم ومقتضاه انه یتم ثم یقوم ولم اره صریحا ثم رایته فی الدخیرة ناقلا عن ابی اللیث المختار عندی انه یتم التشهد وان لم یفعل اجزاه(ردالمحتار باب صفة الصلاة ص ۴۶۳ ط.س. ج ا ص ۴۹۵ بعد مطلب فی اطاعة الرکوع للجانی)ظفیر . (۴) ولو سلم والموتم فی ادعیة التشهد تابعه لانها سنة والناس عنه غافلون (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة فصل بعد مطلب فی اطاعة رکوع للجانی ج ا ص ۴۶۳ ط.س. ج ا ص ۴۹۶).

(جواب) بظاہر تسمیع وتحمید ہر دو افضل ہیں۔(۱) فقط۔

فرض کے بعد آیۃ الکرسی:۔

(سوال ۲۸۴) امام کو بعد نماز فرض کس قدر مقدار سے آیۃ الکرسی پڑھتے رہنا چاہئے۔ امام دیر تک بیٹھا پڑھتا رہے۔ کیا مقتدی کو اس کی پیروی لازم ہے یا دعاء پڑھ کر سنت میں مشغول ہو جاوے۔

(جواب) بعد فرض کے قبل سنت اگر آیۃ الکرسی وتسبیحات بعد الصلوٰۃ وغیرہ اوراد مختصرہ پوری کر کے سنت پڑھے تو کچھ حرج نہیں ہے اور وقت کی کچھ مقدار معین نہیں ہے لیکن زیادہ تاخیر نہ کرے۔(۲) اگر زیادہ اوراد پڑھنے ہوں تو بعد سنت کے پورا کر لیوے یہ بہتر ہے اور امام اگر دیر تک بیٹھا پڑھتا رہے تو مقتدیوں کو اس کا اتباع لازم نہیں ہے ان کو اختیار ہے کہ وہ خواہ فوراً یا کچھ پڑھ کر سنتیں پڑھیں۔ فقط۔

عصر وفجر میں دکھن جانب رخ کر کے دعا مانگنا:۔

(سوال ۱/۲۸۵) زید بعد سلام نماز عصر وفجر میں کبھی کبھی دکھن جانب پھر کر دعا مانگتا ہے۔ یہ آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے یا نہیں۔

ہندوستان میں انصراف الی الیمین والیسار کا رواج:۔

(سوال ۲/۲۸۶) ہندوستان میں بھی علمائے کرام دکھن رخ ہو کر دعا کرتے ہیں یا نہ۔

انصراف مذہب حنفی کی موافق ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳/۲۸۷) زید کا یہ فعل موافق مذہب امام ابو حنیفہؒ کے ہے یا مخالف۔

حدیث میں انصراف کی مراد کیا ہے:۔

(سوال ۴/۲۸۸) حدیث میں ینصرف عن یمینه وعن یساره کا جو لفظ آتا ہے، آیا یہ انصراف للذہاب الی المنزل تھا یا انصراف للدعاء تھا۔

---

(۱) ویکتفی بالتحمید المؤتم وافضله اللهم ربنا ولک الحمد ثم حذف الواو ثم حذف اللهم فقط. ویجمع بینهما لو منفردا علی المعتمد یسمع رافعا ویحمد مستویا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار .باب صفة الصلوٰة ج۱ ص ۴۶۴. ط.س. ج۱ ص۴۹۷) ظفیر. (۲) ویکره تاخیر السنة الا بقدر اللهم انت السلام الخ قال الحلوانی لا باس بالفصل بالاوراد واختاره الکمال قال الحلبی ان اریدبالکراهة التنزیهة ارتفع الخلاف (درمختار) فکان معناها الا ولی ان لا یقراء قبل السنة ولو فعل لا باس فافا وعدم سقوط السنة بذالک حتی اذا صلی بعد الا وراد تقع سنة لا علی وجه السنة ولذا قالوا لو تکلم بعد الفرض لا تسقط لکن ثوابها اقل فلا اقل من کون قراء ة الا وراد لا تسقطها الخ (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة فصل ج۱ ص ۴۹۴. ط.س. ج۱ ص ۵۳۰) ظفیر.

انصراف للدّعاء کی دلیل :۔

(سوال ۵/۲۸۹) انصراف للدعاء کے عدم ثبوت پر اتر جانب پھر کر دعاء مانگنے کی کیا دلیل ہے۔

(جواب) (۱) آنحضرت ﷺ اکثر داہنی طرف اور کبھی کبھی بائیں طرف بھی پھرتے تھے۔(۱) اسی لئے فقہاء کرام نے بھی دونوں طرف ہوکر بیٹھنے اور دعا مانگنے کو مستحب لکھا ہے۔(۲)

(۲) اکثر عوام وخواص زیادہ تر داہنی طرف پھر کر بیٹھتے ہیں اور گاہ گاہ بائیں طرف پھر کر بیٹھتے ہیں۔(۳)

(۳) کبھی کبھی بائیں طرف یعنی دکھن کی طرف منہ کر کے بیٹھنا فعل آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے اور امام ابو حنیفہؒ کا مذہب بھی یہی ہے کہ کبھی کبھی بائیں طرف کو بھی بیٹھنا اچھا ہے اور مستحب ہے۔ (۴)

(۴) اس انصراف کا مطلب انصراف للدعاء کا بھی ہوسکتا ہے۔(۵)

(۵) جب کہ انصراف، انصراف للدعاء کو شامل ہے تو یہی دلیل کافی ہے۔فقط۔

تسبیحات رکوع وسجدہ میں بحمدہ کا اضافہ درست ہے یا نہیں :۔

(سوال ۲۹۰) زید اپنے فرض ونفلوں میں رکوع کے اندر **سبحان ربی العظیم و بحمدہ** اور سجدہ میں **سبحان ربی الاعلیٰ و بحمدہ** پڑھتا ہے۔خالد کہتا ہے وبحمدہ پڑھنا کسی کتاب حنفی میں نہیں ہے۔اور نہ فقہاء نے لکھا ہے اور نہ حدیث سے ثابت ہے۔آیا خالد حق پر ہے یا زید۔

(جواب) احادیث میں تسبیح رکوع وسجود میں ایسا ہی وارد ہوا ہے جیسا کہ خالد کہتا ہے۔اور فقہاء حنفیہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔(۶) باقی اگر بحمدہ کی زیادتی کردی جاوے تو کچھ مضائقہ نہیں۔یہ کچھ اختلاف کرنے کی بات نہیں ہے۔فقط۔

سلام کے بعد بغیر دعا مقتدی کا چل دینا کیسا ہے :۔

(سوال ۲۹۱) نماز پڑھ کر امام سے پہلے دعا مانگ کر بھاگ جانا کیسا ہے؟

(جواب) بے شک یہ فعل اگر بلا ضرورت شرعی ہو تو خلاف سنت اور مکروہ ہے اور اس کی عادت کر لینا گناہ ہے۔ **قال علیہ الصلوٰۃ والسلام. انما جعل الامام لیؤتم به فقط. واللہ تعالیٰ اعلم.(فی المشکوٰۃ عن انس ان النبی صلی اللہ علیه وسلم حضهم علی الصلوٰۃ ونها هم ان ینصر فواقبل انصرافه من الصلوٰۃ رواہ**

---

(۱)عن انس کان النبی صلی اللہ علیه وسلم ینصرف عن یمینه رواہ مسلم عن عبداللہ بن مسعود قال لایجعل احدکم للشیاطان شیئا من صلوته یری ان حقا علیه ان لا ینصرف الا عن یمینه لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کثیرا ینصرف عن یسارہ متفق علیه (مشکوٰۃ باب الدعا فی التشهد ص ۸۷)ظفیر.

(۲)فاذا تمت صلوٰۃ الامام فهو مخیران شاء انحرف عن سیارہ وجعل القبلة عن یمینه وان شاء انحرف عن یمینه الخ وانشاء استقبل الناس بوجهه الخ هذا الخ اذا لم یکن بعد الصلوٰۃ المکتوبة تطوع کا لفرج والعصر (غنیة السمتملی ص ۳۳۰)ظفیر. (۳و۴)ایضا ۱۲ ظفیر.

(۵)والمراد من الا نصراف الا لتفات عن جهة الصلوٰۃوهی القبلة اعم ان یجلس بعدہ اولا ، فلذا قال وان شاء ذهب الی جوانجه لانه قضی صلوته الخ (غنیة المستملی ص ۳۳۰)ظفیر.

(۶)ویضع یدیه معتد ابهما علی رکبتیه الخ ویسبح فیه واقله ثلثة (درمختار) السنة فی تسبیح الرکوع سبحان ربی العظیم (رد المحتار. باب صفة الصلوٰۃ قبیل. مطلب فی اطالة الرکوع للجائی ج ۱ ص ۴۶۰ وج ۱ ص ۴۶۲.ط.س.ج ۱ ص ۴۹۳)ظفیر.

ابو داؤد وقدوۃ المشائخ شیخ عبدا لحق دھلویؒ در اشعۃ اللمعات ص ۴۴۷ فرمودہ نہی کرد از یں کہ برگردند پیش از برگشتن وےﷺ از نماز خود جیسا کہ پیشتر از حضرت سلام بد ہند واز نماز برآیند یا بعد از سلام دادن پیشتر آنکہ آنحضرت برخیزد برخیزند منتظر ذکر ودعاء نشیند و نہی بر اول تحریمی است و بر ثانی تنزیہی ست۔ انتہی۔ جمیل الرحمٰن۔

درود میں سیدنا کا اضافہ کیسا ہے:۔

(سوال ۲۹۲) جو درود شریف بعد تشہد کے نماز میں پڑھا جاتا ہے اور بدوں لفظ سیدنا مروی ہے، آیا بلا سیدنا پڑھنا چاہئے۔ یا اضافہ لفظ سیدنا کیا جاوے۔

(جواب) اضافہ لفظ ''سیدنا'' میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ لیکن تشہد نماز میں جیسا کہ وارد ہوا ہے بلا لفظ ''سیدنا'' ویسا ہی بہتر ہے۔(۱)

مقتدی کے بعد درود کی دعا پڑھنے سے پہلے امام سلام پھیر دے تو وہ کیا کرے:۔

(سوال ۲۹۳) اگر امام نے سلام پھیر دیا اور مقتدی نے صرف التحیات اور صرف درود ہی پڑھا ہے۔ دعا نہیں پڑی تو کیا مقتدی کو بھی امام کے ساتھ سلام پھیر دینا چاہئے یا دعاء پڑھ کر۔

(جواب) اس صورت میں مقتدی امام کے ساتھ سلام پھیر دیوے۔(۲) فقط۔

بعد نماز لا الہ الا اللہ بلند آواز سے کہنا کیسا ہے:۔

(سوال ۲۹۴) بعد جماعت فرضوں کے سلام پھیرتے ہی لا الہ الا اللہ آواز بلند کہنا کیسا ہے۔

(جواب) یہ بھی جائز ہے لیکن خفیہ پڑھنا افضل ہے۔(۳) فقط۔

رکوع میں تطبیق کی روایت:۔

(سوال ۲۹۵) مولوی ثناء اللہ اپنی کتاب ''اہل حدیث کا مذہب'' کے ص ۵۳ میں لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ رکوع کے وقت چونکہ تطبیق کرتے تھے دونوں ہاتھوں کو زانو پر نہ رکھتے تھے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ان کا یہی مذہب ثابت ہے۔ لہذا یہ سنت صحیح ہے یا لغو۔

---

(۱) وصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ وندب السیادۃ لان زیادۃ الا خبار بالواقع عین سلوک الادب فھو افضل من ترکہ ذکرہ الرملی الشافعی وغیرہ وما تنقل لا تسودونی فی الصلوٰۃ فکذب (درمختار) قال سئل محمد عن الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یقول اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد الخ وھی الموفقۃ لما فی الصحیحین وغیرھما الخ واعترض بان ھذا مخالف لمذ ھبنا لم امر من قول الامام من انہ لو زاد فی تشھدہ او نقص فیہ کان مکروھا قلت فیہ نظر فان الصلوٰۃ زائدۃ علی التشھد (ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۷۸ وج ۱ ص ۴۷۹ ط.س. ج ۱ ص ۵۱۲) ظفیر۔

(۲) ولو سلم (الامام) والموتم فی ادعیۃ التشھد تابعہ لانھا سنۃ والناس عنہ غافلون (الدر المختار) قولہ فی ادعیۃ التشھد یشمل الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم (رد المحتار. باب صفۃ الصلوٰۃ فصل اراد الشروع ج ۱ ص ۴۶۳ ط.س. ج ۱ ص ۴۹۶) ظفیر۔ (۳) وعن المغیرۃ بن شعبۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول فی دبر کل صلوٰۃ مکتوبۃ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الخ (مشکوٰۃ. باب الذکر بعد الصلوٰۃ ص ۸۸) ظفیر۔

(جواب) یہ قصہ تطبیق فی الرکوع کا صحیح ہے اس کی تاویل علماء نے یہ فرمائی ہے کہ ممکن ہے کہ اس کا نسخ ان کو معلوم نہ ہوا ہو یا ان کا مذہب تخییر کا ہو۔ والتفصیل فی الکتب۔ (۱) فقط۔

قعدۂ نماز میں مختلف دعاء:۔

(سوال ۲۹۶) اگر کوئی شخص قعدۂ نماز میں کبھی کوئی دعا اور کبھی کوئی دعا پڑھے تو عند الحنفیہ ممانعت تو نہیں ہے۔

(جواب) کچھ ممانعت نہیں ہے۔ (۲) فقط۔

تسبیحات رکوع میں جو عظیم نہ کہہ سکے وہ کریم کہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۹۷) جو شخص سبحان ربی العظیم کے الفاظ کو ادا نہ کر سکے بلکہ رکوع میں بجائے سبحان ربی العظیم کے سبحان ربی العجیم پڑھے اس کو بجائے عظیم کے سبحان ربی الکریم کی تعلیم دینا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں بجائے سبحان ربی العظیم کے سبحان ربی الکریم کی تعلیم درست ہے تاوقت یہ کہ وہ عظیم کا لفظ درست کریں۔ (۳) فقط۔

دونوں سجدوں کے درمیان دعا:۔

(سوال ۲۹۸) سجدتین کے درمیان یہ دعاء پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔ **اللم اغفرلی وارحمنی .الخ.**

(جواب) یہ دعاء مابین السجدتین جائز ہے اور حدیث میں وارد ہے۔ دعاء یہ ہے **اللھم اغفرلی وارحمنی وعافنی واھدنی وارزقنی وارفعنی اجبرنی** (۴) فقط۔

انگشت شہادت اٹھانے کی وجہ:۔

(سوال ۲۹۹) التحیات میں بوقت کلمہ شہادت انگشت شہادت اٹھانے کا کیا سبب ہے۔

(جواب) التحیات میں بوقت کلمۂ شہادت انگشت سبابہ سے توحید کا اشارہ ہوتا ہے تاکہ جیسا کہ زبان سے اشھد ان لا الہ الا اللہ الخ کہا جاتا ہے جس کا مطلب توحید کا اقرار ہے۔ اسی طرح عملاً بھی افعال جوارح سے اس کو ظاہر کیا

---

(۱) عن عبدالرحمن السلمی قال قال لنا عمر بن الخطاب ان الرکب سنته لکم فخذو ابا لرکب الخ والعمل علی ھذا عند اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین ومن بعد ھم لا اختلاف بینھم الا ماروی عن ابن مسعود و بعض اصحابہ انھم کانوا یطبقون، والتطبیق منسوخ عند اھل العلم .قال سعد بن ابی وقاص کنا نفعل ذالک فنھینا عنہ وامرنا ان نضع الا کف علی الرکب (ترمذی . باب ماجاء فی وضع الیدین علی الرکبتین فی الرکوع ج ۱ ص ۳۵) ظفیر

(۲) وصلی علی النبی علیہ السلام الخ ودعا بما یشبہ الفاظ القران والا دعیۃ الما ثورۃ لمارویناہ من حدیث ابن مسعود قال لہ النبی علیہ السلام ثم اختر من الدعاء الطیبھا واعجبھا الیک (ھدایہ باب صفۃالصلوٰۃ ج ۱ ص ۱۰۳) ظفیر.

(۳) السنۃ فی تسبیح الرکوع سبحان ربی العظیم الا ان لا یحسن الظاء فیبدل بہ الکریم لئلا یجری علی لسانہ العزیم فتفسد بہ الصلوٰۃ کذا فی شرح در رالبحار فلیحفظ (ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۶۲ ظفیر

(۴) وعن ابن عباس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول بین السجدتین " اللھم اغفرلی وارحمنی واھدنی وعافنی وارزقنی رواہ ابو داؤد والترمذی (مشکوٰۃ باب السجود وفضلہ ج ۱ ص ۸۴) ظفیر.

جاوے۔(۱) فقط۔

عورتوں کا سجدہ میں پاؤں داہنی جانب نکالنا ثابت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۰۰) ہندوستان میں عورتیں سجدہ کی حالت میں دونوں پیر داہنی جانب نکال دیتی ہیں۔لیکن یہ امر کسی کتاب میں باوجود تتبع نظر سے نہیں گذرا۔ روایات عالمگیری وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ میں عورت کو پیر بٹھا لینا چاہئے کھڑے نہ کرے۔ داہنی طرف نکالنا ثابت نہیں ہوتا تحقیق کیا ہے۔

(جواب) اس بارہ میں جو کچھ آپ نے لکھا ہے اور جو روایات نقل فرمائی ہیں ایسا ہی شامی میں ہے اور کبیری شرح منیہ میں ہے واما المرأ ۃ فانها تنخفض ای تتظامن وتتسفل فی السجود وتلزق بطنها بفخذیها وتضم ضبعیها وهذا تفسیر الا نخفاض وذالک لان مبنی امرها علی الستر مکان السنة فی حقها ماکان استر من الهیئات الخ(۲) پس غالباً اس وجہ سے کہ پیروں کو باہر نکالنے میں تسفل اور انخفاض اور انضمام زیادہ ہوسکتا ہے اور تورک فی التشہد کے لئے تمہید ہے۔اس لئے یہ معمول ہوا۔باقی اس سے زیادہ اس کی تحقیق احقر کو بھی نہیں ہے۔فقط۔

سینہ پر ہاتھ باندھنا درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۰۱) سینہ پر ہاتھ باندھنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) عندالحنفیہ سنت ناف سے نیچے ہاتھ باندھنا ہے۔(۳) فقط۔

تشہد میں انگلی اٹھانا کیسا ہے:۔

(سوال ۳۰۲) تشہد میں انگلی اٹھانا کیسا ہے۔علمائے احناف میں اختلاف ہے۔بعض مستحب فرماتے ہیں۔اور خلاصہ کیدانی میں حرام لکھا ہے، وہ معتبر ہے یا نہیں۔

(جواب) معتبر فقہاء نے رفع سبابہ کو سنت لکھا ہے اور مختار میں چند کتب کا حوالہ دے کر اس کو سنت ثابت کیا ہے اور عدم رفع کو خلاف روایت ودرایت لکھا ہے اور امام محمد رحمہ اللہ نے موطا میں مذہب امام اعظمؒ کا رفع سبابہ کا لکھا ہے۔پس خلاصہ کیدانی وغیرہ کے حوالہ سے اس کو حرام کہنا غلط ہے اور تفصیل اس کی کتب فقہ میں موجود ہے۔درمختار شامی فتح القدیر وغیرہ کو دیکھنا چاہئے۔ خلاصہ کیدانی کے قول کا اس بارہ میں اعتبار نہ کیا جاوے اس نے صریح غلطی کی ہے کہ فعل سنت کو حرام لکھا ہے۔(۴) فقط

---

(۱) پس آنحضرت اشارت می کرد بایں انگشت بوحد انیت حق تعالیٰ (اشعة اللمعات باب التشهد ج ۱ ص ۴۲۸) اشار باصبعه ثم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لهی اشد علی الشیطان من الحدید (مشکوۃ) بجہت اشارت کردن بوی توحید اثبات برایمان وقطع طمع شیطان از وقوع مصلی او شرک وکفر (ایضا ج ۱ ص ۴۳۴) (۲) غنیة المستملی ص ۳۱۳ ۱۲ (۳) وضع الرجل یمینه علی یساره تحت سرته الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۵۴. ط.س. ج ۱ ص ۴۸۶) ظفیر۔

(۴) ولایشیر بسبابته عن الشهادة وعلیه الفتویٰ کما فی الولوالجیة والتجنیس وعمدة المفتی وعامة الفتاویٰ. لکن المعتمد ما صححه الشراح ولاسیما المتأخرین کالکمال والحلبی والبهنسی والباقانی وشیخ الاسلام الجد وغیرهم انه یشیر لفعله علیه الصلوٰۃ والسلام ونسبوه محمده والامام بل فیٔ متن درر البحار وشرحه غرر الاذکار المفتی به عند نا انه یشیر باسطا اصابعه کلها وفی الشرنبلالیة عن البرهان الصحیح انه یشیر بمسبحته وحدها یرفعها عند النفی ویضعها عند الاثبات ، واحترزبا لصحیح عما قیل لا یشیر لا نه خلاف الدرایة والروایة وبقولنا بالمسبحة عما قیل بعقد عند الاشارة اه وفی العینی عن التحفة الاصح انها مستحبة وفی المحیط سنة(درمختار) وفی المحیط انها سنة یرفعها عند النفی ویضعها عند الاثبات هو قول ابی حنیفة ومحمد وکثرت به الاثار والاخبار فالعمل به اولی اه فهو صریح ان المفتی به هو الاشارة بالمسبحة الخ (ردالمحتار. باب صفة الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۷۴) ظفیر۔

رفع سبابہ اور حضرت مجدد صاحبؒ :۔

(سوال ۳۰۳) نمبر ۲۵۱۶ موصول ہوا۔ مخالفین نے الحمدللہ تسلیم کیا مگر یہ کہنا کہ کیدانی وغیرہ کے قول کو تمام علماء نے رد کیا مگر حضرت مجدد الف ثانی سرہندیؒ نے مکتوب نمبر ۳۱۲ میں شرح لکھا ہے بلکہ مکتوب کے حاشیہ پر قول امام محمد دربارہ رفع سبابہ کو رد کیا ہے اور عدم رفع کو ترجیح دی ہے۔ شرعاً اس کا کیا جواب ہے۔

(جواب) حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اولاد امجاد میں سے ہی بعض حضرات نے یہ تحقیق کی ہے کہ رفع سبابہ سنت سے ثابت ہے اس لئے اس پر عمل کرنا چاہئے اور جب کہ بہت سے فقہاء محققین حنفی نے رفع سبابہ کو ترجیح دی ہے اور اختیار کیا ہے تو مقلدین حنفیہ کو اپنے فقہاء کے قول کو لینا چاہئے جیسا کہ خود حضرت مجدد صاحبؒ نے اپنے مکتوبات میں بہت جگہ اس کی تصریح فرمائی ہے کہ احکام شریعت میں ائمۂ مجتہدین اور فقہاء کے قول کو لینا ضروری ہے۔ اس میں حضرت جنید بغدادی اور حضرت شبلی اور دیگر اولیاء کبار اور مجتہدین فی الطریقۃ کا قول معتبر نہیں اور ان کی تقلید جائز نہیں ہے۔ (۱) فقط۔

بیٹھ کر نماز پڑھنے میں رکوع کس طرح کیا جائے :۔

(سوال ۳۰۴) اگر بیٹھ کر نماز پڑھے تو رکوع کرنے کی کیا حد ہے۔

(جواب) وقال فی الشامی ولو کان یصلی قاعداً ینبغی ان یحاذی جبهته قدام رکبته لیحصل الرکوع اه ......قلت ولعله محمول علی تمام الرکوع والا فقدعلمت حصوله باصل طاطاة الراس ای مع انحناء الظهر .(۲) الحاصل اس سے معلوم ہوا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے میں کمال رکوع یہ ہے کہ پیشانی رکبتین کے مقابل ہو جاوے۔ فقط۔

بعد تکبیر تحریمہ دوسری دعائیں :۔

(سوال ۳۰۵) بعد تکبیر تحریمہ نماز فرض میں جو بجائے سبحانک اللھم دوسری دعائیں کتب صحاح میں وارد ہیں ان کا پڑھنا نماز فرض میں منفرد کو کیسا ہے۔

(جواب) حنفیہ نے ان ادعیہ کو نوافل پر محمول کیا ہے۔ لہذا نوافل میں ہی ان کو پڑھے۔ (۳) فقط۔

خشوع نہ ہونے کی صورت میں نفل کا اعادہ کیسا ہے :۔

(سوال ۳۰۶) اگر نماز میں خشوع نہ ہو اور اعادہ کرے تو کچھ حرج تو نہیں یا غیر اللہ کا خیال آنے سے نیت توڑ دے نفل میں ایسا کرنا کیسا ہے۔

---

(۱) والا صح کما فی السراجیة انه یفتی بقول الا مام علی الاطلاق ثم بقول الثانی ثم بقول الثالث الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مقدمة ج ۱ ص ۶۵ .ط.س. ج ۱ ص ۷۰) ظفیر.

(۲) رد المحتار. باب صفة الصلوة بحث الرکوع والسجود ۱ ص ۴۱۶ .ط.س. ج ۱ ص ۴۴۷ .۱۲ ظفیر.

(۳) وقرأ کما کبر سبحانک اللهم الخ مقتصر اعلیه فلا یضم وجهت وجهی الا فی النافلة الخ (درمختار) لحمل ما ورد فی الاخبار علیها فیقرأ ہ فیها اجماعا الخ وفی الخزائن وما ورد محمول علی النافلة بعد الثناء فی الا صح (ردالمحتار باب صفة الصلاة ج ۱ ص ۴۵۵ و ج ۱ ص ۴۵۶ .ط.س. ج ۱ ص ۴۸۸) ظفیر.

(جواب) اعادہ نہ کرے اور نیت بھی نہ توڑے ایسا کرنے سے شیطان کو زیادہ موقع وسوسہ کا ملتا ہے اس لئے نفل میں بھی نہ کرے۔(۱)

تسبیح پُر نہ پڑھے تو کیا حرج ہے:-

(سوال ۳۰۷) عامی لوگ نماز میں تسبیح رکوع سبحان ربی العظیم کو پُر نہیں پڑھتے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز ہو جاتی ہے۔(۲) فقط۔

قرأۃ دو ہی رکعت میں کیوں کی جاتی ہے:-

(سوال ۳۰۸) دو رکعت خالی اور دو رکعت بھری کیوں پڑھی جاتی ہیں۔

(جواب) احادیث اور آثار صحابہؓ سے ایسا ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دو رکعت میں الحمد اور سورۃ پڑھی اور آخر کی دو رکعت میں صرف الحمد پڑھی۔ اس واسطے حنفیہ نے اس کو اختیار کیا ہے۔(۳) فقط۔

نماز میں ہاتھ کہاں باندھا جائے:-

(سوال ۳۰۹) نماز کے اندر ہاتھ باندھنا کہاں سے ثابت ہے دلائل نقلیہ روانہ فرمائیے۔

(جواب) وعن وائل بن حجر انه رای النبی صلی الله علیه وسلم رفع یدیه حین دخل فی الصلوٰة کبر ثم التحف بثوبه ثم وضع یده الیمنی علی الیسریٰ. الحدیث.(۴) رواه مسلم. وعن سهل بن سعد قال کان الناس یومرون ان یضع الرجل الید الیمنی علی ذراعه الیسرےٰ فی الصلوٰة. رواه البخاری.(۵) ان دونوں حدیثوں سے نماز میں ہاتھ باندھنا معلوم ہوا۔ فقط۔

اللہ اکبر کی الف کو کھینچنا مفسد صلوٰۃ ہے:-

(سوال ۳۱۰) ایک امام رکوع وغیرہ میں جاتے وقت آللہ اکبر کہتے ہیں۔ نماز ہوگی یا نہیں۔

(جواب) اللہ کی ہمزہ پر اور اسی طرح اکبر کے ہمزہ پر مد کرنا خطاء مفسد صلوٰۃ ہے۔ اس سے احتراز لازم ہے۔(۶)

---

(۱) فلو اشتغل قلبه بتفکر مسئلة مثلاً فی اثناء الا رکان فلا تستحب الا عادة وقال البقالی لم ینقص اجره الا قصر (ردالمحتار باب شروط الصلوٰة مطلب فی حضور القلب والخشوع ج ۱ ص ۳۸۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۱۷) ظفیر.

(۲) والتسبیح فیه ثلاثا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۴. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۶) ظفیر.

(۳) عن ابی قتادة قال کان النبی صلی الله علیه وسلم یقرأ فی الظهر فی الا ولیین بام الکتاب وسورتین وفی الرکعتین الاخریین بام الکتاب ویسمعنا الا یة احیانا الحدیث متفق علیه. (مشکوٰة باب القراءة فی الصلوٰة ص ۷۹) ظفیر. واکتفی المفترض فیما بعد الاولین بالفاتحة فانها سنة علی الظاهر ولو زاد لاباس به (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۷. ط.س. ج ۱ ص ۵۱۱) ظفیر.

(۴) مشکوٰة. باب صفة الصلوٰة ص ۷۵.

(۵) ایضا ۱۲ ظفیر.

(۶) اذا اراد الشروع فی الصلوٰة کبر الخ بالحذف اذا مد الهمزتین مفسدو تعمده کفر (الدر المختار. علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۸. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۹) ظفیر.

ایک استفسار کا جواب:۔

(سوال ۳۱۱) رسالہ اتمام الخشوع بھیجتا ہوں ملاحظہ فرما کر تصدیق وتنقید سے مطلع فرمایا جاوے۔

(جواب) بندہ نے رسالہ اتمام الخشوع کو دیکھا۔ کوئی حدیث صریح اس بارہ میں نقل نہیں کی گئی جس سے بعد الرکوع صراحۃً ہاتھ باندھنا معلوم ہو بلکہ روایت حضرت علیؓ جو ص ۷ کتاب مذکور میں منقول ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:۔ انه کان اذا قام الی الصلوٰۃ وضع یمینه علی الشمال فلا یزال کذا لک حتی یر کع سے یہ معلوم ہوا کہ وضع یمین علی الشمال قبل الرکوع تک ہوتا تھا۔ بہر حال حنفیہ کثر ہم اللہ تعالیٰ اور جمہور سلف وخلف کا یہی مذہب ہے کہ بعد الرکوع ہاتھ چھوڑے جاتے ہیں۔ پھر تعجب ہے کہ آپ بندہ کی رائے دریافت کرتے ہیں۔ بندہ کی رائے اپنے ائمہ اور جمہور کے خلاف کیسے ہو سکتی ہے۔ فقط۔

آمین آہستہ کہی جائے:۔

(سوال ۳۱۲) آمین آہستہ کہنا مسنون ہے یا جہر سے۔

(جواب) آمین آہستہ کہنا مسنون ہے حنفیہ کے نزدیک عن علقمة بن وائل عن ابیه ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قرأ غیر المغضوب علیهم و لاالضالین فقال امین وخفض بها صوته ولما اختلف فی الحدیث عدل صاحب الهدایة الی ما روی عن ابن مسعود انه کان یخفی فانه یفید ان المعلوم منه علیه السلام الاخفاء قلت مع انه الاصل فی الدعاء لقوله تعالیٰ اد عوار بکم تضرعاً وخفیة. ولا شک ان امین دعاء فعند التعارض ترجح الاخفاء بذ لک وبالقیاس علی سائر الا ذکار والا دعیة ولان امین لیس من القران اجماعاً فلا ینبغی ان یکون فیه صوت القران کما لا یجوز کتا بته فی المصحف.(۱)

رفع یدین:۔

(سوال ۳۱۳) رفع یدین کرنا کیسا ہے۔

(جواب) رفع یدین سوائے تکبیر اولیٰ کے حنفیہ کی نزدیک منسوخ ہے اس واسطے کہ جلیل القدر صحابہؓ نہیں کرتے تھے. عن البراء بن عازب قال کان النبی صلی اللہ علیه وسلم اذا کبر لا فتتاح الصلوٰۃ رفع یدیه حتی یکون ابها ماہ قریبا من ...... شحمتی اذنیه ثم لا یعود عن الا سود قال رأیت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه یرفع یده فی اول تکبیرۃ ثم لا یعود . قال ابو جعفر فهذ اعمر رضی اللہ عنه لم یکن یرفع یدیه ایضاً الا فی التکبیرۃ الا ولیٰ فی هذا الحدیث وهو حدیث صحیح وفعل عمر هذا وترک اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ایا ہ علی ذلک دلیل صحیح ان ذلک هو الحق الذی لا

---

(۱) واص الا مام سرا کما موم ومنفرد (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوۃ ج۱ ص ۴۵۹ ط.س ج۱ ص ۴۹۲) ظفیر.

ينبغي لاحد خلافه .(۱)

رفع یدین کے منسوخ ہونے کی دلیل:۔

(سوال ۳۱۴) رفع یدین سوائے سات جگہ کے جو منسوخ ہے کیا دلیل ہے۔

(جواب) رفع یدین سوائے سات جگہ کے منسوخ ہے والدليل المجمل للكل ماروى عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال لا ترفع الا يدى الا فى سبع مواطن وعدمنها تكبيرة الا فتتاح وتكبيرة القنوت وتكبيرات العيدين وذكر الا ربع فى الحج كذا فى الهداية ثم هذا عند نا وقال الشافعى يرفع يديه عند الركوع والرفع منه لانه عليه السلام فعل ذلك ولنا ماروينا وما رواه محمول ابتداء كذا نقل عن ابن الزبير رضى الله عنه فانه رأى رجلا يفعل هذا فقال له لا تفعل ليس هذا بشئى فعله رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم ترك كذا فى الهداية. و الكفاية وقدروى الطبرانى بسنده عن ابن ابى ليلىٰ عن الحكيم عن المقسم عن ا بن عباس عنه عليه الصلوٰة والسلام.(۲)

بسم اللہ بین الفاتحہ والسورۃ:۔

(سوال ۳۱۵) نماز میں بسم اللہ سورہ فاتحہ کے بعد اور سورۃ کے قبل پڑھنی چاہئے یا نہیں۔ اگر پڑھی جائے تو سراً یا جہراً۔

(جواب) عبارت درمختار میں لا تسن بين الفاتحة والسورة مطلقاً ولو سرية ولا تكره اتفاقا(۳) .الخ۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ ابتداء سورۃ میں بسم اللہ پڑھنا نہ مسنون ہے اور نہ مکروہ ہے۔ اور محققین نے اس کو راجح فرمایا ہے کہ پڑھنا بہتر اور مستحب ہے شامی میں ہے ولذاصرح فى الذخيرة والمجتبى بانه ان سمى بين الفاتحة والسورة المقروءة سراً او جهرا كان حسناً عند ابى حنيفة ورجحه المحقق ابن الهمام الخ .(۴) فقط

تحت السرۃ ہاتھ باندھنا:۔

(سوال ۳۱۶) حنفیہ نماز میں ہاتھ کہاں باندھتے ہیں فوق السرہ یا تحت السرہ۔ مفتی اور معمول بہ روایت کیا ہے۔ اولویت کس میں ہے۔

(جواب) حنفیہ کے نزدیک تحت السرہ والی حدیث ماخوذ بہ اور معمول بہ ہے فوق السرہ والی حدیث معمول بہ نہیں ہے اور خلاف اولویت میں نماز ہر طرح ہوجاتی ہے۔(۵) فقط۔ (يضعهما اى الرجل تحت السرة الخ قال الشيخ

---

(۱) شرح معانی الا ثار جلد اول ص ۱۳۲ و ۱۳۳ باب التكبير للركوع الخ. ظفير.
(۲) دیکھئے ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۷۳ .ط.س. ج ا ص ۵۰۶ وفتح القدير باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۲۶۸.
(۳) الدر المختار على هامش رد المحتار. باب صفة الصلوٰة(ج ا ص ۴۵۷ .ط.س. ج ا ص ۴۹۰)ظفير.
(۴) ردالمحتار باب ايضاً (ج ا ص ۴۵۸ .ط.س. ج ا ص ۴۹۰)ظفير.
(۵) ووضع لرجل يمينه على يسار وتحت سرته اخذار سغها بخنصره وابهامه هو المختار (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۵۴ .ط.س. ج ا ص ۴۸۶)ظفير.

کمال الدین بن الھمام کون الوضع تحت السرۃ او الصدر لم یثبت فیه حدیث یوجب العمل فیحال علی المعھود من وضعھا حال کون قصد التعظیم فی القیام والمعھود فی الشاھد منه تحت السرۃ وذکر عن علی من السنة فی الصلوٰۃ وضع الکف علی الکف تحت السرۃ رواہ ابو داؤد واحمد واللفظ له الخ .غنیة المستملی ص ۲۹۴ ظفیر.)

قرأت وتکبیر میں جہر کی مقدار:۔

(سوال ۳۱۷) نماز پڑھانے میں امام کا قراءۃ کرنا اور بعض تکبیرات کو اس طرح جہر سے بولنا کہ مسجد سے باہر سڑک تک سنائی دے اور بعض تکبیرات کو اس طرح آہستہ بولنا کہ دوسری تیسری صف والے بھی نہ سنیں۔ مثلاً تکبیر رکوع آہستہ آواز سے اور تکبیر قومہ بہت زور سے اور تکبیر سجود آہستہ اور تکبیر جلسہ پکار کے۔ ایسا کرنا سنت ہے یا بدعت یا کیا ہے۔ کیا اسی طرح سے کوئی تکبیر اونچی اور کوئی نیچی قرون ثلثہ سے ثابت ہے یا اختراعی ہے۔ بینوا توجروا۔

(جواب) امام کو قراءت اور تکبیرات کے جہر میں طریق اوسط کو اختیار کرنا چاہئے اور قدر حاجت کے موافق جہر کرنا چاہئے اور یہ فرق اور تفاوت مابین التکبیرات کے کہ بعض کو جہر مفرط سے ادا کرنا اور بعض میں قدر حاجت سے بھی کم کر دینا مذموم اور بے اصل ہے شریعت میں اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔(۱) صرف سلام میں تو فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ دوسرے سلام کو پہلے سلام سے کچھ پست آواز سے کہے۔ کما فی الدر المختار. وسن جعل الثانی اخفض من الاول الخ۔(۲) پس ماسوا اس کے اور کسی جگہ جہر میں تفاوت درجات نہیں ہے۔ فقط۔

تشہد میں انگشت شہادت اٹھانا:۔

(سوال ۳۱۸) تشہد میں انگشت شہادت کا اٹھانا مسنون ہے یا نہیں۔

(جواب) روایات متعلق رفع سبابہ۔ فی الدر المختار لکن المعتمد ما صححه الشراح ولا سیما المتاخرون کالکمال والحلبی البھنسی والباقانی وشیخ الاسلام الجد وغیر ھم انه یشیر لفعله علیه الصلوٰۃ والسلام ونسبوہ لمحمد والامام بل فی متن دررالبحار وشرحه غرر الاذکار المفتی به عندنا انه یشیر الخ وفی الشرنبلالیة عن البرھان الصحیح انه یشیر بمسبحته وحدھا یرفعھا عند النفی ویضعھا عند الاثبات واحترز بالصحیح عما قیل لا یشیر لانه خلاف الدرایة والروایة الخ درمختار۔(۳) اور شامی میں ہے وفی المحیط انھا سنة یرفعھا عند النفی ویضعھا عند الاثبات وھو

---

(۱) ویجھر الامام وجوبا بحسب الجماعة فان زاد علیه اساء (درمختار) وفی الزاھدی عن ابی جعفر لو زاد علی الحاجة فھو افضل الا اذا اجھد نفسه او آذیٰ غیرہ قھستانی (ردالمحتار فصل فی القرأۃ ج ۱ ص ۴۹۷ ط.س. ج ۱ ص ۵۳۲) وجھر الامام بالتکبیر بقدر حاجته الاعلام بالدخول والانتقال وکذآ بالتسمیع والسلام واما الموتم والمنفرد فیسمع نفسه (درمختار) قوله بقدر حاجته للاعلام الخ وان زاد کرہ ط قلت ھذا اذا یفحش الخ والزائد علی قدر الحاجة کما ھو مکروہ للامام یکرہ للمبلغ (ردالمحتار. باب صفة الصلوٰۃ مطلب فی التبلیغ خلف الامام ج ۱ ص ۴۴۳ ط.س. ج ۱ ص ۴۷۵) ظفیر.

(۲) الدر المختار . علی ھامش رد المحتار. باب صفة الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۹۱ ط.س. ج ۱ ص ۵۲۶ . ۱۲ ظفیر.

(۳) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۷۴ وج ۱ ص ۴۷۵ ط.س. ج ۱ ص ۵۰۸ . ۱۲ .

قول ابی حنیفة رحمة الله علیه و محمد رحمة الله علیه و کثرت به الا ثار والاخبار فالعمل به اولی اه فهو صریح فی ان المفتی به هو الا شارة بالمسبحة مع عقد الا صابع الخ.

وقال فی الشرح الکبیر قبض الا صابع عند الا شارة هو المروی عن محمدفی کیفیة الاشارة وکذا عن ابی یوسف فی الامالی وهذا فرع تصحیح الا شارة وعن کثیر من المشایخ لا یشیر اصلا وهو خلاف الدرایة والروایة فعن محمد رحمه الله ان ما ذکره فی کیفیة الا شارة قول ابی حنیفة رحمة الله علیه انتهی ومثله فی فتح القدیر وفی القهستانی وعن اصحابنا جمیعا انه سنة فیحلق ابهامه الیمنی ووسطاها ملصقا راسها براسها ویشیر بالسبابة الخ شامی(۱) ص ۳۴۴ جلد اول (ان روایات سے معلوم ہوا کہ تشہد میں انگشت شہادۃ اٹھانا مسنون ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کے انگوٹھا اور بیچلی دونوں کے سرا کو ملا کر حلقہ بنائے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے۔ ظفیر)

عورت جلسہ اور سجدہ میں پاؤں کیسے رکھے:۔

(سوال ۳۱۹) عورت کو سجدہ و جلسہ میں پاؤں کیسے رکھنے چاہئیں۔

(جواب) عورت کے لئے کھڑا کرنا قدمین کا سنت نہیں ہے۔ فی الشامی. انها لا تنصب اصابع القدمین(۲) پس جلسہ وسجدہ میں پیروں کو کھڑا نہ کرے اور جلسہ تشہد وغیرہ میں تورک کرے۔ فی الشامی. وتتورک فی التشهد الخ.(۳)

ایک چٹائی پر مرد وعورت نماز پڑھ سکتے ہیں:۔

(سوال ۳۲۰) ایک چٹائی پر مرد وعورت خواہ منکوحہ ہو یا غیر منکوحہ برابر کھڑے ہو کر نماز ادا کریں تو نماز ہوگی یا نہیں۔

(جواب) اگر ہر ایک اپنی اپنی نماز علیحدہ پڑھتا ہے تو نماز صحیح ہے۔ مگر اجنبی عورت کے برابر کھڑا ہونا برا ہے۔(۴) اور اگر نماز میں شرکت ہے تو نماز نہ ہوگی۔(۵) والتفصیل فی کتب الفقه. فقط۔

بسم اللہ بین الفاتحہ والسورۃ سراً ہے یا جہراً:۔

(سوال ۳۲۱) نماز میں سورہ فاتحہ کے بعد اور سورۃ کے شروع میں بسم اللہ پڑھنی چاہئے یا نہیں۔ اگر پڑھی جائے تو سراً یا جہراً۔ صاحب ہدایہ تسمیہ کو ابتداء سورۃ میں منع کرتے ہیں اور صاحب درمختار مستحب کہتے ہیں ان دونوں میں سے کون صحیح

---

(۱) ردالمحتار. باب صفة الصلوة مطلب مهم فی عقد الا صابع عند التشهد ص ۳۷۵ .ط.س. ج ۱ ص ۵۱۰. ۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار. باب صفةالصلوة ج ۱ ص ۴۷۱. ۱۲ ظفیر.(۳) ردالمحتار. باب صفة الصلوة ج ۱ ۴۷۱.ط.س. ج ۱ ص ۵۰۸. ۱۲ ظفیر.(۴) فمحاذاة المصلية لمصل ليس فی صلاتها مکروهة لا مفسد (درمختار) قوله ليس فی صلاتها بان صليا منفردين او مقتديا احدهما بامام لم يقتدبه الا خر شرح المنية (ردالمحتار. باب الامامة ج ۱ ص ۵۳۷. ط.س. ج ۱ ص ۵۲۴) ظفیر. (۵) واذا حاذته ولو بعضو واحد امرأة ولو امة مشتهاة الخ ولا حائل بينهما فی صلوة الخ مطلقة مشترکة تحريمة واداء الخ فسدت صلاته (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۳۴. ط.س. ج ۱ ص ۵۷۲) ظفیر

اور قابل عمل ہے اور دوسرے کا کیا جواب اور نیز فاتحہ کے ابتداء میں تسمیہ کا حکم اس کے موافق ہے یا مخالف۔ مخالف ہے تو کیوں۔

(جواب) عبارت درمختار یہ ہے لا تسن بین الفاتحة والسورة مطلقاً ولو سرية ولا تكره اتفاقا الخ (۱) اس کا حاصل یہ ہے کہ ابتداء سورۃ میں بسم اللہ پڑھنا مسنون ہے اور نہ مکروہ ہے اور محققین نے یہ راجح فرمایا ہے کہ پڑھنا بہتر اور مستحب ہے۔ شامی میں ہے ولذا صرح فی الذخیرة والمجتبیٰ انه ان سمی بین الفاتحة والسورة المقروءة سراً اوجهراً كان حسناً عند ابی حنيفة رحمة الله عليه ورجحه المحقق ابن الهمام الخ۔ (۲) (بسم اللہ آہستہ پڑھی جائے گی اما الموضع الرابع فانها تخفى عند نا الخ عن انس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يسر ببسم الله الرحمن الرحيم الخ غنية المستملى ص ۳۰۱ ظفیر)

جہری نمازوں میں منفرد کیا کرے:۔

(سوال ۳۲۲) مغرب و عشاء و فجر میں اکیلا آدمی بھی نماز میں جہر کر سکتا ہے یا نہ اور اکیلا آدمی ربنالک الحمد بعد سمع اللہ کے آہستہ کہے یا پکار کے۔

(جواب) اکیلا آدمی بھی ان نمازوں میں جہر کر سکتا ہے۔ (۳) اور سمع اللہ کے بعد ربنا لک الحمد آہستہ پڑھے۔ (۴)

ہاتھ ناف کے اوپر باندھنا:۔

(سوال ۳۲۳) نماز میں تحریمہ باندھنا ناف کے اوپر حدیث سے ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) ناف کے اوپر اور نیچے ہاتھ باندھنا دونوں حدیث سے ثابت ہیں حنفیہ نے حدیث زیر ناف کو معمول بہ بنایا ہے۔ (۵) فقط۔

فاتحہ کے بعد خاموشی پھر سورہ:۔

(سوال ۳۲۴) امام نے نماز کی نیت باندھی اور بعد فاتحہ کے کچھ خاموشی کے بعد قرأۃ شروع کی نماز میں کیا نقص ہوا۔

(جواب) اگر بقدر آمین کہنے کے اور بسم اللہ سراً کہنے کے سکوت کیا اور قرأۃ میں تاخیر کی تو نماز میں کچھ نقص نہیں ہوا۔ (۶)

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۵۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۹۰. ۱۲ ظفير

(۲) ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۵۸. ط.س. ج ۱ ص ۴۹۰. ۱۲ ظفير

(۳) ويخير المنفرد فى الجهر وهو افضل ويكتفى بادناه ان ادى (الدر المختار على هامش ردالمحتار فصل فى القراءة ج ۱ ص ۴۹۸. ط.س. ج ۱ ص ۵۳۳) ظفير

(۴) جهر الامام بالتكبير الخ وكذا بالتسميع الخ واما الموتم والمنفرد فيسمع نفسه (ايضاً باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص مطلب فى التبليغ خلف الامام. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۵) ظفير

(۵) يضع يمنه على يساره بعد التكبير الخ تحت السرة الخ وذكر عن على من السنة فى الصلوٰة وضع الكف على الكف تحت السرة رواه ابو داؤد و احمد واللفظ له الخ (غنية المستملى ص ۲۹۴) ظفير

(۶) واسر الخ الامام سرا كما موم ومنفرد (الدر المختار. باب صفة الصلوٰة) ان سمى بين الفاتحة والسورة المقروءة سرا اوجهراً كان حسنا عند ابى حنيفة (ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ص ۴۵۸. ط.س. ج ۱ ص ۴۹۲) ظفير

بسم اللہ فاتحہ اور سورہ کے پہلے:۔

(سوال ۳۲۵) امام پر ہر رکعت میں ضم بسم اللہ الحمد اور سورہ کے ساتھ واجب ہے یا نہ اور امام ومنفرد کے لئے مستحب صورت عندالحنفیہ کیا ہے۔

(جواب) وذكر فى المحيط المختار قول محمد وهو ان يسمى قبل الفاتحة وقبل كل سورة فى كل ركعة وفى الدر المختار وكما تعوذ سمىٰ الخ سراً فى اول كل ركعةٍ الخ لاتسن بين الفاتحة والسورة مطلقاً ولو سرية ولا تكره اتفاقاً الخ قال فى الشامى ولهذا صرح فى الذخيرة والمجتبى بانه ان سمى بين الفاتحة والسورة المقرؤة سراً اوجهراً كان حسناً عند ابى حنيفة رحمه الله ورجحه المحقق ابن الهمام.(۱) الخ ان سب عبارات سے واضح ہوا کہ امام کو الحمد سے پہلے بسم اللہ پڑھنا سنت ہے اور بعض وجوب کے قائل ہیں اور سورۃ سے پہلے اگرچہ مسنون نہیں ہے لیکن مکروہ بھی نہیں ہے۔ بلکہ مستحب اور بہتر ہے۔ فقط۔

بعد تکبیر تحریمہ ارسال نہیں:۔

(سوال ۳۲۶) تکبیر تحریمہ قبل ثناء پڑھنے کے کسی قدر ارسال جائز ہے یا نہ مولوی عبدالحیؒ نے جائز لکھا ہے۔

(جواب) درمختار میں ہے ووضع الرجل يمينه على يساره تحت سرته اخذاً رسغها بخنصره وابهامه الخ كما فرغ من التكبير بلا ارسال فى الا صح الخ قوله بلا ارسال هو ظاهر الرواية الخ.(۲) اس روایت سے معلوم ہوا کہ ارسال صحیح نہیں ہے۔

امام کے دائیں بائیں گھومنے کے لئے مقتدی کی کوئی تعداد نہیں:۔

(سوال ۳۲۷) یہ مسئلہ صحیح ہے یا نہیں کہ جب تک امام کے ساتھ دس یا اور کوئی عدد مخصوص کے مقتدی نہ ہوں تو بعد سلام نماز کے دائیں بائیں گھوم کر نہ بیٹھے۔

(جواب) یہ مسئلہ صحیح نہیں ہے۔ كما فى الشامى ولو دون عشرة . اى ان الا ستقبال مطلق لا تفصيل فيه بين عدد وعدد الخ ولا يلتفت الى ماذكره بعض شراح المقدمة من ان الجماعة ان كانوا عشرة يلتفت اليهم الخ فان هذالذى ذكره لا اصل له فى الفقه الخ .(۳)

سجدے سے اٹھتے ہوئے سہارا لینا جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۲۸) سہارا لینا سجدہ سے اٹھتے وقت بلاعذر جائز ہے یا مکروہ اور گھٹنوں پر سہارا لینا یعنی اعتماد علی الرکبہ اگرچہ جائز ہے لیکن اس کا ترک مستحب ہے یا نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے لآ يعتمد على الارض بل يعتمد على

---

(۱) ردالمحتار. باب صفة الصلوة ج ۱ ص ۴۵۷ و ج ۱ ص ۴۵۸ ط.س. ج ۱ ص ۴۹۰. ۱۲ ظفير.
(۲) ردالمحتار. باب صفة ج ۱ ص ۴۵۴ .ط.س. ج ۱ ص ۴۸۶. ۱۲ ظفير.
(۳) ردالمحتار. باب صفة الصلوة. قبيل فصل فى القرأة ج ۱ ص ۴۹۶ .ط.س. ج ۱ ص ۵۳۱. ۱۲ ظفير

الركبة وترك الا عتماد مستحب الخ اس عبارت کا کیا مطلب ہے اور اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) درمختار میں ہے ويكبر للنهوض على صدور قدميه بلا اعتماد وقعود استراحة الخ شامی میں ہے قوله بلا اعتماد اى على الأرض الخ قال فى الكفاية اشاربه الى خلاف الشافعى رحمة الله عليه فى موضعين احدهما يعتمد بيديه على ركبتيه عندنا وعنده على الارض الخ شامی ص ۳۴۰ جلد اول (۱) پس معلوم ہوا کہ مذہب حنفیہ کا اعتماد علی الرکبتین ہے اور مذہب امام شافعی رحمہ اللہ اعتماد علی الارض ہے۔ لہذا بلا عذر اعتماد علی الارض نہ کرے بلکہ اعتماد علی الرکبتین کر کے اٹھے اور عالمگیریہ میں جو یہ مذکور ہے۔ وترك الا عتماد مستحب (۲) اس کا مطلب یہی ہے کہ ترک اعتماد علی الارض مستحب ہے۔ فقط۔

فاتحہ خلف الامام وغیرہ کی بحث:۔

(سوال ۳۲۹/ ۱) کسی حدیث سے اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ ﷺ کا قرأۃ فاتحہ خلف الامام کو منع کرنا۔

(سوال ۳۳۰/ ۲) رسول اللہ ﷺ کا نماز میں زیر ناف ہاتھ باندھنا یا سینہ پر ہاتھ باندھنے سے منع کرنا۔

(سوال ۳۳۱/ ۳) رسول اللہ ﷺ کا نماز میں آمین آہستہ کہنا یا خدا تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ کا آمین بالجہر سے منع کرنا (۴) رسول اللہ ﷺ کا وتروں میں رفع یدین کرنا یا کرنے کی اجازت دینا (۵) رسول اللہ ﷺ کا طاق رکعتوں میں جلسہ استراحت نہ کرنا یا کرنے سے منع کرنا ثابت کیا ہے۔ ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) اللہ تعالیٰ نے بھی منع فرمایا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی قال الله تعالىٰ واذا قرأ القران فاستمعوا له وانصتوا (۳) وفى حديث مسلم واذا قرء فانصتوا (۴)

(۲) وذكر عن على من السنة فى الصلوة وضع الكف على الكف تحت السرة رواه ابو داؤد احمد واللفظ له. (۵) پس سنت کہنا حضرت علیؓ کا وضع الكف على الكف کو تحت السرہ دال ہے اس پر کہ یہ فعل رسول اللہ ﷺ کا ہے۔

(۳) اخفاء آمین کا حکم اولاً قرآن شریف سے مفہوم ہوتا ہے ادعوا ربكم تضرعاً وخفية (۶) اور حدیث کے الفاظ وخفض واخفى به صوته (۷) وغیرہ وارد ہیں جو نص ہیں اخفاء آمین پر اور روایت ابن مسعودؓ جو ھدایہ میں مذکور ہے وہ بھی اخفاء آمین پر دال ہے اور شرح منیہ میں حضرت وائلؓ (۸) کی روایت بھی اخفاء آمین کے سنت ہونے میں مذکور ہے۔

(۴) قال ابن قدامه فى المغنى وقدروى عن ابن عمر رضى الله عنه انه كان اذا فرغ من

---

(۱) ردالمحتار باب صفة الصلوة جلد اول ص ۴۷۲ و ص ۴۷۳. ط.س. ج ا ص ۵۰۶. ۱۲ ظفیر.
(۲) عالمگیری مصری الباب الرابع فى صفة الصلوة فصل ثالث (ج ا ص ۷۰. ط. ماجديه ج ا ص ۷۵) ظفير.
(۳) سورة الا عراف ركوع ۲۴. ۱۲ ظفير. (۴) مشكوة باب القراءة فى الصلوة ص ۸۱ وآثار السنن باب فى ترك القراءة خلف الا مام فى الجهرية ۱۲ ظفير. (۵) غنية المستملى ص ۲۹۴ وعن علقمة بن وائل بن حجر عن ابيه قال رأيت النبى صلى الله عليه وسلم يضع يمينه على شماله تحت السرة رواه ابن ابى شيبة واسناده صحيح (آثار السنن. باب وضع اليدين تحت السرة) ظفير. (۶) سورة الا عراف ركوع ۷. ۱۲ ظفير. (۷) دیکھئے آثار السنن باب ترك الجهر بالتامين ۱۲. (۸) لقول ابن مسعود اربع يخفيهن الا مام وذكر من جملتها التعوذ والتسمية وامين (هدايه. باب صفة الصلوة ج ا ص ۹۲) ظفير.

القراء ۃ کبر وفی الذخیرۃ ورفع یدیه حذاء اذنیه وهو مروی عن ابن مسعود وابن عمر و ابن عباس وابی عبیدۃ الخ وقال قبیله فان ذالک مروی عن علی وابن عمرو براء بن عازب والقیاس یدل فان التکبیر للفصل والا نتقال من حال الی حال الخ ۔(۱)

پس معلوم ہوا کہ وتر کی تیسری رکعت میں بعد قراءۃ کے تکبیر کہنا اور رفع یدین کرنا عبداللہ ابن مسعود اور ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم وغیرہم سے ثابت ہے۔ پس لامحالہ ان حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر ایسا کیا ہوگا۔

(۳) وعن ابی هریرۃ رضی اللہ عنه قال کان النبی صلی اللہ علیه وسلم ینهض فی الصلوٰۃ علی صدور قدمیه ۔(۲) اور بہت سے صحابہ سے بھی منقول ہے۔ کذا فی شرح المنیۃ۔ فقط۔

فاتحہ خلف الامام، آمین بالجہر، رفع یدین اور سینہ پر ہاتھ باندھنے کی تحقیق:۔

(سوال ۳۳۲) مندرجہ ذیل طریقہ سے نماز پڑھنا از روئے قرآن وحدیث وفعل صحابہ رضی اللہ عنہم درست ہے یا نہیں (۱) خلف امام سورۃ فاتحہ پڑھنا (۲) آمین بلند آواز سے پکارنا (۳) رفع یدین کرنا (۴) ہاتھ سینہ پر باندھنا۔ بینوا توجروا۔

(جواب) (۱) امام کے پیچھے سورہ فاتحہ یا کوئی سورۃ پڑھنا نص قطعی اور احادیث صحیحہ سے ممنوع ہے۔ قران شریف میں ہے واذا قرأ القران فاستمعو اله وانصتوا (۳) الآیہ اور حدیث مسلم میں ہے واذا قرء فانصتوا۔(۴) اور دوسری روایت میں ہے من کان له امام فقرائۃ الامام قراء ۃ له(۵) الحدیث. او کما قال صلی اللہ علیه وسلم

(۲) آمین میں اخفاء مسنون ومستحب ہے اگرچہ پکار کر کہنے سے بھی نماز ہو جاتی ہے۔ لیکن طریق سنت یہ ہے کہ آمین کو آہستہ کہا جاوے لانه دعاء وقال اللہ تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعاً وخفیة.(۶) والا حادیث متعارضة فتعین المصیر الی الا صل وهو الا خفاء۔

(۳) رفع یدین سوائے تکبیر افتتاح کے منسوخ ہوگیا ہے جیسا کہ روایت کان فترک اس پر دال ہے اور عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث میں ہے وعن علقمة قال لنا ابن مسعود رضی اللہ عنه الا اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فصلی ولم یرفع یدیه الا مرۃ واحدۃ مع تکبیرۃ الا فتتاح .(۷) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر فعل آپ کا ترک رفع یدین ہے سوائے تکبیر افتتاح کے۔

(۴) ہاتھ نیچے ناف کے باندھنے چاہئیں قال فی الهدایة ویعتمد بیدیه الیمنی علی الیسری

---

(۱) غنیة المستملی ص ۳۹۷ بحث الوتر ۱۲ ظفیر۔
(۲) ہدایہ باب صفة الصلوٰۃ ج ۱ ص ۱۰۱ عن البخاری ۱۲ ظفیر۔
(۳) سورۃ الاعراف رکوع ۲۴ ظفیر۔
(۴) دیکھئے آثار السنن. باب ترک القرأۃ خلف الا مام فی الجهریة ج ۱ ص ۸۵ مشکوٰۃ باب القرأۃ ص ۸۱ . ۱۲ ظفیر۔
(۵) آثار السنن باب فی ترک القراء ۃ خلف الا مام فی الصلوٰت کلها ج ۱ ص ۸۷ . ۱۲ ظفیر۔
(۶) سورۃ الاعراف رکوع ۷. ۱۲ ظفیر۔
(۷) آثار السنن .باب ترک رفع الیدین فی غیر الا فتتاح ج ۱ ص ۱۰۳ نیز دیکھئے غنیة المستملی صفة الصلوٰۃ ص ۳۱۶ ۱۲ ظفیر۔

تحت السرة لقوله عليه السلام ان من السنة وضع اليمين على الشمال تحت السرة الخ. ولان الوضع تحت السرة اقرب الى التعظيم .(۱) وفى حديث ابراهيم النخعى ما يدل عليه روى ابو حنيفة عن حماد عن ابراهيم النخعى ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يعتمد بيده اليمنى على اليسرىٰ تواضعاً الخ فقط۔(۲)

رفع سبابہ کرنا چاہئے یا نہیں :۔

(سوال ۳۳۳) رفع سبابہ اس طرف حنفی نہیں کرتے اور امام صاحب کا ایک قول نہ کرنے کا حجت پکڑتے ہیں۔

(جواب) رفع سبابہ کے متعلق درمختار اور شامی نے پوری تفصیل فرمادی ہے۔اور رفع کو راجح کردیا ہے۔اور بہت سی کتب سے اس کو نقل کیا ہے اس کے بعد مقلد کو خلاف کی گنجائش نہیں ہے۔موطأ میں امام محمد رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں کہ قول ہمارا اور ہمارے استاد امام ابوحنیفہؒ کا ہے۔ (۳) فقط۔

آمین بالسر کی حدیث کس درجہ کی ہے :۔

(سوال ۳۳۴) مخالفین کہتے ہیں کہ احادیث آمین بالخفاء معلول ومجروح ہوئی ہیں لہذا آمین بالجہر کہنا اولیٰ ہے اور کہتے ہیں کہ خود حنفی نے کہا ہے کہ آمین بالجہر احادیث قویہ سے ثابت ہے۔اس اعتراض کا کیا جواب ہے۔امید کہ کوئی حدیث قوی تحریر فرماویں اور باعث ترجیح بھی تحریر فرماویں۔

(جواب) حدیثیں دونوں طرح کی موجود ہیں یعنی اخفاء وجہر دونوں قسم کی احادیث موجود ہے لیکن احادیث اخفاء کو ترجیح ہے بسبب قول اللہ تعالیٰ کے ادعوا ربكم تضرعا و خفية الاية(۴) اور حدیث صحیح بھی موجود ہے انکم لا تدعون اصم ولا غائباً (۵) اور فرمایا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اربع يخفيهن الامام وذكر من جملتها التعوذ والتسمية وامين .(۶) فقط۔

تشہد میں انگلی اٹھا کر کس لفظ پر گرائی جائے :۔

(سوال ۳۳۵) نماز میں التحیات پڑھتے وقت جو انگلی اشهد ان لا اله الا الله کے وقت اٹھائی جاتی ہے وہ کس وقت گرانی چاہئے۔

(جواب) شرح منیہ میں امام حلوائی سے نقل کیا ہے کہ لا الہ پر انگشت کو اٹھاوے اور الا اللہ پر رکھ دیوے۔ (۷) فقط۔

---

(۱) هدايه باب صفة الصلوة ج ۱ ص ۹۵ وص ۹۶. ۱۲ ظفير.

(۲) حاشيه هدايه . باب صفة الصلوة تحت قوله وضع اليمين ج ۱ ص ۹۶ ۱۲ ظفير.

(۳) لكن المعتمد ما صحح الشراح ولاسيما المتاخرون كالكمال والحلبى والبهنسي والباقانى وشيخ الاسلام الجد وغيره انه يشير لفعله عليه الصلوة والسلام الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار . باب صفة الصلوة ج ۱ ص ۴۷۴. ط.س. ج ۱ ص ۵۰۸) ظفير.

(۴) سورة الاعراف ركوع ۷. ۱۲ ظفير . (۵) مشكوة باب ثواب التسبيح فصل اول ص ۲۰۱. ۱۲ ظفير.

(۶) هدايه باب صفة الصلوة ص ۹۶. ۱۲ ظفير . (۷) يرفعها عند النفى ويضعها عند الاثبات (درمختار) وفى المحيط انها سنة يرفعها عند النفى ويضعها عند الاثبات وهو قول ابى حنيفة ومحمد وكثرت به الاثار والاخبار فالعمل به اولىٰ (ردالمحتار . باب صفة الصلوة مطلب مهم فى عقد الاصابع عن التشهد ج ۱ ص ۴۷۵. ط.س. ج ۱ ص ۵۰۹) ظفير.

انگشت شہادت سے اشارہ:۔

(سوال ۳۳۶) نماز میں انگشت شہادت کا اٹھانا کثرت احادیث سے ثابت ہے مگر فقہاء رحمہم اللہ معلوم نہیں کیوں منع فرماتے ہیں اور حرام کہتے ہیں۔اگر مذہب حنفیہ میں جائز ہوتو تحریر فرمائیے۔

(جواب) فقہاء محققین حنفیہ نے بھی راجح اشارہ بالسبابہ کو فرمایا ہے اور اسی پر فتویٰ اور عمل ہے۔درمختار میں ہے بعد نقل روایت منع کے لکن المعتمد ما صححه الشراح ولا سيما المتا خرون كا لكمال والحلبى والبهنسى والبا قانى وشيخ الا سلام الجد وغيرهم انه يشير لفعله عليه الصلوٰة والسلام ونسبوه لمحمد والامام بل فى متن دررالبحار و شرحه غرر الاذكار المفتى به عندنا انه يشير با سطاً اصابعه كله والشرنبلا لية عن البرهان الصحيح انه يشير بمسبحة وحدها الخ وفى الشامى فهو صريح فى ان المفتى به هو الا شارة بالمسبحة مع عقد الا صابع على الكيفية المذكووة الخ ج ا ص ۳۴۱ شامى.(۱)

دوسری رکعت سے کس طرح کھڑا ہو:۔

(سوال ۳۳۷/ ۱) دوسری رکعت میں بعد قعدہ کے جب کھڑا ہوتو ہاتھ بدستور رانوں پر رکھ کر کھڑا ہو یا زمین پر سہارا دے کر کھڑا ہو۔

سلام کے بعد والی دعا میں مقتدی کی شرکت:۔

(سوال ۳۳۸/ ۲) مقتدی کو امام کے سلام کے بعد دعاء میں اقتداء و شرکت ضروری ہے یا مستحب۔

(جواب) (۱) ہاتھ گھٹنوں اور رانوں پر رکھ کر کھڑا ہونا بہتر ہے اور اگر بضرورت زمین پر رکھ کر کھڑا ہوتو یہ بھی درست ہے۔(۲) فقط

(۲) مستحب ہے۔(۳) فقط۔

جلسہ استراحت درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۳۹) نماز میں دوسجدوں کے ختم کے بعد تھوڑی دیر بیٹھ کر دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہونا جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) ردالمحتار. باب صفة الصلوة ج ا ص ۴۷۴ .ط.س.ج ا ص ۵۰۸. ۱۲ ظفير.

(۲) ويكبر للنهو ض على صدور قدميه بلا اعتماد وقعود استراحة ولو فعل لا باس (درمختار) بلا اعتماد اى على الارض قال فى الكفاية اشاربه الى خلاف الشافعى فى موضعين احد هما يعتمد بيديه على ركبتيه عند نا وعنده على الارض والثانى الجلسة الخفيفة الخ (ردالمحتار . باب صفة الصلوة ج ا ص ۴۷۲ .ط.س.ج ا ص ۵۰۶)ظفير.

(۳) ويستحب ان يستغفر ثلاثا ويقرأ اية الكرسى الخ ويد عوه. ختم بسبحان ربک (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلوة ج ا ص ۴۹۵ .ط.س. ج ا ص ۵۳۰)فاذا تمت صلوة الا مام فهو مخير ان شاء انحرف عن يساره الخ وان شاء انحرف عن يمينه الخ وان شاء ذهب الى هوائجه لا نه قضى صلوته الخ وان شاء استقبل الناس بوجهه الخ (غنية المستملى ص ۳۲۰)ظفير.

(جواب) حنفیہ کے نزدیک جلسہ استراحت سجدہ کے بعد دوسری اور چوتھی رکعت کے لئے اٹھنے کے وقت نہیں ہے۔(۱) ایسا نہ کیا جاوے۔ فقط۔

بوقت اشارہ انگلیوں کا حلقہ کرنا جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۴۰) نزدیک امام اعظم کے بوقت تشہد وسطیٰ اور ابہام کا حلقہ کر کے اور خنصر و بنصر کو بند کر کے اشارہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اشارہ بالسبابہ کی تشہد میں یہ صورت جو سوال میں مذکور ہے کہ ابہام اور وسطیٰ کا حلقہ کرے بنصر اور خنصر کو بند کرے۔ کتب فقہ حنفیہ میں بھی اس کو لکھا ہے اور یہ جائز ہے اور شامی میں ہے۔ **فکذا قال فی منیة المصلی فان اشار یعقد الخنصر والبنصر و یحلق الوسطیٰ بالابہام الخ**(۲) اور درمختار میں نقل کیا ہے **الصحیح انه یشیر بمسبحة وحدها یرفعها عند النفی ویضعها عند الا ثبات الخ**.(۳) یعنی انگشت سبابہ کو لا الہ کے ساتھ اٹھاوے اور الا اللہ پر رکھ دے۔ فقط۔

دائیں ہاتھ کی انگشت نہ اٹھا سکتا ہو تو کیا کرے:۔

(سوال ۳۴۱) ایک شخص داہنے ہاتھ کی انگلی شہادت اٹھانے سے مجبور ہے تشہد میں بائیں ہاتھ کی انگلی اٹھاتا ہے زید منع کرتا ہے۔

(جواب) اگر داہنے ہاتھ میں عذر ہے اور انگشت نہیں اٹھا سکتا تو وہ انگشت نہ اٹھاوے۔ بائیں ہاتھ کی انگشت اٹھانے کا حکم نہیں ہے۔(۴) فقط۔

سلام پھیرنے کے بعد امام کا رخ کدھر ہونا چاہئے:۔

(سوال ۳۴۲) امام کو بعد سلام پھیرنے کے ان نمازوں میں جن کے بعد سنتیں نہیں ہیں کس طرف کو بیٹھنا چاہئے۔ داہنی طرف یا بائیں طرف یا قبلہ کو پشت کر کے جملہ مقتدیوں کی طرف۔ بینوا توجروا۔

(جواب) حدیث مسلم میں ہے **عن البراء قال کنا اذا صلینا خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**

---

(۱) ویکبر للنهوض بلا اعتماد وقعود استراحة ولو فعل لاباس (درمختار) بلا اعتماد الخ ای علی الارض قال فی الكفاية اشاربه الی خلاف الشافعی فی موضعين احدهما يعتمد بيديه علی ركبتيه عندنا وعنده علی الارض والثانی الجلسة الخفيفة قال شمس الائمة الحلوانی الخلاف فی الافضل حتی لو فعل كما هو مذهبنا لا باس به عند الشافعی ولو فعل كما هو مذهبه لا باس به عندنا كما فی المحيط اه قال فی الحلية والاشبه انه سنة او مستحب عند عدم العذر فيكره فعله تنزيها لمن ليس به عذر اه وتبعه فی البحر واليه يشير قولهم لا باس فانه يغلب فيما تكره اولیٰ (ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۲. ط.س. ج ۱ ص ۵۰۶) ظفير.

(۲) ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۵. ط.س. ج ۱ ص ۵۰۸. ۱۲ ظفير

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۴. ط.س. ج ۱ ص ۵۰۹) ظفير.

(۴) الصحيح انه يشير بمسبحة وحدها يرفعها عند النفی (درمختار) قوله بمسبحة وحدها فيكره ان يشير بالمسبحتين كما فی الفتح وغيره (ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۴. ط.س. ج ۱ ص ۵۰۹) ظفير.

احببنا ان نکون عن یمینه یقبل علینا بوجهه قال فسمعته یقول رب قنی عذابک یوم تبعث او تجمع عبادک رواه مسلم.(۱)و فی حدیث عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال لا یجعل احدکم للشیطان شیئا من صلاته یریٰ ان حقاً علیه ان لا ینصرف الا عن یمینه لقدر ایت رسول الله صلی الله علیه وسلم کثیرا ینصرف عن یساره رواه البخاری و مسلم.(۲).وعن انس قال کان النبی صلی الله علیه وسلم ینصرف عن یمینه رواه مسلم .(۳)وعن سمرةبن جندب قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا صلی صلوٰةً اقبل علینا بوجهه رواه البخاری ص ۷۹ مشکوٰةشریف.(۴)ان روایات سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ اکثر اوقات داہنی طرف کو بیٹھتے تھے اور منصرف ہوتے تھے۔اور کبھی بائیں طرف کواور کبھی اقبال علی الناس بوجہ فرماتے تھے جس سے یہ بھی مطلب حاصل ہوسکتا ہے کہ مستدبر قبلہ ہوکر لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور یہ بھی اس کا مطلب ہوسکتا ہے کہ یہ اقبال بوجہ وہی ہے جس کو یمین اور یسار کی طرف انصراف سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے بھی اس میں اختیار دیا ہے کہ خواہ داہنی طرف کو ہوکر بیٹھے اور خواہ بائیں طرف کواور خواہ مستقبل الی الناس اور مستدبر قبلہ ہوکر بیٹھے۔درمختار میں ہے وفی الخانیة یستحب للامام التحول یمین القبلة یعنی یسار المصلی الخ وخیره فی المنیه بین تحویله یمینا ً وشمالاً الخ واستقباله الناس بوجهه الخ(۵) اور اکثر فعل آنحضرت ﷺ کا داہنی طرف ہوکر بیٹھنے کا تھا کما ذکره الشراح وعلیه عمل اکابرنا کا لیشخ المحدث گنگوهی ومولانا النا نوتوی قدس الله اسرارهما .فقط۔

امام بآواز بلند دعاء مانگ سکتا ہے:۔

(سوال ۳۴۳) کیاامام دعاء بآواز بلند مانگ سکتا ہے۔اگر چہ اس صورت میں مقتدی بھی آواز سے یا آہستہ سے دعاء مانگ رہے ہوں خواہ آیات قرآنی سے امام دعا مانگ رہا ہو۔

(جواب) دعاء آہستہ مانگنا اچھا ہے قال تعالیٰ ادعوار بکم تضرعا وخفیة(۶)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ میں امام سے سبقت:۔

(سوال ۳۴۴) اگرکوئی مقتدی امام سے پہلے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنے سانس توڑ دے یاامام کے منہ پھیرنے سے پہلے منہ پھیر دے تو اس کی نماز ہوگی یا نہیں۔

(جواب) نماز اس صورت میں صحیح ہے مگر امام سے پہلے سلام پھیرنا مکروہ ہے۔ وانما کره للموتم ذلک لترک

(۱)مشکوٰة باب الدعاء فی التشهد فصل اول ص ۸۷ . ۱۲ ظفیر.
(۲)ایضا.
(۳)ایضا.
(۴)ایضا ۱۲ ظفیر.
(۵)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۹۵.ط.س.ج ۱ ص ۵۳۱ تفصیل کے لئے دیکھئے غنیة المستملی ص ۳۳۰ . ۱۲ ظفیر. (۶)سورة الاعراف رکوع ۷. ۱۲ ظفیر.

متابعةالا مام بلا عذر الخ شامی جلد اول.(۱)

تشہد میں انگشت سے اشارہ:۔

(سوال ۳۴۵) سرحد کے علماء تشہد میں انگشت اٹھانے سے منع کرتے ہیں کہ یہ فعل نماز میں نہ کیا جائے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ یہ فعل کرنا نماز میں سنت سے ثابت ہوا ہے لہذا جس طور پر اشارہ ثابت ہوا ہے بہ سند صحیح تحریر فرماویں۔

(جواب) صحیح عندالحنفیہ یہ ہے کہ تشہد میں اشارہ بالسبابہ سنت ہے اور اس کے خلاف کو خلاف روایت اور درایت لکھا ہے۔ درمختار میں متعدد کتب کے حوالہ سے اشارہ بالسبابہ کی تصحیح فرمائی ہے۔ حیث قال بعد نقل قول عدم الا شارة لکن المعتمد ما صححه الشراح ولا سيماً المتاخرون کا لکمال والحلبی والبهنسی والباقانی وشيخ الا سلام الجدو غيرهم انه يشير لفعله عليه الصلوٰة والسلام ونسبوه لمحمد والا مام بل فی متن دررالبحار وشرحه غررالا ذکار المفتی به عند نا انه يشير الخ وفی الشرنبلا لية عن البرهان الصحيح انه يشير بمسبحة الخ واحتر زبالصحيح عما قيل لا يشير لانه خلاف الرواية والدراية الخ وفی العينی عن التحفة الا صح انها مستحبة وفی المحيط سنة ودر مختار.(۲) فقط۔

فاتحہ اور سورہ کے درمیان بسم اللہ کی بحث:۔

(سوال ۳۴۶) خلاصۃ الفتاویٰ جلد اول ص ۵۲ میں ہے والکلام فی التسمية علی وجوه منها فلان ومنها انه ياتی بها فی اول الصلوٰة لا غير فی رواية الحسن رحمة الله عليه عن ابی حنيفة رحمة الله عليه وفی رواية ابی يوسف رحمة الله عليه عن ابی حنيفة رحمة الله عليه ياتی بها فی اول کل رکعة وعن محمد رحمة الله عليه ياتی بها فی اول کل رکعة وعند افتتاح کل سورة الا اذاکانت صلوٰة يجهر فيها بالقراء ة لا ياتی الا مام بالتسمية بين الفاتحة والسورة عندنا. اب ان اقوال میں سے کس قول پر فتویٰ دیا جاوے اور عمل کیا جاوے۔

(جواب) اس کا فیصلہ صاحب درمختار نے اس طرح کیا ہے وکماتعوذ سمی الخ سراً فی اول کل رکعة ولو جهريةً لا تسن بين الفاتحة والسورة مطلقاً ولو سريةً ولا يکره اتفاقاً قوله ولا تکره اتفاقاً ولهذا صرح فی الذخيرة والمجتبی بانه ان سمی بين الفاتحة والسورة المقروء ة سراً اوجهراً کان حسناً عندابی حنيفة ورجحه المحقق ابن الهمام الخ شامی.(۳) پس معلوم ہوا کہ مابین فاتحہ وسورۃ کے بھی بسم اللہ پڑھنا بہتر ہے۔ اگر چہ سنت موکدہ نہیں جیسا کہ اول ہر رکعت میں ہے۔ فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب صفة الصلوٰة فصل اذا اراد الشروع ج ۱ ص ۴۹۰ ط.س. ج ۱ ص ۵۲۵. ۱۲ ظفير.
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۴ ط.س. ج ۱ ص ۵۰۸. ۱۲ ظفير.
(۳) ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۵۷ وج ۱ ص ۴۵۸ ط.س. ج ۱ ص ۴۹۰. ۱۲ ظفير.

امام کے لئے انحراف عن القبلہ کن نمازوں کے بعد مستحب ہے:۔

(سوال ۳۴۷) بعد فریضۂ نماز کے سلام پھیرنے کے اہل حدیث تو ہر نماز کے بعد مقتدیوں کے طرف متوجہ ہو کر دعاء مانگتے ہیں مگر حنفی امام کو اکثر دیکھا ہے کہ جس کی بعد تطوع نہیں مثلاً فجر و عصر وہاں تو وہ بھی اہل حدیث کی طرح ہی سلام پھیر کر مقتدیوں کی طرف منہ کر لیتے ہیں۔ مگر جس نماز کے بعد تطوع ہیں مثلاً ظہر، مغرب، عشاء، وہاں وہ روقبلہ ہی ہو کر دعا مانگتے ہیں۔ ان میں سے کوئی طریق اقرب الی السنۃ ہے مع حوالہ تحریر ہو۔ حدیث بخاری کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی اقبل علینا بوجھہ سے استمرار ثابت ہوتا ہے یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) درمختار میں ہے ویکرہ تاخیرا لسنۃ الا بقدر اللھم انت السلام الخ وفی الخانیۃ یستحب للامام التحول یمین القبلۃ یعنی یسار المصلی لتنفل او ورد وخیرہ فی المنیۃ بین تحویلہ یمینا وشمالاً واما ماً وخلفاً وذھابہ لبیتہ واستقبالہ الناس بوجھہ الخ جلد اول ص ۳۵۷ وعن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یقعد الا مقدار ما یقول اللھم انت السلام ومنک السلام وتبارکت یا ذاالجلال والاکرام ص ۸۱ مشکوۃ شریف . ان روایات فقہیہ اور حدیث مشکوٰۃ شریف سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں روبقلبہ دعاء مانگ کر سنتوں کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور حدیث بخاری شریف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی اقبل علینا بوجھہ ان نمازوں پر محمول ہے جن کے بعد سنتیں نہیں ہیں۔

آمین بالجہر اور رفع یدین سنت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۴۸) آمین بالجہر اور رفع یدین سنت ہے کہ نہیں۔

(جواب) حنیفہ کے نزدیک یہ سنت نہیں بلکہ آہستہ آمین کہنا اور رفع یدین نہ کرنا سنت ہے۔(۲)

غیر مقلد کی جماعت میں شرکت:۔

(سوال ۳۴۹) ہم مذہب حنفی کے ہمراہ شامل صف نماز ہو کر کسی شخص کا پکار کے آمین کہنا ہمارے لئے موجب فساد نماز یا کراہت نماز ہے یا نہیں اگر باعث کراہت ہے تو کون سی کتاب میں لکھا ہے۔

(جواب) فساد نہیں۔ فقط۔

ختم نماز السلام علیکم پر ہونا چاہئے:۔

(سوال ۳۵۰) السلام علیکم ورحمۃ اللہ پر نماز ختم کر دینا چاہئے یا لفظ برکاتہ بھی پڑھا جائے۔

(جواب) صرف لفظ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنا سنت ہے کما فی الانوار الساطعہ عن منیۃ المصلی وان یقول

---

(۱) ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۹۵ ط.س. ج ۱ ص ۵۳۰، ۱۲ ظفیر.
(۲) وامن سراً الخ ولا یسن رفع یدیہ الا فی تکبیرۃ لافتتاح الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ ط.س. ج ۱ ص ۴۰۳) ظفیر.

السلام علیکم ورحمة الله مرتین اھ(۱)اور اسی طرح اور حدیث میں بھی وارد ہے۔صرف ابوداؤد کی ایک روایت میں وبرکاتہ کا لفظ بھی وارد ہوا ہے۔مگر حنفیہ کے یہاں روایت مشہورہ ہی مسنون ہے وبرکاتہ کے زائد کرنے کی ضرورت نہیں۔(۲)

جن نمازوں کے بعد سنت نہیں ہے دعاء لمبی کرے:۔

(سوال ۳۵۱)بہشتی گوہر میں ہے مسئلہ جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں جیسے ظہر ،مغرب ،عشاء ان کے بعد بہت دیر تک دعاء نہ مانگے بلکہ مختصر دعاء مانگ کر سنن کے پڑھنے میں مشغول ہوجائے۔اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر وعصر۔ان کے بعد جتنی دیر تک چاہے دعاء مانگے۔یہ صورت شرعاً کیسی ہے۔

(جواب)اوفق بالا حادیث یہ صورت ہے جوکہ بہشتی گوہر سے منقول ہے کہ جن فرائض کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر وعصر ان میں حسب روایت نور الا یضاح عمل کرے۔(۳)اور جن فرائض کے بعد سنن ہیں ...... ان کے بعد امام اور مقتدیان مختصر دعاء مانگ کر سنتیں ادا کریں خواہ فصل بالا وارد کر کے بعد میں سنتیں پڑھیں۔اور پھر اجتماعاً دعاء کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ دعاء اجتماعاً ایک ہی بار ہے۔پھر دوبارہ بعد السنن مقتدیوں کو امام کی دعاء کا انتظار کرانا اور اس کا التزام کرنا ضروری نہیں ہے۔(۴)فقط۔

آمین وغیرہ آہستہ کہنا چاہئے:۔

(سوال ۳۵۲)اگر کوئی مقتدی حنفی آمین بالجہر کہے یا ربنا لک الحمد بلند آواز سے کہے تو نماز اس کی بلا کراہت جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)قال فی الدر المختار فی بیان سنن الصلوٰۃ والثناء والتعوذوا لتسمیة والتامین کونهن سراًالخ .(۵)وفیه ایضاًوکذا فی التسمیع والسلام واما الموتم والمنفرد فیسمع نفسه

---

(۱)ویقول السلام علیکم ورحمة الله ولا یقول فی هذا السلام ای فی سلام الخروج من الصلوٰۃ سواء کان عن الیمین اوالیسار اوبر کاته (غنیة المستملی ص ۳۲۶)ظفیر.

(۲)ثم یسلم الخ قائلاالسلام علیکم ورحمة الله هو السنة الخ وانه لا یقول هنا وبر کاته وجعله النووی بدعة ورده الحلبی وفی الحاوی انه حسن (درمختار) رده الحلبی حیث قال فی الحلیة شرح المنیة بعد نقله قول النووی انها بدعة ولم یصح فیها حدیث بل صح فی ترکها غیر ما حدیث مانصه لکنه متعقب فی هذا فانها جاء ت فی سنن ابی داؤد من حدیث وائل بن حجر باسناد صحیح وفی صحیح ابن حبان من حدیث عبدالله بن مسعود ثم قال اللهم الا ان یجاب بشذوذها وان صح مخرجها الخ (ردالمحتار باب صفةالصلوٰۃ بعد الفصل ج ۱ ص ۴۹۱ ط.س. ج ۱ ص ۵۲۶)ظفیر.

(۳)وفی الحجة الا مام اذا فرغ من الظهر والمغرب والعشاء یشرع فی السنة ولا یشتغل بادعیة طویلة کذا فی التتار خانیه (عالمگیری مصری کیفیت صلوٰۃ ج ۱ ص ۷۲ ط.ماجدیه ج ۱ ص ۷۷)ظفیر.

(۴) مسجد تو دراصل فرض نمازوں کے لئے ہے۔نفل اور سنت کا گھروں میں پڑھنا افضل ہے...... والا فضل فی النفل غیر التراویح المنزل، الا لخوف شغل عنها والا صح افضلیة ماکان اخشع واخلص (درمختار) قوله والا فضل فی النفل الخ شمل ما بعد الفریضة وما قبلها لحدیث الصحیحین علیکم بالصلوٰۃفی بیوتکم فان خیر صلاۃ المرء فی بیته الا المکتوبة واخرج ابو داؤد وصلاۃ المرء فی بیته افضل من صلاته فی مسجدی هذا الا المکتوبة وتمامه فی شرح المنیة (ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۸ ط.س. ج ۲ ص ۲۲) اس سے معلوم ہوا کہ نمازیوں کو سنت کے لئے روکنا اور اجتماعاً دعاء کرنے کا دستور عہد نبوی میں نہیں تھا اور نہ اب یہ التزام درست ہے اس لئے کہ حدیث کے خلاف ہے۔ والله اعلم ۱۲ ظفیر.

(۵)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰۃ مطلب فی سنن الصلوٰۃ ج ۲ ص ۳۴۳ ط.س. ج ۱ ص ۴۷۵ ۱۲ ظفیر.

الخ(۱) وفيه ايضاً ترک السنة لا يوجب فساداً ولا سهواً بل اساء ة الخ وقالوا الا ساء ة ادون من الكراهة (۲) فی الشامی الا ساء ة افحش من الكراهة .(۳) الخ ان سب روایات سے معلوم ہوا کہ جہر بالتامين و التحميد عند الحنفيه خلاف سنت ہے۔ اور مرتکب اس کا مسئی ہے۔ فقط۔

بیٹھ کر نماز پڑھنے کی حالت میں ہیئت رکوع کیا ہو:۔

(سوال ۳۵۳) بیٹھ کر نماز پڑھنے سے رکوع کی حالت میں سرین کو ایڑی سے اوپر اٹھانا چاہئے یا نہیں یا سر کو خوب جھکا دینا کافی ہے۔

(جواب) سر کو خوب جھکا دینا کافی ہے اور کمال رکوع کا ایسی حالت میں یعنی بیٹھے ہوئے نماز پڑھنے میں یہ ہے کہ رکوع میں پیشانی گھٹنوں کے مقابل ہو جاوے اور اگر تھوڑا سا بھی سر کو جھادیوے گا کمر کی انحناء کے ساتھ تو یہ بھی کافی ہے۔ شامی میں برجندی سے منقول ہے ولو كان يصلی قاعداً ينبغی ان يحاذی جبهته قدام ركبتيه ليحصل الركوع اه قلت ولعله محمول على تمام الركوع ولا فقد علمت حصوله باصل طأ طأ ة الراس ای مع انحناء الظهر .(۴) شامی۔ فقط۔

بعد نماز پنجگانہ دعاء سنت ہے:۔

(سوال ۳۵۴) بعد نماز پنجگانہ دعاء کے واسطے ہاتھ اٹھانا سنت ہے یا بدعت۔ زید نے دعا اس غرض سے ترک کر دی کہ اس بارہ میں کوئی حدیث وارد نہیں۔ یہ فعل کیسا ہے۔

(جواب) نماز پنجگانہ کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگنا سنت نبویہ ﷺ ہے۔ حصن حصین جو معتبر کتاب حدیث کی ہے اس میں احادیث مرفوعہ دعاء میں ہاتھ اٹھانے اور بعد دعاء کے منہ پر ہاتھ پھیرنے کی موجود ہیں ان کو دیکھ لیا جاوے۔ (۵) نمازوں کے بعد دعاء کا مسنون ہونا بھی اس میں مذکور ہے۔ پس زید کا یہ فعل ترک دعاء بعد الصلوٰۃ خلاف سنت ہے۔ (۶) فقط۔

ثناء اور تشہد وغیرہ کے پہلے بسم اللہ نہیں ہے:۔

(سوال ۳۵۵) نماز میں ثناء اور تشہد اور درود اور دعاء اور دعاء قنوت کے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہئے یا نہیں۔

---

(۱) شامی ج ۱ ص ۴۴۲ باب صفة الصلوٰة ايضاً . ط.س. ج ۱ ص ۴۷۵ . ۱۲ ظفير.
(۲) ايضاً ج ۱ ص ۴۴۲ . ط.س. ج ۱ ص ۴۷۳ ...... ۴۷۴ . ۱۲ ظفير.
(۳) ردالمحتار باب ومطلب ايضاً ج ۱ ص ۴۴۲ . ط.س. ج ۱ ص ۴۷۴ . ۱۲ ظفير.
(۴) ردالمحتار باب صفة الصلوة بحث الركوع والسجود ج ۱ ص ۴۱۶ . ط.س. ج ۱ ص ۴۷۴ ۱۲ ظفير.
(۵) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سألتم الله فاسئلوه ببطون اكفكم (الى قوله) فاذا فرغتم فامسحوا بها وجوهكم رواه ابو داؤد وعن عمر قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا رفع يديه فى الدعاء لم يحطهما حتى يمسح بهما وجهه رواه الترمذى (مشكوٰة كتاب الدعوات فصل ثانى ص ۱۹۵)ظفير.
(۶) ودبر الصلوٰت المكتوبات بحواله الترمذى (حصن حصين احوال الا جابت ص ۳۰)ظفير.

(جواب) بسم اللہ پڑھنا سورہ فاتحہ کے اول اور سورۃ سے پہلے ہے۔ تشہد وغیرہ سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کا حکم نہیں ہے۔ لیکن بعض روایات میں تشہد اور دعاء قنوت میں بسم اللہ وارد ہے۔ اگر پڑھے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ (۱) فقط۔

فرائض کے بعد سنن سے پہلے دعاء کی مقدار کیا ہے:۔

(سوال ۳۵۶) فرائض کے بعد سنن اور نوافل سے پہلے دعاء میں اللھم انت السلام الخ سے زیادہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ شاہ ولی اللہؒ نے حجۃ اللہ البالغہ میں دیگر ادعیہ نقل کر کے ان کا پڑھنا اولیٰ لکھا ہے۔ اس بارہ میں کیا حکم ہے۔

(جواب) ان ادعیہ واذکار کا پڑھنا بعد نماز فرض کے قبل سنن رواتب جائز اور مستحب ہے۔ اور اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ اور بعض فقہاء نے جو یہ لکھا ہے کہ بعد فرائض کے اللھم انت السلام الخ سے زیادہ نہ پڑھے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے اور نہ غرض اس سے تحدید ہے اور اگر بعض فقہاء کی بوجہ ظاہر بعض روایت حدیث کے یہ رائے ہو بھی تو دیگر اکثر فقہاء بوجہ روایات کثیرہ احادیث کے دیگر اذکار وادعیہ ماثورہ جائز و مستحب فرماتے ہیں۔ (۲) جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے تحریر فرمایا ہے۔ فقط۔

حالت رکوع میں الصاق کعبین:۔

(سوال ۳۵۷) الصاق کعبین رکوع کی حالت میں مسنون ہے یا نہیں اور در مختار باب السنن میں جو روایت اور بحث اس کے متعلق ہے وہ روایت قابل عمل ہے یا نہیں۔

(جواب) اس پر عمل کرنا درست ہے کیونکہ علامہ شامی کو کلام صرف اس میں ہے کہ یہ سنت ہے یا نہیں۔ باقی جواز بلکہ استحباب میں کچھ شبہ معلوم نہیں ہوتا اور چونکہ سنت ہونا اس کا ثابت نہیں ہے اس لئے اگر کوئی الصاق کعبین نہ کرے تو اس پر کچھ ملامت نہیں ہے۔ (۳) فقط۔

بعد فرائض دعاء:۔

(سوال ۳۵۸) بعد جماعت کے جو دعاء امام کے ساتھ مانگتے ہیں اس میں آمین کہنا چاہئے یا جو مرضی ہو دعا مانگے۔

---

(۱) وتعوذ الخ سراً الخ لقراءة الخ و كما تعوذ سمى غير الموتم (درمختار) ذكر المصنف ثلاث مسائل تفريعا على قوله لقراءة بناء على قول ابى حنيفة ومحمد ان التعوذ تبع للقراءة اما عند ابى يوسف فهو تبع للثناء الخ لكن مختار قاضى خان والهدايه وشروحها والكافى والا ختيار واكثر الكتب هو قولهما انه تبع للقراءة وبه نا خذ شرح المنية (ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة. بعد الفصل ج ۱ ص ۴۵۶ وج ۱ ص ۴۵۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۸۹) ظفير.

(۲) ويكره تاخير السنة الا بقدر اللهم انت السلام الخ قال الحلوانى لاباس بالفصل بالا وراد ، واختاره الكمال الخ ويستحب ان يستغفر ثلاثا ويقرأ اية الكرسى والمعوذات الخ ويد عوويختم بسبحان ربك الخ (ردالمحتار على هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة فصل كيفيت صلوٰة ج ۱ ص ۴۹۴. ط.س. ج ۱ ص ۴۳۰) ظفير.

(۳) وسنتها الخ رفع اليدين الخ وتكبيرة الركوع الخ والتسبيح فيه ثلاثاوا لصاق كعبيه الخ ويسن ان يلصق كعبيه وينصب ساقيه ويبسط ظهره ويسوى ظهره بعجزه (الدر المختار على هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۴ وج ۱ ص ۴۶۱. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۳...... ۴۷۶) قال السيد ابوالسعود وكذا فى السجود ايضا وسبق فى السنن ايضا اه والذى سبق هو قوله والصاق كعبيه فى السجود سنة وراه ولا يخفى ان هذا سبق نظر فان شارحنا لم يذكر ذلك لا فى الدرالمختار ولا فى الدر المنتقى ولم اره لغيره ايضا فافهم نعم بما يفهم ذالك من انه اذا كان السنة فى الركوع الصاق الكعبين ولم يذكر تفريجها بعده فالا صل بقاء هما ملصيقن فى حالة السجود ايضا تامل الخ (ردالمحتار. باب ايضا ج ۱ ص ۴۶۱). ط.س. ج ۱ ص ۴۷۳ ظفير.

(جواب) جو دعاء چاہے مانگے یہ ضروری نہیں کہ امام کی دعاء پر آمین کہے۔(۱)

متون میں رفع سبابہ کا ذکر کیوں نہیں:۔

(سوال ۳۵۹) متون میں رفع سبابہ کا ذکر کیوں نہیں کیا اور یہ کرنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) درمختار میں اس کی تفصیل دیکھ لیں اس میں بعض متون سے بھی رفع سبابہ نقل کیا ہے۔ اور رفع سبابہ کی تصحیح کی ہے اور امام محمدؒ نے اس کو اپنا اور امام ابوحنیفہ کا قول لکھا ہے۔ (۲) فقط۔

بجائے اللہ اکبر کے یا اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۶۰) نماز میں بجائے اللہ اکبر تکبیرات انتقال کے اگر کوئی شخص سہواً یا اللہ ایک دو مرتبہ کہہ دے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ جائز ہے اور اس صورت میں نماز ہو جاتی ہے۔(۳) فقط۔

انگلیوں کا حلقہ تشہد میں کب تک باقی رکھے:۔

(سوال ۳۶۱) نماز کے اندر قعدہ میں جب انگشت شہادت اٹھاتا ہے تو اور چار انگلیوں کو بند کرنا ہوتا ہے۔ بعد تشہد کے تا سلام ان انگلیوں کو ویسا ہی رکھنا چاہئے یا کھول کر۔

(جواب) لا الہ الا اللہ کہنے کے وقت جب کہ عقد اصابع یا ان کا حلقہ کر لیا ہے تو پھر اس کو فارغ ہونے تک ویسا ہی رکھنا چاہئے کما نقل الشامی عن المحیط انها سنة یرفعها عند النفی ویضعها عن الا ثبات وهو قول ابی حنیفة و محمد رحمة الله علیهما و کثرت به الا ثار والا خبار فالعمل به اولیٰ انتهی فهو صریح فی ان المفتی به هو الا شارة بالمسبحة مع عقد الا صابع علی الکیفیة المذکورة شامی . (۴) جلد اول۔ اس طرح کی متعدد عبارتیں ہیں کہ جن میں عقد اصابع واشارہ کے بعد اس کے کھولنے کا ذکر نہیں جو کہ اس کی صریح دلیل ہے کہ بعد عقد کھولنا مناسب نہیں۔ فقط۔

رکوع میں ٹخنوں کا ملانا سنت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۶۲) رکوع میں دونوں ٹخنوں کا ملانا سنت ہے یا نہیں۔ اگر کوئی شخص اس پر عامل ہو تو اس کو منع کرنا جائز ہے یا نہ۔

---

(۱) ثم یسلم الخ مع الا مام الخ وید عوویختم بسبحان ربک (الدر المختار علی هامش ردالمحتار، باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۸۹ . ط.س. ج ۱ ص ۵۲۴).

(۲) مفصل حوالہ گذر چکا و هو قول ابی حنیفة ومحمد رحمهم الله وکثرت به الاثار والاخبار فالعمل به اولی (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۵ . ط.س. ج ۱ ص ۵۰۸) ظفیر.

(۳) وصح شروعه بتسبیح وتهلیل وتحمید وسائر کلم التعظیم الخالصة له تعالیٰ الخ کما صح لو شرع بغیر عربیة (الدر المختار. علی هامش ردالمحتار. فصل تالیف الصلوٰة ج ۱ ص ۴۵۰ . ط.س. ج ۱ ص ۴۸۳) ظفیر.

(۴) ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة بحث القیام ج ۱ ص ۴۱۴ . ط.س. ج ۱ ص ۵۰۹ . ۱۲ ظفیر.

(جواب)و باللہ التوفیق۔شامی میں ہے ویکره القیام علی احد القدمین فی الصلوٰة بلا عذر وینبغی ان یکون بینهما مقدار اربع اصابع الید لا نه اقرب الی الخشوع هکذا روی عن ابی نصر الد بوسی انه کان یفعله کذا فی الکبری وما روی انهم الصقوا الکعاب بالکعاب اریدبه الجماعة ای قام کل واحد بجانب الاخر کذا فی فتاویٰ سمر قند الخ ص ۲۹۹ جلد اول ۔(۱)اس روایت سے یہ امر معلوم ہوا کہ حالت قیام میں ہر دو قدم کے درمیان میں چار انگشت کا فاصلہ ہونا چاہئے اور یہ کہ الصاق کعاب بالکعاب کے معنی محاذات کے ہیں جو کہ احادیث سوّوا صفوفکم ۔ وتوا صوا. وسد واالخلل (۲)وغیرہ سے مستفاد ہے۔پس جب کہ حالت قیام میں چار انگشت کا فاصلہ قدمین میں رکھنا چاہئے تو رکوع میں بھی اسی حالت پر رہنا چاہئے۔بہر حال معلوم ہوتا ہے کہ اصل سنت الصاق۔محاذات وتسویہ صف سے حاصل ہو جاتی ہے اور تجربہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ رکوع اور سجود میں الصاق کعبین حقیقتاً متعذر ہے یا بہت تکلف اور دقت سے ہوتا ہے۔ایڑیوں کو تو ملایا جا سکتا ہے مگر تجربہ سے معلوم ہوا کہ ایڑیوں کے ملانے سے کعبین نہیں ملتے البتہ محاذات کعبین پوری طرح اس میں حاصل ہو جاتی ہے اور یہی مقصود شارع علیہ السلام معلوم ہوتا ہے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے اور اس کی زیادہ تحقیق اور تفصیل مع نقل عبارات مولانا میرک شاہ مدرس مدرسہ ہٰذا نے دوسرے پرچہ پر لکھی ہے اس کو ملاحظہ کیا جائے۔فقط۔

دیگر از مولانا میرک شاہ صاحب مدرس دار العلوم۔

(جواب)اقول و باللہ التوفیق ۔یہ مسئلہ الصاق کعبین کا اگرچہ متاخرین حنفیہ کی کتب میں ہے لیکن ائمۂ مذہب اور متقدمین حنفیہ کے نزدیک اس کی کوئی اصل نہیں پائی جاتی چنانچہ متقدمین کی کتب معتبرہ میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔بلکہ حق یہ ہے کہ اس مسئلہ کو سب سے پہلے زاہدی نے مجتبیٰ میں ذکر کیا ہے پھر اس سے قہستانی نے جامع الرموز اور شرح کیدانی میں اور حلبی نے شرح منیہ میں اور ابن انجم نے بحر اور تمر تاشی (تلمیذ صاحب بحر) نے نہج القضاء میں نقل کیا ہے اور چونکہ کسی قسم کی تردید بھی نقل کرتے ہوئے نہ کی۔اس وجہ سے اس کو معمول بہ سمجھا گیا۔چنانچہ بحر وصاحب درمختار نے صیغۂ جزم سے اسے نقل کیا۔ادھر سے بعض فقہاء کے کلام سے اور توارث وتعامل سے معلوم ہوتا ہے کہ تفریج ہی منت ہونا چاہئے۔چنانچہ سعایہ میں مذکور ہے ورأیت کلاماً للشیخ محمد حیات السندی یقضی اثبات سنیة لتفریج و نفی سنیة الا لصاق اه(۳)ان حالات کو دیکھ کر فقہاء متاخرین کی عبارت یا مؤل ہوگی یا مرجوح طوالع الانوار شرح درمختار میں شیخ محمد عابدؒ نے اس کی تاویل کرتے ہوئے الصاق کعبین سے محاذات کعبین مراد لی ہے اور اس میں علامہ رحمتی کے قول سے استیناس بھی کر لیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں قوله والصاق کعبیه ای حالة الرکوع قال الشیخ رحمتی مع بقاء تفریج ما بین القدمین قلت لعله اراد من الا لصاق المحاذاة وذالک بان یحاذی کل من کعبیه الاخر فلا یتقدم احد هما علی الاخر ۔(۴)یہ تو متاخرین کے اس قول کی تاویل کی صورت ہے جو طوالع الانوار شرح درمختار میں مذکور ہے اور جن فقہاء نے اس کی تاویل کا ارادہ نہیں کیا ہے وہ اس کو قول مرجوح اور زاہدی کے اوہام

(۱)ان جملوں کے لئے دیکھئے مشکوۃ باب تسویۃ الصفوف ۱۲ ظفیر۔
(۲)(۳)سعایہ۔
(۴)طوالع الانوار۔

میں درج کرتے ہیں کما فی السعایة نقلاً عن تعلیق الشیخ ابی الحسن السندی علی الدر المختار هذه السنة انما ذکرها من المتاخرین تبعا للمجتبی ولیس لها ذکر فی الکتب المتقدمة ولم یرد فی السنة علی ما وقفنا علیه وکان بعض مشائخنا یری انه من اوهام صاحب المجتبی وکانهم توهموا مما وردان الصحابة کانوا یهتمون بسد الخلل فی الصفوف حتی یضمون الکعاب والمناکب ولا یخفی ان المراد ههنا الصاق کل کعب بکعب صاحبه لاکعبه مع الکعب الآخراه (۱) خلاصہ یہ کہ دونوں ٹخنوں کو رکوع میں بالکل ملا دینا جیسے کہ مجتبیٰ اور اس کے اتباع کی کتب میں واقع ہوا ہے۔ اپنے ظاہر مفہوم پر محمول نہیں اور اگر ظاہر مفہوم پر ہی محمول ہو تو صاحب مجتبیٰ کی اوہام میں سے ہوگا لیکن سعایہ میں شق اول کو اختیار کیا ہے اور رکوع میں الزاق کعب بکعب کی سنیت کی نفی کو دلائل عدیدہ سے ثابت کیا ہے. فلیر اجع۔ کتب میرک شاہ۔ فقط۔

تشہد میں بحث رفع سبابہ:۔

(سوال ۳۶۳) تشہد میں رفع سبابہ کے متعلق علمائے احناف کا کیا مذہب ہے، آیا سنت ہے یا واجب یا مستحب۔ اور کس وقت سے کس وقت تک رفع کیا جاوے۔ حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ اس کے خلاف کیوں فرماتے ہیں اور حلقہ بنانا کیسا ہے۔

(جواب) صحیح یہ ہے کہ رفع سبابہ تشہد میں سنت ہے اور امام محمد رحمہ اللہ نے مؤطا میں فرمایا ہے وهو قولی وقول ابی حنیفة رحمه الله (۲) اور مستحب یہ ہے کہ نفی پر اٹھاوے اور اثبات پر رکھ دے۔ وفی المحیط انها سنة یرفعها عند النفی ویضعها عند الا ثبات وهوقول ابی حنیفة ومحمد رحمهما الله وکثرت به الا ثار والا خبار فالعمل به اولیٰ. (۳) اور حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بر بناء علی المتون عدم رفع کو راجح سمجھا ہے لیکن جمہور فقہاء و محدثین نے اس کے خلاف کی تصحیح فرمائی ہے اور شراح نے متون کی روایت کو صحیح اور مفتی بہ نہیں سمجھا ہے اور حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اتباع اور خلفاء نے بھی قول امام ربانی کی تاویل فرمائی ہے اور اشارہ سبابہ کا سنت ہونا ثابت فرمایا ہے۔ اور حلقہ کرنا ابہام اور وسطے سے اور قبض کرنا خنصر اور بنصر کو اور اشارہ کرنا مسبحہ سے سنت ہے۔ وصفتها ان یحلق من یده الیمنی عند الشهادة والا بهام والوسطیٰ ویقبض البنصر والخنصر ویشیر با لمسبحة الخ شامی. (۴) فقط۔

سجدے سے اٹھتے ہوئے سیدھا کھڑا ہونا سنت کے مطابق ہے:۔

(سوال ۳۶۴) غیر مقلد یہ بھی کہتے ہیں کہ حنفی لوگ سجدے سے سر اٹھانے کے ساتھ ہی سیدھے کھڑے ہو جاتے ہیں غیر مشروع ہے اور اس سے نماز خلل پذیر ہوتی ہے بلکہ سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد کچھ بیٹھنا بھی چاہئے۔ یہ قول صحیح ہے یا نہیں۔

---

(۱) سعایہ۔
(۲) موطا امام محمد. (۳) رد المحتار. باب صفة الصلوة. فصل فی تالیف الصلوة ج ۱ ص ۴۷۵. ط.س. ج ۱ ص ۵۰۹. ۱۲ ظفیر. (۴) ایضا ۱۲ ظفیر.

(جواب) اس کا جواب صاحب ہدایہ نے مختصر الفاظ میں اس طرح دیا ہے ولنا حديث ابى هريرة رضى الله عنه ان النبى صلى الله عليه وسلم كان ينهض فى الصلوٰة علىٰ صدور قدميه وما رواه محمول على حالة الكبر الخ۔ (۱) فقط۔

رفع سبابہ اور حضرت مجدد صاحبؒ :۔

(سوال ۳۶۵) اکثر کتب فقہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ التحیات میں انگلی سبابہ کا اٹھانا سنت و موجب ثواب ہے اور حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی بھی اس کو سنت نبوی قرار دیتے ہیں۔ لیکن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس فعل کو مکتوبات نمبر ۳۱۲ میں حرام فرماتے ہیں۔ ان دونوں حضرات میں سے کس کا قول معتبر و مستند ہے۔

(جواب) اس میں صحیح و مستند یہ ہے کہ اشارہ بالسبابہ تشہد میں سنت و مستحب ہے۔ جمہور امت اسی طرف ہیں۔ اور درمختار میں عدم رفع سبابہ کی روایت نقل کر کے پھر اس کے خلاف کو بہت روایات اور دلائل سے سنت ہونا ثابت کیا ہے اور محمدؒ نے مؤطا میں اپنا اور امام صاحبؒ کا سنیت رفع سبابہ کا مذہب نقل کیا ہے۔ (۲) اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی طرف سے بعض نے ان کی اولاد امجاد میں سے اور ان کے خلفاء نے معذرت فرمائی ہے بر بناء بعض روایات حنفیہ حضرت مجدد صاحب نے ایسا فرمایا ہے۔ لیکن امر محقق یہ ہے کہ رفع سبابہ سنت ہے اس کو ترک نہ کیا جاوے هذا خلاصة مافصله وحققه العلماء المحققون من الا حناف فلا اشكال فان اختلاف الا مة رحمة من الله المتعال. فقط۔

قعدۂ اولیٰ میں اگر امام کھڑا ہو جاوے اور مقتدی التحیات پوری نہ کر سکے تو اسے کیا کرنا چاہئے :۔

(سوال ۳۶۶) اگر امام قعدۂ اولیٰ میں التحیات پڑھ کر کھڑا ہو گیا اور مقتدی کی باقی ہے تو وہ کیا کرے اور اگر مقتدی پہلے پڑھ چکے تو خاموش بیٹھا رہے یا کیا کرے۔

(جواب) مقتدی پوری کر کے اٹھے۔ (۳) اور اگر مقتدی پہلے پڑھ چکا تو خاموش رہے یا کلمہ آخر کا تکرار کرتا رہے۔ (۴) فقط۔

حالت نماز میں درود کے اندر ذریات و ازواج کا کلمہ بڑھانا کیسا ہے :۔

(سوال ۳۶۷) ایک صاحب نے لکھا ہے کہ نماز میں جو درود شریف پڑھا جاتا ہے اس میں لفظ ازواج و ذریات کا اور بڑھاوے اس میں زیادہ ثواب ہے مثلاً اللهم بارک علی ازواجه و ذرياته الخ . یہ بڑھانا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) جس قدر معمول ہے وہی کافی ہے۔ اگر چہ بڑھا دینے میں بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ (۵) فقط

---

(۱) هدايه باب صفة الصلوة ج ۱ ص ۱۰۱ . ۱۲ یعنی حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز میں سجدہ سے اٹھتے ہوئے سیدھے اپنے دونوں پاؤں کے سر پر کھڑے ہو جاتے تھے۔ سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد کچھ دیر بیٹھتے نہیں تھے باقی جس روایت میں بیٹھ کر کھڑے ہونے کا ذکر ہے وہ آنحضرت ﷺ کے بڑھاپے کا واقعہ ہے کہ اپنے ضعف کی وجہ سے ایسا کرتے تھے۔ اس طرح دونوں حدیثوں پر عمل کی صورت نکل آتی ہے۔

(۲) تفصیلی حوالہ پہلے گذر چکا ۱۲ ظفیر۔ (۳) لورفع الا مام راسه الخ قبل ان يتم الماموم التسبيحات الثلاث وجب متا بعة الخ بخلاف سلامة او قيامه لثالثة قبل اتمام الموتم التشهد فانه لا يتا بعه بل يتمه لو جو به ولو لم يتم جاز (درمختار) اى صح مع كراهة التحريمه الخ (رد المحتار باب صفة الصلوة فصل تاليف الصلوة ج ۱ ص ۴۶۳. ط.س. ج ۱ ص ۴۹۵) ظفير. (۴) ولا يزيد فى الفرض على التشهد فى القعدة الا ولىٰ اجماعا الخ ولو فرغ الموتم قبل امامه سكت اتفاقا (ايضاً ج ۱ ص ۴۷۶ و ج ۱ ص ۴۷۷ . ط.س. ج ۱ ص ۵۱۰) ظفير.

(۵) ولذا قال فى شرح المنية والا تيان بما فى الا حاديث الصحيحة اولى الخ (ردالمحتار باب ايضاً ج ۱ ص ۴۷۹). ط.س. ج ۱ ص ۵۱۳ ظفير.

سلام میں صرف منہ پھیرے سینہ نہ پھیرے:۔

(سوال ۳۶۸) نماز سے خروج کے لئے سلام پھیرتے وقت قبلہ سے فقط منہ ہی پھیرے یا سینہ بھی۔

(جواب) صرف منہ پھیرنا دونوں طرف سلام کے ساتھ کافی ہے۔(۱) فقط۔

سورہ ملانا واجب ہے:۔

(سوال ۳۶۹) ضم سورۃ فرض ہے یا واجب اور کس قدر۔

(جواب) واجب ہے بقدر تین آیت کے۔(۲) فقط۔

امامت بغیر عمامہ ثابت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۷۰) رسول اللہ ﷺ سے یا علماء سے بدون عمامہ کے نماز پڑھنا ثابت ہے یا نہیں؟

(جواب) او کلکم یجد ثوبین وغیرہ۔ احادیث(۳) سے صاف ظاہر ہے کہ عمامہ ضروریات صلوٰۃ یا امامت سے نہیں ہے۔

رکوع میں امام عجلت کرے تو مقتدی کی نماز ہوگی یا نہیں:۔

(سوال ۳۷۱) امام رکوع وسجود میں ایسی جلدی کرتا ہے کہ مقتدی تین بار تسبیح نہیں پڑھ سکتے۔ مقتدیوں کی نماز ہوتی ہے یا نہ؟

(جواب) امام کو ایسی جلدی رکوع سجود میں نہ چاہئے کہ مقتدی تین بار تسبیح نہ پڑھ سکیں۔ لیکن اگر مقتدیوں کی تین تسبیح پوری نہ ہوئی تو نماز مقتدیوں کی صحیح اور کامل ہوئی اس میں کچھ نقصان نہیں آیا۔(۴)

عورتیں کس طرح سجدہ کریں:۔

(سوال ۳۷۲/۱) عورتوں کو مردوں کی طرح سجدہ کرنا چاہئے یا کس طرح؟

تشہد کی حالت میں نگاہ کہاں ہو:۔

(سوال ۳۷۳/۲) تشہد کی حالت میں کس جگہ نگاہ رکھے؟

---

(۱) وتحویل الوجه یمنة ویسرة للسلام (ای من السنن (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة مطلب سنن الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۵ ط.س. ج ۱ ص ۴۷۷) ولها اداب ترکه لا یوجب اساء ة ولا عتابالکن فعله افضل الخ والی منکبه الایمن والا یسر عند التسلیمة الا ولی والثانیة لتحصیل الخشوع (ایضاً آداب الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۶ ط.س. ج ۱ ص ۴۷۷) ظفیر.

(۲) ولها واجبات الخ (ومنها) ضم اقصر سورة کالکوثر او ماقام مقامها وهوثلاث ایات قصار (الدر المختار علی هامش رد المحتار. باب صفة الصلوٰة مطلب واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۷ ط.س. ج ۱ ص ۴۵۶.....۴۵۸) ظفیر.

(۳) دیکھیے دار قطنی. باب الصلوٰة فی الثوب الواحد ج ۱ ص ۱۰۵ ۱۲ ظفیر.

(۴) (لو رفع الا مام راسه من الرکوع والسجود قبل ان یتم الما موم التسبیحات الثلاث وجب متابعته (درمختار) یسبح فیه ثلاثا فانه سنة علی المعتمد المشهور فی المذهب لا فرض ولا واجب کما مرفلا یترک المتابعة الواجبة لا جلها. (رد المحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۶۳ ط.س. ج ۱ ص ۴۹۵) ظفیر.

(جواب)(۱) عورتوں کو اپنے بدن اور اعضاء کو سجدہ وغیرہ میں خوب ملانا چاہئے۔(۱) مردوں کی طرح کھل کر نہ کرنا چاہئے یہ مکروہ ہے۔

(۲) آداب نماز میں سے ہے کہ حالت قیام میں سجدہ کی جگہ نظر رکھیں اور حالت رکوع میں پشت قدم کی طرف اور حالت سجود میں ناک کے کنارہ کی طرف اور حالت قعود وتشہد میں اپنی گود کی طرف الخ۔(۲) درمختار۔فقط۔

امی کیسے نماز پڑھے:۔

(سوال ۱/۳۷۴) جو شخص نماز نہ سیکھ سکے وہ کیا کرے؟

فرض سے پہلے انی وجہت پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۲/۳۷۵) کیا فرض کے قبل انی وجہت وجھی للذی فطر السموات الخ پڑھنا چاہئے؟

(جواب)(۱) قراءت سیکھنے کی کوشش کرتا رہے اور افعال صلوٰۃ ادا کرتا رہے۔اور چاہئے کہ امام کے پیچھے جماعت میں شریک ہو کر نماز ادا کرے۔جب قراءت وغیرہ سیکھے اس وقت نماز باقاعدہ پڑھے۔(۳)

(۲) کچھ حرج نہیں نیت سے پہلے کہہ لے۔(۴) فقط۔

فرض نمازوں کے بعد دعا جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۷۶) فرضوں کے بعد دعاء مانگنا جائز ہے؟ اگر جائز ہے تو کتنی دیر تک؟

(جواب) دعاء مانگنا تمام فرضوں اور نمازوں کے بعد جائز ومستحب ہے جس قدر مناسب ہو دعاء کرے مگر جن فرائض کے بعد سنتیں ہیں ان کے بعد زیادہ دیر دعا نہ کرے۔دعاء سے فارغ ہو کر سنتیں پڑھ لے۔(۵) فقط۔

آمین بالجہر وبالسر کی تحقیق:۔

(سوال ۳۷۷) آمین بالجہر اولی یا الاخفاء میں تحقیق کیا ہے؟ اور اگر غیر مقلدین آمین بالجہر کہیں تو حنفیوں کی نماز میں کچھ خلل آتا ہے یا نہیں؟ اور اس بارہ میں حنفیوں اور غیر مقلدین میں ہمیشہ جھگڑا رہتا ہے۔حنفیہ کہتے ہیں کہ مسجد بانٹ دی جائے غیر مقلدین ہماری مسجد میں نہ آویں اور غیر مقلدین کہتے ہیں کہ مسجدیں نہ بانٹی جاویں اس صورت میں کیا حکم ہے؟

---

(۱) والمرءۃ تنخفض فلا تبدی عضدیها وتلصق بطنها بفخذیها لانه استر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۴۷۱ ط.س. ج ۱ ص ۵۰۴) ظفیر۔

(۲) نظره الی موضع سجوده حال قیامه والی ظهر قدمیه حال رکوعه و الی ارنبة انفه حال سجوده والی حجره حال قعوده (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۱ ص ۴۴۶ ط.س. ج ۱ ص ۴۷۷) ظفیر۔

(۳) وذکر التمر ناشی یجب ان لا یترک الامی اجتهاده اناء لیله ونهاره لیتعلم قدر ما تجوزبه الصلوٰۃ فان قصر لم یعذر عند الله تعالیٰ (غنیة المستملی ص ۴۸۴) ولا یلزم العاجز عن النطق کا خرس وامی تحریک لسانه وکذا فی حق القراءۃ هو الصحیح لتعذر الواجب فلا یلزم غیره الا بدلیل فکفی النیة لکن ینبغی ان یشترط فیها القیام الخ (الدر المختار باب صفة الصلوٰۃ ج ۱ ص ۷۴) ظفیر۔

(۴) والاولیٰ ان یاتی بالتوجه قبل التکبیر لیتصل النیة به هو الصحیح (هدایه باب صفة الصلوٰۃ ج ۱ ص ۹۲) ظفیر۔

(۵) ثم یسلم عن یمینه ویساره (الی قوله) ویستحب ان یستغفر ثلاثا ویقرء اية الکرسی والمعوذات ویسبح ویحمد ویکبر ثلاثا وثلثین ویهلل تمام المائة ویدعوویختم سبحان ربک (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۴۹۵ ط.س. ج ۱ ص ۵۲۴) ویکره تاخیر السنة الا بقدر اللهم انت السلام الخ وقال الحلوانی لا باس ما لفصل بالا وراد واختاره الکمال ایضاً ج ۱ ص ۴۹۴ ط.س. ج ۱ ص ۵۳۰) ظفیر۔

(جواب) حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ آمین کو آہستہ کہنا چاہئے فقہاء حنفیہ اخفاء آمین کو مسنون فرماتے ہیں اور حدیث میں اخفاء آمین بھی وارد ہوا ہے۔ شرح منیہ میں ہے وقدروی احمد و ابویعلی و الطبرانی والدار قطنی والحاکم فی المستدرک من حدیث شعبة عن سلمة بن کھیل عن حجر بن العنبس عن علقمة بن وائل عن ابیه انه صلی مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فلما بلغ غیر المغضوب علیهم ولا الضالین قال امین واخفی بها صوته وقال الشافعی واحمد یجهر الا مام والماموم بامین لما روی ابن ماجة کان علیه الصلوٰة والسلام اذا تلا غیر المغضوب علیهم ولا الضالین قال امین حتی یسمع من فی الصف الاول فیرتج المسجد قلنا تعارض روایتا الجهر والا خفاء فی فعله فیرجح الاخفاء باشارة قوله فان الا مام یقوله وبان الا صل فی الدعاء الاخفاء وامین دعاء فان معناه استجب الخ (۱) اس عبارت سے واضح ہے کہ علماء حنفیہ حدیث اخفاء آمین کو ترجیح دیتے ہیں اور ان کے نزدیک سنت اخفاء آمین ہے مگر چونکہ مسئلہ مختلف فیہا ہے لہذا حنفیہ کو بھی تعصب نہ کرنا چاہئے۔ غیر مقلدین کے آمین بالجہر کہنے سے حنفیوں کی نماز میں کچھ خلل نہیں آتا لیکن غیر مقلدوں کو بھی تعصب نہ کرنا چاہئے۔ ہرگاہ اخفاء آمین بھی حدیث شریف میں وارد ہے اور وہ راجح بھی ہے تو اپنے خیال پر ہٹ کیوں کرتے ہیں رہا یہ کہ حنفیہ کی مسجدوں میں غیر مقلدین کا آنا اگر موجب فساد و فتنہ ہو تو ان کو روک دیا جائے کہ حنفیوں کی مسجدوں میں نماز نہ پڑھیں جیسا کہ روافض کو روک سکتے ہیں۔ فقط۔

فرائض کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر دعاء پڑھنا ثابت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۷۸) فرائض کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر کسی دعاء کا پڑھنا ثابت ہے؟ رکوع سجود اور قیام میں دونوں پیروں میں کتنا فاصلہ رہنا چاہئے؟

(جواب) فرائض کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر یہ دعاء پڑھنا بسم الله لا اله الا الله الا هو الرحمن الرحیم اذهب عنی الهم والحزن حصن حصین . (۲) میں ہے حدیث اس بارہ میں منقول ہے اور دونوں پاؤں کے ٹخنے ملانا رکوع اور سجدہ میں کتب فقہ میں مسنون لکھا ہے ویسن ان یلصق کعبیه[عہ] . درمختار قال السید ابو السعود وکذافی السجود ایضاً شامی[عہ] باقی حالت قیام میں شامی میں لکھا ہے کہ قدمین میں چار انگشت کا فاصلہ ہونا چاہئے وینبغی ان یکون بینهما مقدارا ربع اصابع الید . (۳)

---

(۱) غنیة المستملی ص ۳۰۲ ۱۲.
(۲) دیکھئے حصن حصین ص ۸۵ وکان صلی الله علیه وسلم اذا صلے وفرغ من صلوته مسح یمینه علی راسه وقال بسم الذی لا اله الا هو الرحمن الرحیم اللهم اذهب عنی الهم والحزن (ایضا) ظفیر.
(۳) ردالمحتار ج ۱ ص ۴۱۴ باب صفة الصلوة بحث القیام . ط.س. ج ۱ ص ۴۴۴ . ۱۲ ظفیر.
عہ الدر المختار علی هامش رد المحتار . باب صفة الصلوة ج ۱ ص ۴۶۱) . ط.س. ج ۱ ص ۴۹۳ . ۱۲ ظفیر.
عہ ردالمحتار ص ۴۶۱ ج ۱ ۔

مسائل مختلف فیہا کے متعلق سوال:۔

(سوال ۳۷۹) آمین بالجہر اور فاتحہ خلف امام اور رفع یدین حنفیہ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟ اوران مسائل میں حنفیہ کے دلائل کیا ہیں؟

(جواب) آمین بالجہر اور فاتحہ خلف الامام اور رفع یدین عندالحنفیہ جائز نہیں ہے اور دلائل ان مسائل کے حنفیہ کے پاس بہت ہیں اور آیات واحادیث اس بارہ میں موجود ہیں جو بہت سی کتابوں اور رسالوں میں شائع ہو چکی ہیں۔ آمین کے بارہ میں واخفی بھا صوتہ وارد ہے اور قراءۃ خلف الامام کی ممانعت میں واذا اقرء فانصتوا مسلم کی روایت میں موجود ہے۔(۲) اور رفع یدین کے بارہ میں حدیث ابن مسعودؓ ترمذی وغیرہ میں مذکور ہے قال لنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ الا اصلیے بکم صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی ولم یرفع یدیہ الا مرۃ واحدۃ مع تکبیر الافتتاح.(۳) فقط۔

فصل رابع
آداب نماز

امام مصلے پر موجود ہو تو کیا اس وقت بھی مقتدی بیٹھے ہیں:۔

(سوال ۳۸۰) جب امام مصلے پر موجود ہو تو امام اور مقتدی کو تکبیر کے وقت حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کے متعلق جو کتب فقہ میں حین قیل حی علی الفلاح مصرح ہے۔ یہ امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہے یا نہیں۔ اور صحیح ہے یا غلط۔

(سوال ۱/۳۸۱) کیا مسئلہ نیا ہے اور حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے سے صف بندی ناممکن ہے۔

(سوال ۲/۳۸۲) اس قول پر عمل درآمد کرنے والے اور دوسروں کو ترغیب دینے والے کیسے ہیں اور توڑنے والے اور دوسروں کو باز رکھنے والے کیسے ہیں۔

(جواب)(اتا۳) بسم اللہ الرحمن الرحیم. اقول و باللہ التوفیق. بے شک فقہاء نے آداب نماز میں سے اس کو لکھا ہے کہ جس وقت مکبر حی علی الفلاح کہے تو ائمۂ ثلاثہ یعنی امام صاحبؒ اور صاحبینؒ کے نزدیک امام اور مقتدی سب کھڑے ہو جاویں۔ کذافی الدرالمختار۔ اور یہ بھی درمختار میں ہے کہ یہ حکم استحبابی اس وقت ہے کہ امام وہاں قریب محراب کے پہلے سے موجود ہو اور اگر امام دوسری جگہ اپنے حجرے وغیرہ میں ہو تو جس وقت امام آوے اس وقت سب کھڑے ہو جاویں عبارت درمختار یہ ہے ولھا اداب ترکہ لا یوجب اساءۃً ولا عتاباً کترک سنۃ الزوائد لکن فعلہ افضل نظرہ الی موضع سجودہ حال قیامہ (الی ان قال) وقیام الامام والمؤ تم حین قیل حی علی الفلاح الخ ان کان الامام بقرب المحراب والا فیقوم کل صف ینتھی الیہ الامام علی الاظہر الخ وشروع الامام فی الصلوٰۃ مذ قیل قد قامت الصلوٰۃ ولو اخر حتی اتمھا لا باس بہ اجماعاً وھو

(۱) دیکھئے غنیۃ المستملی ص ۳۰۲. (۲) مسلم ج ۱ ص ۱۷۴.
(۳) مشکوٰۃ باب صفۃ الصلوٰۃ ص ۷۷. ۱۲ ظفیر.

قول الثانی والثالثة وهو اعدل المذاهب الخ وفی القهستانی الخ انه الا صح قوله انه الا صح لان فیه محافظة علی فضیلة متابعة المؤذن واعانة له علی الشروع مع الا مام شامی.(۱) پس معلوم ہوا کہ یہ امور آداب میں سے ہیں ان کے ترک پر اس قدر تشدد کرنا کہ ان کے تارک کو مورد لعن طعن قرار دینا نہایت ظلم و تعدی ہے جیسا کہ خود علامہ شامی نے شروع امام میں قد قامت الصلوٰۃ کہنے پر بحث کی ہے کہ اصح و اعدل المذھب یہ ہے کہ جب تک مکبر پوری تکبیر سے فارغ نہ ہو اس وقت تک امام نماز شروع نہ کرے کیونکہ اس میں پوری تکبیر کا جواب سب دے سکیں گے جو کہ مستحب و مسنون ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس وقت مکبر قد قامت الصلوٰۃ کہتا تھا تو آں حضرت ﷺ اقامها الله وادامها پڑھتے تھے۔(۲) اور یہ بھی حدیث شریف میں ہے سووا صفوفکم فان تسویة الصفوف من اقامة الصلوٰة ومن تمام الصلوٰة(۳) اور حرمین شریفین اور دیگر بلاد میں یہ عادت ہے کہ جس وقت مکبر تکبیر کہنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو پہلے یہ حدیث پڑھتا ہے سووا صفوفکم الحدیث۔ الغرض اس بارہ میں شرعاً وسعت ہے۔ اور قول فقہاء والقیام حین قیل حی علی الفلاح کا یہ مطلب ہوسکتا ہے کہ اگر پہلے سے امام و مقتدی کھڑے ہوئے نہ ہوں تو اس وقت کھڑے ہوجاویں۔(۴) فقط۔

قد قامت الصلوٰۃ پر امام کا نیت باندھنا:۔

(سوال ۳۸۳) کیا قد قامت الصلوٰۃ پر امام کو نیت باندھنا مفتی بہ قول ہے۔

(جواب) شامی میں اصح اس کو قرار دیا ہے کہ تکبیر کے ختم کے بعد امام نماز شروع کردے۔ وفی القهستانی معزیاً للخلاصة انه الا صح. لان فیه محافظةً . علی فضیلة متا بعة المؤذن واعانة له علی الشروع مع الامام.(۵) شامی. فقط۔

بیٹھ کر نماز پڑھے تو حالت قعود و رکوع میں نگاہ کہاں رکھے:۔

(سوال ۳۸۴) جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھے وہ بیٹھنے کی حالت میں اپنی نظر کس جگہ رکھے۔ اور جب رکوع کرے تو کہاں نظر کرے۔

---

(۱) رد المحتار. باب صفة الصلوٰة فصل آداب الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۶ و ج ۱ ص ۴۴۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۹. ۱۲ ظفیر.

(۲) عن ابی امامة وبعض اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان بلا لا اخذ فی الا قامة الی ان قال قد قامت الصلوٰة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اقامها الله وادامها وقال فی سائر الا قامة کنحو حدیث عمر فی الا ذان رو . ابو داؤد (مشکوٰة. باب فضل الاذان واجابته المؤذن فصل ثانی.

(۳) مشکوٰة باب تسویة الصف فصل اول ص ۹۸. ۱۲ ظفیر.

(۴) والقیام لامام وموتم الخ (درمختار) مساوعةلامتثال امره والظاهر انه احتراز عن التا خیر للتقدیم حتی لو قام اول الاقامة لاباس (الطحطاوی علی الدر المختار باب صفة الصلوٰة آداب الصلوٰة ج ۱ ص ۲۱۵)ظفیر.

(۵) اس سے پہلے کی عبارت یہ ہے وشروع الا مام فی الصلوٰة مذقیل قد قامت الصلوٰة ولو اخر حتی اتمها لاباس به اجماعا وهو قول الثانی والثالثة وهو اعدل المذاهب کما فی شرح المجمع لمصنفه وفی القهستانی معزیا للخلاصةانه الاصح (درمختار) قوله انه الا صح لان فیه محافظة.
علی فضیلة متابعة الموذن واعانة له علی الشروع مع الا مام(ردالمحتار باب صفة الصلاة آداب الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۹)ظفیر.

(جواب) جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھے، بیٹھنے کی حالت میں اس کے لئے فقہاء نے یہ مستحب لکھا ہے کہ حجر کی طرف نظر کرے۔ اور حجر کے معنی کئی ہیں۔ گود کے بھی ہیں اور پہلو وغیرہ کے بھی ہیں اور شامی میں یہ بھی لکھا ہے کہ اپنا کرتہ وغیرہ جو سامنے ہے اس کو دیکھے۔ غرض یہ ہے کہ جس میں خشوع حاصل ہو اور ایک طرف نظر ہو اور ادھر ادھر نہ ہو وہ امر کرے اور یہ بھی شامی میں ہے کہ اندھیرے میں اور نابینا آدمی اللہ کی عظمت اور بڑائی کا خیال کرے۔(۱) اس کے بعد واضح ہو کہ فقہاء نے بیٹھے ہوئے نماز پڑھنے کے لئے بحالت رکوع کوئی مقام نظر کے لئے معین نہیں کیا۔ لہذا اس کے لئے یہی مستحب ہوگا کہ رکوع میں جہاں نظر پڑے وہیں نظر رکھے اور متوجہ الی اللہ ہو۔ اصل حکم یہی ہے کہ تمام نماز اس طرح پڑھے گویا اللہ کو دیکھتا ہے کما ورد ان تعبد اللہ کانک تراہ.(۲) الحدیث۔ فقط۔

کیا اقامت کے وقت امام ومقتدیوں کا بیٹھا ہوا رہنا ضروری ہے:۔

(سوال ۳۸۵) نماز کے وقت معین پر امام صاحب اپنے حجرے سے تشریف لائے اور مصلے پر دوزانو بیٹھ گئے اور مقتدی بھی بیٹھ گئے۔ مؤذن نے کھڑے ہو کر تکبیر شروع کی اور مقتدی بیٹھے ہوئے ہیں جس وقت مؤذن نے حی علی الفلاح کہا فوراً امام و مقتدی کھڑے ہو گئے اور نیت باندھ لی۔ مگر امام نے دائیں بائیں صف کو نہیں دیکھا۔ آیا رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کا کیا عمل تھا۔

(جواب) درمختار میں ہے ولها اداب ترکه لایوجب اساءةً ولاعتابا (الی ان قال) والقیام لامام و موتم حین قیل حی علی الفلاح الخ.(۳) اس سے معلوم ہوا کہ امام اور مقتدیوں کا حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا آداب میں سے ہے، اس کے ترک سے عقاب وعتاب نہیں ہے اور نیز درمختار میں ہے ویصف الامام بان یا مرهم بذاک قال الشمنی وینبغی ان یا مرهم بان یترا صوا ولیسدوا الخلل ولیسووا مناکبهم.(۴) الخ۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام کو یہ لائق ہے کہ مقتدیوں کو برابر کھڑا ہونے کا اور صف سیدھی کرنے کا حکم کرے۔ پس امام کو چاہئے کہ تکبیر تحریمہ میں ایسی عجلت نہ کرے کہ صف پوری ہو یا نہ ہو، اور صف سیدھی ہو یا نہ ہو، اور سب نمازی برابر کھڑے ہوں یا نہ ہوں فوراً نیت باندھ لیوے، ایسا ہرگز نہ کرے۔ اور حی علی الفلاح پر تو امام کو نیت باندھنے کا حکم فقہاء نے بھی نہیں لکھا ہے بلکہ قد قامت الصلوٰۃ پر لکھا ہے اور اس میں درمختار و شامی وغیرہ نے یہ لکھا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ مکبر کی تکبیر کے ختم ہونے پر نیت باندھے۔ درمختار میں ہے اور قہستانی میں کہا خلاصہ سے نقل کر کے انه الاصح اس پر علامہ شامی لکھتے ہیں لان فیه محافظة علی فضیلة متابعة المؤذن واعانة له علی الشروع مع الامام الخ۔(۶)

---

(۱) ای نظره الی موضع سجوده حال قیامه الخ والی حجره حال قعوده (درمختار) قوله الی حجره ما بین یدیک من ثوبک قاموس وقال ایضا الحجر مثلثة المنع وحضن الانسان والمناسب هنا الاول لانه فسرا لاحضن بما دون الابط الی الکشح او الصدر والعضدان الخ قوله لتحصیل الخشوع علة للجمیع لان المقصود الخشوع وترک التکلیف الخ واذا کان فی الظلام او کان بصیرا یحافظ علی عظمة اللہ تعالیٰ لان المدار علیها (رد المحتار. باب صفة الصلوٰة. فصل آداب الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۶. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۷) ظفیر. (۲) مشکوٰة کتاب الایمان فصل اول ۱۲ ظفیر. (۳) الدر المختار. علی هامش رد المحتار. باب صفة الصلوٰة. فصل آداب الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۶ و ج ۱ ص ۴۴۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۷ ... ۴۷۹. ۱۲ ظفیر. (۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب الامامة ج ۱ ص ۵۳۱. ط.س. ج ۱ ص ۵۶۸. ۱۲ ظفیر. (۵) وشروع الامام فی الصلوٰة مذ قیل قد قامت الصلوٰة ولو اخر حتی اتمها لا باس به اجماعا الخ وفی القهستانی معزیا للخلاصة انه الاصح (الدر المختار. علی هامش ردالمحتار آداب الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۹) ظفیر غفرله.
(۶) رد المحتار. باب صفة الصلوٰة آداب الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۹. ۱۲ ظفیر صدیقی

فصل خامس۔ قراءت فی الصلوٰۃ

قراءت خلف الامام:۔

(سوال ۳۸۶) قرءت خلف الامام میں کیا قول ہے۔

(جواب) حنفیہ کی نزدیک امام کے پیچھے قرءت فاتحہ جائز نہیں ہے۔ عن انس قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم اقبل بوجهہ قال اتقرؤن والامام یقرأ فسکتوا فسأ لهم ثلاثا فقالوا انا لنفعل قال فلا تفعلوا قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ من قرأ خلف الا مام فلیس علی الفطرة عن عبداللہ بن دینار عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال یکفیک قراة الا مام فهؤ لاء جماعة من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قداجمعوا علی ترک القرأ ة خلف الامام۔(۱)

یوم جمعہ کی فجر میں سورۂ سجدہ وسورہ دہر مسنون ہے:۔

(سوال ۳۸۷) جمعہ کے فجر میں سورۂ سجدہ اور سورۂ دہر پڑھنا مسنون ہے۔ زید مسنون ہونے کی وجہ سے بیس جمعہ کی فجر میں دونوں سورۃ پڑھتا ہے اور اکیسویں جمعہ کی فجر میں اور سورۃ پڑھتا ہے اس خیال سے کہ عوام ان کا پڑھنا فرض خیال نہ کریں تو یہ الویت کے خلاف ہے یا نہیں۔

(جواب) احادیث میں بے شک ایسا آیا ہے لیکن حنفیہ اس کو بعض اوقات پر حمل کرتے ہیں اور مواظبت اس کے ساتھ پسند نہیں کرتے کیونکہ وہ تعیین سورۃ کو کسی بھی نماز کے لئے منع فرماتے ہیں لہذا کبھی کبھی ایسا کر لیوے تو کچھ حرج نہیں ہے دوام اس پر نہ کرے، درمختار میں ہے۔ ویکون التعیین کالسجدة وهل اتی لفجر کل جمعة بل یندب قرأتهما احیاناً(۲) فقط۔

دوسری رکعت کو پہلے سے لمبی کرنا اور درمیان میں چھوٹی سورۃ چھوڑنا مکروہ ہے:۔

(سوال ۳۸۸) ایک شخص اول رکعت کی قراءت سے دوسری رکعت کی قرأۃ کو طویل کرتا ہے اور چھوٹی سورۃ درمیان میں چھوڑتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) دوسری رکعت میں بہ نسبت قراءۃ اول رکعت کی تین آیتوں سے زیادہ طول کرنا مکروہ ہے۔ اسی طرح چھوٹی سورۃ کا فاصلہ کرنا مکروہ ہے۔ کذا فی الدر المختار۔(۳)

سورۃ کے پہلے بسم اللہ:۔

(سوال ۳۸۹) اگر دو رکوع والی سورۃ پڑھے تو شروع سورۃ پر بسم اللہ کہے اور دوسری رکعت میں جب اسی سورۃ کا دوسرا

---

(۱) شرح معانی الآثار جلد اول ص ۱۲۸ و ص ۱۲۹۔ ۱۲ ظفیر۔(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی القراءة ج۱ ص ۵۰۸۔ ط۔س۔ ج۱ ص ۵۴۴۔ ۱۲ ظفیر۔(۳) وتطال اولی الفجر علی ثانیتها فقط وقال محمد اولی الکل حتی التراویح قیل وعلیه الفتویٰ و اطالة الثانیة علی الاولیٰ یکره تنزیها اجماعا ان بثلاث ایات ان تقاربت طولا و قصر او الا اعتبر الحروف والکلمات الخ وان باقل لا یکره الخ ویکره الفصل بسورة قصیرة (الدرا لمختار علی هامش ردالمحتار فصل فی القراءة ج۱ ص ۵۰۵ وج۱ ص ۵۰۶ و ج۱ ص ۵۱۰۔ ط۔س۔ ج۱ ص ۵۴۱۔۔۔۔۵۴۶) ظفیر۔

رکوع پڑھے۔ تو بسم اللہ کہے یا نہیں۔
(جواب) دوسرے رکوع پر بسم اللہ نہ پڑھے۔(۱)

قراءۃ کی چند صورتوں کے متعلق سوال:۔

(سوال ۳۹۰) اگر فرض نماز میں اول رکعت میں سورۃ ہمزہ۔ دوئم میں سورۂ فیل یا اول رکعت میں سورۂ ہمزہ۔ دوم میں سورۂ قریش۔ یا اول میں سورۂ ہمزہ۔ دوم میں سورۂ ماعون یا اول میں سورۂ فیل دوم میں ہمزہ یا اول میں سورۂ قریش دوم میں سورۂ فیل یا اول میں ماعون(۲) میں فیل پڑھے عمداً یا سہواً تو نماز میں کسی قسم کی خرابی تو نہ ہوگی۔
(جواب) اول صورت بلا کراہت درست ہے۔ دوسری مکروہ۔ تیسری جائز چوتھی مکروہ، پانچویں مکروہ ششم مکروہ ہے اور جس میں کراہت ہے عمداً پڑھنے میں ہے۔ اور فرض میں ہے نفل میں ہر طرح جائز ہے۔(۲) فقط۔

عورت کا نماز میں جہر سے قرآن پڑھنا درست نہیں:۔

(سوال ۳۹۱) عورت حافظہ اگر نماز نفل یا تراویح میں قرائت بالجہر مکان کے اندر پڑھے اور اس مکان میں سوائے شوہر و دیگر محارم کے دوسرا شخص نہ ہو تو جہر بالقراءت نماز میں اس کو جائز ہوگا یا نہیں۔ نماز اس کی صحیح ہوگی یا فاسد۔
(جواب) جو عورت حافظ قرآن ہے نماز میں جہر نہیں کر سکتی۔ اس واسطے کہ کلام عورت عند البعض عورت ہے۔ شامی جلد اول و علی هذا لو قیل اذا جهرت بالقراء ة فی الصلوٰة فسدت كان متجها الخ.(۳)

فرض نماز میں لقمہ دینا:۔

(سوال ۳۹۲) ایک شخص فرض نماز پڑھا رہا تھا۔ سورۂ فاتحہ کے بعد جو اس نے سورۃ پڑھی اس میں اس کو سہو ہو گیا۔ ایک مقتدی نے اس کو لقمہ دیا تو دوسرے شخص نے اعتراض کیا کہ فرض نماز میں امام کو لقمہ دینا نہیں چاہئے۔ تراویح میں اگر امام قراءۃ بھول جاوے تو لقمہ دینا جائز ہے۔ آیا فرض نماز میں لقمہ دینا جائز ہے یا نہ۔ فقط۔
(جواب) لقمہ دینا فرض نماز میں بھی درست ہے اور نماز صحیح ہے اور تفصیل اس کی کتب فقہ میں ہے۔ درمختار و شامی وغیرہ میں یہ لکھا ہے کہ نماز ہو جاتی ہے۔ فقط۔(۴)

---

(۱) وتعوذ سراالخ سراً فی اول کل ركعة ولو جهریه(الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۵۲ و ج ۱ ص ۴۵۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۸۹)ظفیر.
(۲) ویکره الفصل بسورة قصیرة وان یقرء منكوسا الخ ولایکره فی النفل شئی من ذالک (درمختار) قوله ثم ذكریتم افادوان التنکیس اوالفصل بالقصیرة انما یکره اذا کان عن قصد فلو سهوا فلا کما فی شرح المنیة (ردالمحتارفصل فی القراء ة. ج ۱ ص ۵۱۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶)ظفیر.
(۳) ردالمحتارباب شروط الصلوٰة ص ۳۷۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۰۶. ۱۲ ظفیر.
(۴) بخلاف فتحه علی امامه فانه لا نفسد مطلقا لفاتح واخذ بكل حال(الدر المختار علی هامش رد المحتارباب ما یفسد الصلوٰة ج ۱ ص ۵۸۲. ط.س. ج ۱ ص ۶۲۲)ظفیر.

آمین اور سورہ فاتحہ امام کے پیچھے :۔

(سوال ۳۹۳) بعض معلم کہتے ہیں کہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ کے بعد آمین پکارنا ناجائز ہے اور امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنی ناجائز ہے۔ جو حکم شرعاً ہو تحریر فرماویں اور ہاتھ کہاں باندھیں۔

(جواب) امام کے پیچھے بے شک سورۂ فاتحہ نہ پڑھنی چاہئے جیسا کہ حدیث صحیح مسلم میں ہے۔ واذا قرء فانصتوا (۱) کہ جب امام پڑھے تو چپ رہو اور ہاتھ زیر ناف باندھیں۔ کما ہو ظاہر فی الحدیث۔ اور آمین بالجہر نہ کہیں آہستہ کہیں۔ لانہ دعاء والدعاء بالاخفاء قال اللہ تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعاً وخفیۃ . فقط۔ (۲)

ایک آیت پڑھ رہا تھا چھوڑ کر دوسری جگہ سے پڑھنے لگا :۔

(سوال ۳۹۴) امام نے قرءۃ شروع کی اور اس کو سہو ہوا حالانکہ بقدر ایک آیۃ کے پڑھ چکا تھا۔ اس نے اس موقعہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ سے پڑھا یہ کیسا ہوا۔

(جواب) یہ اچھا کیا۔ (۳) فقط۔

فاتحہ کے بعد مقدار قرءت :۔

(سوال ۳۹۵) بعد فاتحہ کے امام کو تین آیۃ پڑھ کر رکوع کرنا چاہئے یا ایک آیۃ کافی ہے۔

(جواب) تین آیۃ سے کم نہ چاہئے۔ (۴) فقط۔

قدر واجب قراءت کے بعد لقمہ دینا :۔

(سوال ۳۹۶) جب امام تین آیۃ سے گذر جائے اور بعد میں بھولے تو چاہئے تو یہ کہ رکوع کر دے اور مقتدی پیچھے سے نہ بتلائے مگر امام آگے بھولا اور بڑھتا چلا گیا تو اگر مقتدی نے بتلایا تو یہ بتلانے والا کس فعل کا مرتکب ہوا۔ مکروہ تنزیہی یا تحریمی یا حرام کا یا کیا۔

(جواب) نماز لقمہ دینے والے اور لینے والے کی صحیح ہے۔ لیکن قدر واجب یا قدر مستحب قراءۃ پڑھنے کے بعد لقمہ دینا یا امام کا انتظار لقمہ کرنا اور مجبور کرنا مکروہ ہے۔ اور یہ مکروہ تنزیہی ہے۔ کذا فی الدر المختار۔ (۵) شامی۔

---

(۱) مسلم باب التشہد فی الصلوٰۃ ج ۱ ص ۱۷۴ . ۱۲ ظفیر.
(۲) سورۃ الاعراف رکوع ۷ . ۱۲ ظفیر . (۳) یکرہ ان یفتح من ساعۃ کما یکرہ للامام ، ان یلجئہ الیہ بل ینتقل الی ایۃ اخری لا یلزم من وصلہا ما یفسد الصلوٰۃ او الی سورۃ اخری او یرکع اذا قراء قدر الفرض الخ وفی روایۃ قدر المستحب الخ (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ ج ۱ ص ۵۸۲ . ط.س. ج ۱ ص ۶۲۲) ظفیر . (۴) قراء المصلی لو امام او منفرد الفاتحۃ وقرأ بعدہا وجوبا سورۃ او ثلاث ایات ولو کانت الا یۃ و الا یتان تعدل ثلاث ایا ت قصار انتفت کراہۃ التحریم ذکرہ الحلبی ولا تنتفی التنزیہیۃ الا بالمسنون (الدر المختار. علی ہامش رد المحتار. باب صفۃ الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۵۸ وج ۱ ص ۴۵۹ . ط.س. ج ۱ ص ۴۹۱) ظفیر . (۵) ویکرہ ان یفتح من ساعۃ کما یکرہ للا مام ان یلجئہ الیہ بل ینتقل الی آیۃ اخری لایلزم من وصلہا ما یفسد الصلوٰۃ او الی سورۃ اخری او یرکع اذا قرأ قدر الفرض کما جزم بہ الزیلعی (رد المحتار. باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ج ۱ ص ۵۸۲ . ط.س. ج ۱ ص ۶۲۲) ظفیر.

دوسری رکعت میں لمبی قراءۃ مکروہ تنزیہی ہے:۔

(سوال ۳۹۷) مسئلہ جو مشہور ہے کہ پہلی رکعت میں جو چھوٹی سورۃ اور دوسری میں بڑی سورۃ مکروہ ہے۔ یہ مکروہ کون سا مکروہ ہے تحریمی یا تنزیہی اور بڑی چھوٹی ہونے میں کچھ حد ہے کہ اتنی بڑی یا اتنی چھوٹی ہو یا نہیں۔ اگر کوئی شخص پہلی رکعت میں سورۂ کوثر پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص یہ مکروہ ہوگا یا نہیں۔ اور سورتوں میں جو ترتیب ہے یہ سنت ہے یا واجب اس کے ترک سے سجدۂ سہو لازم ہوگا یا نہ۔

(جواب) فی الدر المختار واطالۃ الثانیۃ علی الاولیٰ یکرہ تنزیھا اجماعاً ان بثلاث ایات الخ.(۱) پس معلوم ہو کہ اگر کسی نے پہلی رکعت میں سورۃ کوثر اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھی تو یہ مکروہ نہیں کیونکہ دوسری سورۃ میں تین آیتوں کی زیادتی نہیں ہے۔(۲) فقط۔

قراءت مکروہ:۔

(سوال ۳۹۸) کسی امام نے دو رکعت میں فاتحہ کے بعد قل اللھم مالک الملک سے دو چار آیتیں پڑھ کر بدستور نماز کو تمام کرلیا، یہ نماز مکروہ ہوئی یا نہیں۔ ردالمختار قبیل باب الامامت میں جو لکھا ہے قولہ وان یقرأ فی الاولیٰ من محل الخ قال فی النحو ینبغی ان یقرأ فی الرکعتین اخر سورۃ واحدۃ لا اخر سورتین فانہ مکروہ عند الا کثر اھ اس عبارت کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) اس صورۃ میں نماز مکروہ تحریمی نہیں ہے کیونکہ عبارت ردالمختار میں مکروہ اس کو لکھا ہے کہ دو رکعت میں دو سورتوں کا آخر پڑھے اور ایک سورۃ کے آخر کی آیتیں دونوں رکعت میں پڑھنا مکروہ نہیں ہے یعنی مکروہ تحریمی نہیں ہے لیکن غیر اولیٰ یعنی مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ افضل واولیٰ وسنت یہ ہے کہ ہر ایک رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد پوری سورۃ پڑھے کما فی الدر المختار بان الا فضل فی کل رکعۃ الفاتحۃ وسورۃ تامۃ الخ.(۳) اور ظاہر ہے کہ غیر اولیٰ کا مآل مکروہ تنزیہی ہوتا ہے۔ فقط۔

سری نماز میں فاتحہ خلف الامام:۔

(سوال ۳۹۹) قراءۃ سری میں امام کے پیچھے الحمد کا پڑھنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک درست ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے۔

(جواب) بحکم اذا قرء فانصتوا۔(۴) مقتدی کو امام کے پیچھے کچھ نہ پڑھنا چاہئے خواہ نماز جہری ہو یا سری۔(۵) فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فی القراءۃ ص ۵۰۶. ط.س. ج ا ص ۵۴۲ ۱۲ ظفیر.
(۲) واطالۃ الثانیۃ علی الاولیٰ یکرہ تنزیھا اجماعا ان بثلاث ایات الخ و ان باقل لا یکرہ (ایضا ج ا ص ۵۰۶) ظفیر.
(۳) رد المحتار. فصل فی القرأۃ جلد اول ص ۵۰۵ .ط.س. ج ا ص ۵۴۲. ۱۲ ظفیر. (۴) مشکوٰۃ باب القراءۃ فی الصلوۃ ص ۷۹ و ص ۸۱. ۱۲ ظفیر. (۵) والمؤتم لا یقرء مطلقا ولا الفاتحۃ فی السریۃ اتفاقا وما نسب الی محمد (ای من استحباب قراءۃ الفاتحۃ فی السریہ احتیاطا. شامی) ضعیف کما بسطہ الکمال (الدر المختار) حاصلہ ان محمد اقال فی کتابہ الا ثار لا نری القراءۃ خلف الامام فی شئی من الصلوۃ یجھر فیہ او یسر ودعوی الا حتیاط ممنوعۃ بل الا حتیاط ترک القراءۃ لانہ العمل باقوی الدلیلین وقدروی الفساد بالقراءۃ عن عدۃ من الصحابۃ فاقوا ھما المنع (ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ا ص ۵۰۸. ط.س. ج ا ص ۵۴۴) ظفیر.

قراءت میں ترتیب کالحاظ:۔

(سوال ۴۰۰) نماز میں سورہ فاتحہ کے ساتھ سورتیں جو ضم کی جاتی ہیں ان کی ترتیب حسب ذیل کی جاتی ہے۔ یعنی اول اذا جاء پھر تبت۔ یا اسی طرح اول الم ترکیف اور دوسری رکعت میں لایلاف یہ صورت تو مسنون اور جائز کہی جاتی ہے کیا اس کے خلاف بھی جائز ہے۔ مثلاً پہلی رکعت میں تبت اور دوسری میں اذا جاء وغیرہ وغیرہ۔ ایک شخص اول رکعت میں اذا جاء پڑھتا ہے اور دوسری میں قل ہواللہ یا سورۂ ناس ملاتا ہے کیا یہ درست ہے۔ ایک شخص اول رکعت میں نصف سورۂ مزمل مثلاً پڑھ کر پھر قل ہواللہ پڑھ کر جمعہ کی نماز میں رکوع کرتا ہے اور دوسری رکعت میں معوذتین دونوں پڑھ کر رکوع کرتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) سورتوں کو ترتیب سے پڑھنا واجب ہے۔ پس پہلی رکعت میں تبت اور دوسری میں اذا جاء پڑھنا درست نہیں ہے۔ اور فرائض میں ایک چھوٹی سورۃ کا فاصلہ کرنا مثلاً پہلی رکعت میں اذا جاء اور دوسری رکعت میں قل ہواللہ پڑھنا مکروہ ہے اور نوافل میں ایسا کرنا درست ہے۔ اور ایک رکعت میں نصف سورۂ مزمل مثلاً پڑھ کر قل ہواللہ اس کے ساتھ ملانا مکروہ ہے۔ اسی طرح دوسری رکعت میں معوذتین یعنی دو سورتیں پڑھنا بھی اچھا نہیں ہے۔ اگرچہ نماز صحیح ہے۔ (۱) فقط۔

فاتحہ خلف الامام پر عمل کی بحث:۔

(سوال ۴۰۱) بزرگان دین میں سے کسی نے فاتحہ خلف امام ورفع الیدین وآمین بالجہر مسائل پر عمل کیا ہے یا نہیں۔

(جواب) بعض نے کیا ہے مگر اکثر صحابہ وتابعین وتبع تابعین کا عمل اس کے خلاف ہے اور خود احادیث مرفوعہ بھی اس کے خلاف وارد ہیں۔ (۲) فقط۔

خلاف ترتیب سورتیں نماز میں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اس کا اعادہ واجب ہے:۔

(سوال ۴۰۲/۱) امام یا منفرد نماز فرض یا سنت ونفل میں پہلی رکعت میں لایلاف اور دوسری میں سورۂ فیل یا پہلی رکعت میں سورۂ فیل اور دوسری میں الم نشرح پڑھیں تو نماز مکروہ تحریمی ہوئی یا مکروہ تنزیہی اور نماز قابل اعادہ ہے یا نہیں۔

چھوٹی سورت کا فصل مکروہ ہے:۔

(سوال ۴۰۳/۲) اگر کوئی چھوٹی سورتوں میں سے ایک سورۃ پڑھ کر درمیان میں ایک سورۃ چھوڑ کر دوسری رکعت میں تیسری سورۃ پڑھے یا پہلی رکعت میں چھوٹی سورۃ اور دوسری میں بڑی سورۃ پڑھے تو کیا حکم ہے۔

---

(۱) ویکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ وان یقرء منکوسا الا اذا ختم فیقرء من البقرۃ الخ ولا یکرہ فی النفل شئی من ذالک (درمختار) وفی التتارخانیہ اذآ جمع بین سورتین فی رکعۃ رأیت فی موضع انہ لا باس بہ وذکر شیخ الاسلام لا ینبغی لہ ان یفعل الخ (ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج۱ ص۵۱۰ ط.س. ج۱ ص۵۴۶) ظفیر. (۲) والموتم لا یقرأ مطلقا ولا الفاتحۃ فی السریۃ اتفاقا وما نسب الی محمد ضعیف کما بسطہ الکمال فان قرء کرہ تحریما وتصح فی الاصح وفی درر البحار عن مبسوط خواہر زادہ انہا تفسد ویکون فاسقا وھو مروی عن عدۃ من الصحابۃ فالمنع احوط (درمختار) مروی عن عدۃ من الصحابۃ قال فی الخزائن وفی الکافی ومنع الموتم عن القراءۃ ما ثورۃ عن ثمانین نفرا من کبار الصحابۃ منہم المرتضٰی والعبادلۃ وقددون اھل الحدیث اسا میہم (ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ فصل فی القراءۃ ج۱ ص۵۰۸ ط.س. ج۱ ص۵۴۴) واذا قرأ فانصتوا (مسلم باب التشہد) ظفیر.

(جواب) نماز فرض و واجب میں اس طرح برعکس ترتیب یعنی معکوس پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور حسب قاعدہ کل صلوۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا (۱) اعادہ اس کا واجب ہے (۲) اور نوافل میں مکروہ نہیں ہے وان یقراء منکوس الخ ولا یکرہ فی النفل شئی من ذلک الخ درمختار۔ (۳) اور امام ومنفرد کا حکم اس بارہ میں برابر ہے۔

(۲) سورۂ قصیر کا فصل کرنا فرائض میں مکروہ ہے۔(۴) اور دوسری رکعت میں بقدر تین آیت یا زیادہ۔ پہلی رکعت سے قراءت زیادہ کرنا مکروہ تنزیہی ہے واطالۃ الثانیۃ علی الاولیٰ یکرہ تنزیھاً اجماعاً ان بثلاث ایات الخ۔ (۵) درمختار فقط۔

نماز میں آیت سجدہ کا چھوڑنا مکروہ ہے:۔

(سوال ۴۰۴) امام آیۂ سجدہ پر پہنچ کر آیۂ سجدہ چھوڑ کر رکوع کرے تو کیا حکم ہے۔

(جواب) درمختار میں ہے وکرہ ترک ایۃ سجدۃ وقراءۃ باقی السورۃ الخ (۶) پس معلوم ہوا کہ آیت سجدہ کو بالقصد چھوڑ دینا مکروہ ہے۔

آخر سورہ میں آمین اور دوسرے کلمات جماعت کی نماز میں نہ کہے جائیں:۔

(سوال ۴۰۵) علاوہ آخر سورہ فاتحہ میں آمین بصورت خفی کہنے کے سورۂ بقرہ کے آخر میں آمین بنی اسرائیل کے آخر میں تکبیر۔ سورہ ملک کے آخر میں اللّٰھم ربنا ورب العلمین۔ سورہ قیامۃ ومرسلات والتین کے آخر میں کلمات مشہورہ مسنونہ سورۂ والضحیٰ سے آخر قرآن تک ہر سورہ کے آخر میں تکبیر۔ بعض آیات کے آخر میں کچھ الفاظ بطریق مسنون اثنائے تلاوت میں کہے جاتے ہیں جیسے سورہ طٰہ میں وقل رب زدنی علماً کے بعد حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم۔ اللّٰھم زدنی علماً وایماناً ویقیناً فرمایا کرتے تھے۔ وغیرہ وغیرہ پس نماز ہائے فریضہ و نافلہ میں امام ومنفرد یہ کلمات عند الاحناف آہستہ مثل آمین سورہ فاتحہ کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) عند الحنفیہ یہ اذکار نوافل میں یا منفرداً خارج عن الصلوٰۃ پر محمول ہیں۔ فرائض و جماعت نفل میں درست نہیں ہے۔ کذا فی شرح المنیۃ لا باس للمتطوع المنفرد ان یتعوذ باللہ من النار الخ وان کان المصلی المنفرد فی الفرض کرہ لہ ذلک الخ واما الامام والمقتدی فلا یفعل ذلک السوال والتعوذ لا فی

---

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب صفۃ الصلوٰۃ مطلب کل صلوٰۃ ادیت مع کراھۃ التحریم الخ ج ۱ ص ۴۲۵. ط.س. ج ۱ ص ۴۵۷ ۱۲ ظفیر. (۲) شامی نے جہاں اس قاعدہ کی تشریح کی ہے وہیں اس کی وضاحت کردی ہے کہ مذکورہ صورت میں سجدہ سہو لازم نہیں ہے۔ قالوا یجب الترتیب فی سور القران فلو قرء منکوسا اثم لا کن لا یلزمہ سجود السھو لان ذالک من واجبات القراءۃ لا من واجبات الصلوٰۃ کماذکرہ فی البحر فی باب السھو الخ (ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۲۶. ط.س. ج ۱ ص ۴۵۸) ظفیر. (۳) الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۱۰ و ج ۱ ص ۵۱۱. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶. ۱۲ ظفیر. (۴) ویکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ الخ ولا یکرہ فی النفل شئی من ذالک ایضاً ج ۱ ص ۵۱۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶) ظفیر. (۵) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۰۶. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۲. ۱۲ ظفیر.

(۶) الدر المختار علی ھامش رد المحتار. باب سجود التلاوت ج ۱ ص ۷۲۹. ۱۲ ظفیر.

الفرض ولا فی النفل الخ . شرح منیه کبیری. فقط۔

(اس کتاب کا نام غنیۃ المستملی ہے۔کبیری اور شرح منیہ کے نام سے علماء میں مشہور ہیں۔ظفیر)

بسم اللہ جزو قرآن ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۰۶)بسم اللہ قرآن شریف کا جزو ہے یا نہیں ۔اگر ہے تو جہری نماز میں بسم اللہ کو بالجہر کیوں نہیں پڑھتے۔ یہاں ایک حافظ نے ماہ رمضان میں قرآن سناتے وقت صرف قل ہواللہ کے شروع میں بسم اللہ بالجہر پڑھی۔

(جواب)حنفیہ کے نزدیک بسم اللہ ہر ایک سورۃ کا جزو نہیں ہے۔محض فصل بین السورتین کے لئے اوائل سورۃ میں لکھی جاتی ہے اور سوائے سورہ توبہ ہر ایک سورۃ کے اول میں لکھنا اس کا ثابت ہے مگر جزو ہونا اس سورۃ کا ثابت نہیں ہے۔اس لئے جہر کرنا ہر ایک سورۃ کے ساتھ حکم نہیں ہے صرف تمام قرآن شریف میں ایک آیۃ بسم اللہ بھی ہے اس لئے تراویح میں جب قرآن شریف پورا پڑھا جاتا ہے تو ایک جگہ جہر کر دیا جاتا ہے۔(۱) فقط۔

چھوٹی سورۃ کی تعریف:۔

(سوال ۴۰۷)جو آیۃ سورہ کوثر کے برابر ہو بڑی آیۃ شمار ہوگی۔کسی کتاب فقہ کی عبارت تحریر فرمادیجئے کہ کم سے کم بڑی آیۃ کی مقدار کیا ہے۔

(جواب)درمختار میں ہے وضم اقصر سورة کا لکوثر او ماقام مقامها وهو ثلث ایات قصار نحو ثم نظر ثم عبس وبسر ثم ادبر فاستکبر. وفی الشامی قوله تعدل ثلاثا قصاراً ای مثل ثم نظر الخ وهی ثلثون حرفاً فلو قراء اية طويلةً قدر ثلثين حرفاً يكون قداتی بقدر ثلث ایات الخ .(۲)فقط۔

نماز میں متواترہ قراتیں:۔

(سوال ۴۰۸)فن قراءۃ اصول وفرع دو قسم ہے اور سات ائمہ اور چودہ روایت سے مروی ہے تو نماز کے اندر تمام قراءۃ جمع کر کے پڑھ سکتے ہیں یا فقط فرع کی۔یعنی اختلاف فرش الحروف کا نماز کے اندر اجراء کر سکتے ہیں یا نہیں۔ایک کلمہ ایک راوی کا اور ایک کلمہ دیگر راوی کا نماز میں اجراء کر سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب)نماز جملہ روایات متواترہ کے ساتھ صحیح ہے لیکن روایات غریبہ غیر معروفہ کو پڑھنا نماز میں اچھا نہیں اگر چہ وہ متواترہ ہوں کیونکہ عوام کو اس میں مضرت ہے کما فی الدر المختار ویجوز بالروایات السبع وفی الشامی بل یجوز بالعشر (ایضاً) لکن الا ولیٰ ان لا یقرأ بالغریبة عند العوام صیانةً لدینهم الخ .وفی الشامی قوله بالغریبة ای بالروایات الغریبة والا مالات لان بعض السفها ء یقولون مالا یعلمون فیقعون فی

---

(۱)وهی ای بسم الله الخ اية واحدة من القران كله انزلت للفصل بين السور الخ وليست من الفاتحة ولا من كل سورة فی الا صح (الدر المختار علی هامش رد المحتار .باب صفة الصلوة بعد الفصل ج ا ص ۴۵۸.ط.س.ج ا ص ۴۹۱)ظفیر.

(۲)رد المحتار .باب صفة الصلوة مطلب واجبات الصلوة ج ا ص ۴۲۷ .ط.س.ج ا ص۴۵۸.۱۲ ظفیر.

الاثم والشقاء ولا ينبغي للآئمة ان يحمل العوام على ما فيه نقصان دينهم ولا يقرأ عند هم مثل قراء ة ابى جعفر وابن عامر و على بن حمزة والكسائى صيانة لدينهم فلعلهم يستخفون اويضحكون وان كان كل القرائۃ والروايات صحيحة فصيحة ومشائخنا اختار واقراء ة ابى عمرو و حفص عن عاصم الخ . من التتارخانية عن فتاوىٰ الحجة.(۱) الحاصل جو قراءت اب عموماً مروج ہے اور قرآنوں میں مطبوع ہے یعنی قرأت حفص کی عاصم سے اسی کو پڑھنا چاہئے۔ فقط۔

رموز اوقاف پر ٹھیرنے اور نہ ٹھیرنے کی بحث:۔

(سوال ۴۰۹) الحمد لله رب العلمين O الرحمن الرحيم. من شرا لوسواس الخناس O الذى يوسوس . على كل شئى قدير Oِ الذى خلق الموت والحيوٰة . الآية. آیت "لا" پر اگر سانس ختم یا بند ہو جانے کی وجہ سے وقف کرے اور اخیر لفظ کو نہ دہرا کر آگے بڑھتا چلے تو نماز میں کیا خلل ہے نیز تیسری مثال میں اگر وقف کر لیا ہو تو آگے الذی کہہ کر پڑھا جاوے یا نِ الّذی کہہ کر۔

(جواب) آیۃ لا پر بضرورت وقف کر دینے میں کچھ حرج نہیں ہے اور لفظ ماقبل کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے اور نماز میں کچھ خلل نہیں ہے۔ اور تیسری مثال میں الذی اور نِ لّذی پڑھنا دونوں طرح پڑھنا درست ہے۔ مگر حالت وقف میں الذی پڑھنا چاہئے۔

حنفی متفق علیہ مسلک کے خلاف حضرت شاہ ولی اللہ کا قول معتبر نہیں:۔

(سوال ۴۱۰) چونکہ شاہ ولی اللہ صاحب کا قول اسرار شریعت میں ہے کہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ کا پڑھنا نہ پڑھنے سے بہتر ہے اور شاہ صاحب علماء حنفیہ میں سے ہیں۔ ایسی صورت میں اگر کوئی حنفی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھے تو کیسا ہے۔

(جواب) حنفی کو امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ وغیرہ کچھ نہ پڑھنی چاہئے۔(۲) اور شاہ ولی اللہ جیسا محقق اگر کسی مسئلہ میں اختلاف کریں تو اوروں کے لئے یہ فعل درست نہیں ہے ان کو اپنے امام متبوع کی تقلید کرنی چاہئے۔ خصوصاً جب کہ دلائل سے بھی مذاہب امام قوی ہو۔ (۳) فقط۔

امام رموز اوقاف پر وقف نہ کرے تو بھی نماز صحیح ہے:۔

(سوال ۴۱۱) امام صبح کی دوسری رکعت میں اذا لسماء انفطرت واذا الكواكب انتثرت سے يايّها

---

(۱) ردالمحتار فصل فى القراءة ج ۱ ص ۵۰۵ . ط.س. ج ۱ ص ۵۴۱ . ۱۲ ظفیر.

(۲) ولا يقرأ الموتم خلف الا مام الخ لنا قوله عليه السلام من كان له امام فقراء ة الامام له قراء ة وعليه اجماع الصحابة وركن مشترك بينها لكن حظ المقتدى الا نصات والا ستماع قال عليه السلام واذا قرأ فانصتوا ويستحسن على سبيل الا حتياط فيما يروى عند محمد ويكره عند هما لمافيه من الوعيد (هدايه. فصل القراء ة ص ۱۰۹)ظفير.

(۳) قالوا رسم المفتى انما اتفق عليه اصحابنا فى الروايات الظاهرة يفتى به قطعا (الدر المختار على هامش ردالمحتار مقدمه ج ۱ ص ۶۳ و ج ۱ ص ۶۴ . ط.س. ج ۱ ص ۶۹)ظفير.

الانسان ما غرک بربک الکریم الذی پر سانس توڑا۔ ایک شخص کہتا ہے کہ اس طرح پڑھنا ناجائز ہے۔
(جواب) اس صورت میں قراءت صحیح ہوئی اور نماز میں کچھ خلل اور فساد نہیں آیا۔ (۱) فقط۔

سورۂ فاتحہ میں سکتہ نہ کرنے سے شیطان کا نام نہیں بنتا:۔

(سوال ۲ ۱ ۴) بعض کا قول ہے کہ الحمد یعنی سورۂ فاتحہ میں سات جگہ سکتات کرنا چاہئے۔ اگر یہ سکتات نہ کئے جائیں تو نام شیطانی پیدا ہو جاتا ہے جو کہ مفسد صلوٰۃ ہے۔ یہ قول صحیح ہے کہ غلط۔
(جواب) یہ قول بالکل باطل اور محض لغو ہے کما حققہ فی القول الفاصل بین الحق والباطل للامام محمد بن عمرو بن خالد القرشی حیث قال اعلم ان ھؤلاء القائلین عموا فیما زعموا وغفلوا فیما نقلوا بل ان مازعموہ　وسواس صرف وما نقلوہ افتراء محض الخ .(۲) فقط۔

بے جگہ وقفہ کرے یا جزءِ سورہ نماز میں کوئی پڑھے تو نماز ہو جائے گی:۔

(سوال ۳ ۱ ۴/۱) زید ایک قاری وقف اضطراری بہت کثرت سے کرتا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ نہایت ترتیل سے پڑھتا ہے۔ عشاء اور فجر میں اکثر جزءِ سورۃ پڑھتا ہے۔ مصلیوں میں اور لوگ بھی قرآن صحیح بلا وقوف اضطراری پڑھ سکتے ہیں۔ مصلیوں میں سے بعض ایسے پڑھنے کو طبعاً بہت مکروہ سمجھتے ہیں۔ بڑی آیت میں کئی جگہ اور چھوٹی میں ایک جگہ کبھی دو جگہ وقف کیا جاتا ہے۔ مثلاً اطعمھم اضطراری . الذی اطعمھم من جوع وامن ھم اضطراری من خوف O اور مثلاً انا انزلناہ فی لیلۃ القدر وما O اضطراری . وما ادراک مالیلۃ القدر اس طرح وقف کرنا جائز ہے یا مکروہ ہے۔
(سوال ۴ ۱ ۴/۲) اور جز وسورۃ پڑھنے کا کیا حکم ہے۔
(سوال ۵ ۱ ۴/۳) بعض مصلیان کا مکروہ سمجھنا ترک امامت کے لئے دلیل ہے یا نہیں۔
(سوال ۶ ۱ ۴/۴) جب قاری مذکور تدویر سے بلا وقف اضطر اری پڑھ سکتا ہے تو ایسے پڑھنے سے اس کو منع کیا جائے گا یا نہیں۔
(جواب) (۱) اس طرح وقوف اضطراری میں دوبارہ آیات کا اعادہ کر لینے سے کچھ کراہت نہیں رہتی اور مقتدیوں کو بھی اس سے کراہت کرنا نہ چاہئے۔ لیکن جب کہ دوسرا شخص صحیح پڑھنے والا قرآن شریف کا موجود ہے جو کہ اس قدر کثرت سے وقف اضطراری نہیں کرتا تو اس کا امام ہونا اچھا ہے۔ کیونکہ مقتدیوں کی رعایت بہتر ہے۔ (۳)
(۲) اور جز وسورۃ ہمیشہ پڑھنا خلاف سنت ہے اور غیر اولیٰ ہے۔ بہتر یہ ہے کہ نماز میں پوری سورۃ پڑھی

---

(۱) ومنها زلة القارى فلو فى اعراب او تخفيف مشدد وعكسه الخ اوبو قف و ابتداء لم تفسدوان غير المعنى به يفتى (الدر المختار على هامش ردالمحتار زلة القارى ج ۱ ص ۵۹۱ .ط.س.ج ۱ ص ۶۳۰) ظفير. (۲) دیکھئے کتاب مذکور القول الفاصل بين الحق والباطل ۱۲ . (۳) وهو مافى الصحيحين اذا صلى احدكم للناس فليخفف فان [illegible]م الضعيف والسقيم والكبير واذا صلى لنفسه فليطول ما شاء الخ (ردالمحتار. باب الامامة ج ۱ ص ۵۱۷ .ط.س.ج ۱ ص ۵۳۵) ظفير.

جاوے۔ شامی میں ہے صوحوابان الا فضل فی کل رکعۃ الفاتحۃ وسورۃ تامۃ الخ۔(۱) ج ا ص ۳۶۳ شامی۔

(۳) مصلیان کا کسی امام کی امامت کو مکروہ سمجھنا اگر بوجہ امام کی خرابی کے ہوتو اس امام کو امامت کرانا مکروہ ہے اور اگر امام میں کچھ خرابی نہیں تو مقتدیان کا مکروہ سمجھنا برا ہے۔ کذا فی الدرالمختار۔(۲)

(۴) بے شک اگر تدویر سے بدون اوقاف اضطراری کے پڑھ سکتا ہے ویسا ہی پڑھنا چاہئے۔ فقط۔

فاتحہ خلف الامام بقصد ثناء پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۴۱۷) فلو قرء المقتدی لزم له قرأتان وهو غير معهود فی الشرع وهذا انما يتم لو قرأ علی نية الثناء اما لو قرأ الفاتحة علی نية الثناء فيخرج عن القرانية فلا يلزم قرأتان كماتقول لو قرأ الفاتحة فی صلوٰة الجنازة علی نية الدعاء لا باس به الخ. ارکان اربعہ ص ۱۰۲۔ جواب طلب امر یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک فاتحہ خلف امام صلوٰۃ خمسہ میں بقصد دعاء وثناء مثل صلوٰۃ جنازہ پڑھنا کس طرح منع ہے۔ بحرالعلوم ارکان اربعہ میں جائز لکھا ہے کیا حنفیہ اس کو مان لیں گے تو وہابیہ سے کس طرح خلاص پائیں۔

(جواب) قال فی الدر المختار . والموتم لا يقرأ مطلقاً و لا الفاتحة فی السرية اتفاقاً وما نسب لمحمد رحمة الله عليه ضعيف كمابسطه الكمال فان قرأ كره تحريماً وتصح فی الا صح وفی درر البحار وعن مبسوط خواهر زاده انها تفسدويكون فاسقاً وهو مروی عن عدة من الصحابة فالمنع احوط الخ درمختار وفی الشامی قوله " مروی عن عدة من الصحابة فالمنع احوط الخ " قال فی الخزائن وفی الكافی ومنع الموتم من القرأة ماثورة عن ثما نين نفرًا من كبار الصحابة منهم المرتضیٰ والعبادلة .الخ(۳) وفيه قبيله وقدروی الفساد بالقراءة عن عدة من الصحابة رضی الله عنهم. فاقوٰهما المنع. شامی(۴) پس معلوم ہوا کہ عندالحنفیہ کسی طرح اجازت قراءۃ فاتحہ کی امام کے پیچھے نہیں ہے کہ اس میں خوف فساد صلوٰۃ ہے کما روی عن عدة من الصحابة رضی الله عنهم قاله الکمال . اور جنازہ چونکہ محل دعاء ہے تو اس میں بہ نیت ثناء جواز ہوسکتا ہے۔ اور صلوات خمسہ محل قراءت ہیں۔ اس لئے احوط یہ ہے کہ کسی طرح فاتحہ خلف امام نہ پڑھے۔ فقط۔

تجوید کی عدم رعایت سے نماز فاسد نہیں ہوتی:۔

(سوال ۴۱۸) امام باوجود تجوید جاننے کے قراءت تجوید سے نہ پڑھے۔ مثلاً آیۃ کی جگہ نہ ٹھہرایا۔ بغیر آیۃ کے سانس لے لیا یا وقفہ سکتے پر سانس لیتے ہوئے ٹھہرا یا وقف اور وقف لازم اور وقف النبی کا خیال نہیں رکھا یا مد کی جگہ قصر کیا یا نون

(۱) رد المحتار. باب صفة الصلوٰة. فصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۰۵ .ط.س. ج ۱ ص ۵۴۱. ۱۲ ظفير.
(۲) ولو ام قوما وهم له كارهون ان الكراهة لفسادفيه اولا نهم احق بالا مامة منه كره له ذالك تحريما الخ وان هو احق، لا ، والكراهة عليهم (الدر المختار. علی هامش ردالمحتار. باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۲ .ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹) ظفير.
(۳) رد المحتار. فصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۰۸ .ط.س. ج ۱ ص ۵۴۴. ۱۲ ظفير.
(۴) رد المحتار. فصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۰۸ .ط.س. ج ۱ ص ۵۴۴. ۱۲ ظفير.

اظہار کی جگہ اخفاء کیا تو نماز جائز ہوگی یا نہیں۔

(جواب) نماز ہوگئی۔ فقط۔

نماز میں ترجمہ قرآن پڑھا جائے تو نماز ہوگی یا نہیں:۔

(سوال ۱/۴۱۹) اگر نماز کے اندر قرآن مجید کا ترجمہ دوسری زبان میں کیا جائے تو نماز صحیح ہوگی یا نہیں۔

قرآن سے مقصود لفظ ہے یا معنی:۔

(سوال ۲/۴۲۰) قرآن مجید سے مقصود دراصل لفظ ہے یا معنی۔

(جواب) قرائۃ قرآن میں مقصود اصل دونوں ہیں لفظ بھی اور معنی بھی اور قرآن نام ہے اس کلام اور عبادت خاص کا جو کہ مکتوب فی المصاحف ہے اور عربی زبان میں ہے قال اللہ تعالی انا انزلناہ قرانا عربیاً لعلکم تعقلون .(۱) پس جو نظم عربی نہیں ہے وہ قرآن نہیں ہے اور نہ حکم تلاوت قرآن کا اس پر صادق آتا ہے اور نہ وہ ثواب حاصل ہو سکتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ حرفاً من کتاب اللہ فلہ بہ حسنۃ والحسنۃ بعشر امثالھا .لا اقول الم حرف الف حرف ولام حرف ومیم حرف رواہ الترمذی وغیرہ عن ابن مسعودرضی اللہ عنہ .(۲) شامی میں ہے لان الا مام رجع الی قولھما فی اشتراط القراء ۃ بالعربیۃ لان الما موربہ قراء ۃ القران وھو اسم للمنزل باللفظ العربی المنظوم ھذا النظم الخاص المکتوب فی المصاحف المنقول الینا نقلاً متواتراً الخ .(۳) اس کا حاصل یہ ہے کہ امام صاحب اور صاحبین اس میں متفق ہوگئے ہیں کہ نماز میں قراءۃ قرآن انہی کلمات عربیہ کے ساتھ ہونی چاہئے جو کہ حقیقۃً قرآن ہے اور مصاحف میں لکھا ہوا ہے۔ الی آخرہ۔

الحاصل نماز کے اندر ترجمہ قرآن شریف کا پڑھنے سے نماز نہ ہوگی کیونکہ نماز میں قراءۃ قرآن شریف فرض ہے اور قرآن نام نظم عربی کا ہے ترجمہ کو قرآن نہیں کہا جاتا مگر مجازاً۔ کما قال فی ردالمحتاروالا عجمی انما یسمی قرا ناً مجازاً و لذایصح نفی اسم القران عنہ الخ شامی .(۴) فقط۔

مقدار واجب پڑھنے کے بعد بھول گیا اور امام نے رکوع کے بجائے نماز توڑ دی تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۱/۴۲۱) امام نے نماز شروع کی اور تین یا چار آیۃ پڑھ کر بھول گیا تو اب اس کو رکوع کرنا تھا اس نے نماز توڑ دی پھر دوبارہ الحمد سے شروع کی تو کیسا ہے۔

(۱) سورئہ یوسف. ۱ ۱۲ ظفیر.
(۲) مشکوۃ. کتاب فضائل القرآن. فصل ثانی ص ۱۸۶. ۱۲ ظفیر.
(۳) رد المحتار. باب صفۃالصلوۃ مطلب فی حکم القراء ۃ بالفارسیۃ ج ۱ ص ۴۵۲.ط.س.ج ا ص ۴۸۵. ۱۲ ظفیر.
(۴) ایضاً .ط.س.ج ا ص ۴۸۵. ۱۲ ظفیر.

دوآیت پڑھ کر بھول گیا امام نے بیچ کی آیت چھوڑ کر آگے سے پڑھا:۔

(سوال ۲/۴۲۲) امام نے نماز شروع کی، دو آیت پڑھ کر بھول گیا تو چوتھی یا پانچویں آیت سے شروع کی یا دوسری سورۃ، تو نماز ہوئی یا نہ اور سجدہ سہو ہے یا نہیں۔

اگر دوآیت پڑھ کر بھول گیا تو دوسری سورۃ پڑھے یا نہیں:۔

(سوال ۳/۴۲۳) امام دوآیۃ پڑھ کر تیسری نصف آیت سے بھول گیا تو چوتھی یا پانچویں آیۃ سے یا دوسری سورۃ شرع کردی تو نماز ہوگی یا نہیں۔اور سجدہ سہو ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) نماز توڑنے کی ضرورت نہ تھی لیکن جب دوبارہ اس نماز کو پڑھ لی تو ادا ہوگئی۔(۱)

(۲) نماز صحیح ہے اور سجدہ سہو لازم نہیں ہوا۔(۲)

(۳) اس صورت میں بھی نماز ہوگئی اور سجدہ سہو لازم نہیں ہے۔(۳) فقط۔

بعض لفظوں میں دوقراءت:۔

(سوال ۴۲۴) قرآن شریف میں بعض جگہ چھوٹے حروف لکھے ہوتے ہیں مثلاً بصّطة ج هم المصّيطرون، عليهم، بمصّيطر ان میں سے کون سا حروف دومرتبہ پڑھا جاوے۔پنجاب میں دومرتبہ پڑھتے ہیں اس کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) لفظ بصطة اور ہم المصیطر ون اور علیهم بمصیطر کے اوپر س لکھنے سے مقصود یہ ہے کہ یہ لفظ سین سے پڑھا گیا ہے اور صاد سے بھی یعنی تلاوت کرنے والا خواہ سین پڑھے خواہ صاد نماز صحیح ہے۔اور یہ مطلب نہیں ہے کہ ایسے کلمات کو دودفعہ پڑھے بلکہ جس قاری کا اتباع کرے اسی کے موافق پڑھے۔ قوله المصيطرون وفى قراء ة لا بن كثير بالسين بدل الصاد و المتسلطون الجبارون الخ كما لين . لست عليهم بمصيطر وفى قراء ة بالصاد بدل السين اى بمسلط .(۴) وفى القاموس البصط البسط فى جميع معانيه. فقط۔

قراءۃ میں ترتیل کی رعایت ضروری ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۲۵) انانشاهد كثيرا من الحفاظ انهم يقرء ون القران المجيد بالتعجيل فى صلوٰة وغيرها كو قت الحفظ بحيث لا يفهم ما يتلفظون به من الا عراب والا لفاظ وغيرها والحال ان القران

---

(۱) وضم اقصر سورة كا لكوثر او ماقام مقامها وهو ثلاث ايات قصا رنحو ثم نظر ثم عبس وبسر ثم اد بر واستكبرو كذا لو كانت الا ية اوالايتان تعدل ثلاثا قصار ا (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب صفة الصلوٰة مطلب واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۷ ط.س. ج ۱ ص ۴۵۸) ظفير. (۲) يكره ان يفتح من ساعته كما يكره للا مام ان يلجئه اليه بل ينقل الى اية اخرى لا يلزم من وصلها ما يفسد الصلوٰة (رد المحتار. باب مايفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۵۸۲ ط.س. ج ۱ ص ۶۲۲) لو قرأ تعدل اقصر سورة جاز الخ وقدرها من حيث الكلمات عشر وحيث الحروف ثلا ثون (ايضا فصل فى القراءة ج ۱ ص ۵۰۲ ط.س. ج ۱ ص ۵۳۸) ظفير.

(۳) ايضا. ط.س. ج ۱ ص ۵۳۸. ۱۲ ظفير.

(۴) جلالين. اصح المطابع سوره غاشيه ص ۴۹۸. ۱۲ ظفير.

اطق علی ترتیله ورتل القران ترتیلاً فهل یجوزلهم القراء ة علی سبیل التعجیل ام لا .

(جواب)قال فی الدر المختار. ویجتنب المنکرات هذرمة القراء ة وفی الشامی هذرمة الخ سرعة الکلام والقراء ة .(۱) الخ فعلم ان القراء ة بالکیفیة المذکورة من ترک الترتیل الما موربه والاستعمال المفضی الی الهذرمة مسن المنکرات التی ینبغی الا جتناب عنها .فقط.

ہر رکعت میں سورہ کے ساتھ سورۂ اخلاص پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۴۲۶)ایک امام نے نماز جہری میں بعد الحمد کے جو سورۃ پڑھی اس صورت کے ساتھ قل ھواللہ پڑھ کر رکوع و سجود کیا اور دوسری رکعت میں الحمد کے ساتھ کوئی اور سورۃ ملا کر اس کے بعد قل ھواللہ پڑھے حنفیہ کے نزدیک یہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)فرائض میں عندالحنفیہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔شرح منیہ میں ہے والحاصل ان تکرار السورة الواحدة فی رکعة واحدة مکروهة فی الفرض ذکره فی فتاویٰ قاضی خان وکذا تکرار ها فی رکعتین منه بان قرء ها فی الا ولی ثم کرر هافی الرکعة الثانیة یکره ذکره فی القنیه لکن هذا اذا کان بغیر ضرورة بان کان یقدر قراء ة سورة اخری اما اذا لم یقدر فلا یکره الخ ولا یکره تکرار السورة فی رکعة او فی رکعتین فی التطوع الخ .(۲)پس معلوم ہوا کہ فرائض میں ایسا کرنا مکروہ ہے اور نوافل میں جائز ہے۔فقط

پہلی رکعت میں رکوع اور دوسری میں سورۃ کی قراءۃ کی جائے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۴۲۷)جو لوگ اول رکعت میں رکوع اور دوسری میں سورۃ جو رکوع سے بڑی نہیں ہوتی پڑھتے ہیں یہ جائز ہے یا مکروہ۔

(جواب)کراہت اس میں کچھ نہیں ہے۔(۳)البتہ فضیلت اس میں ہے کہ دونوں رکعت میں پوری پوری سورۃ پڑھی جاوے۔(۴)کذافی الشامی۔فقط۔

پہلی رکعت میں ایک سورۃ کا ایک حصہ اور دوسری میں دوسری سورت کا حصہ پڑھائے تو درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۲۸)اگر امام اول رکعت میں ایک سورۃ کا پہلا رکوع اور دوسری رکعت میں دوسرا رکوع پڑھے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)نماز درست ہے۔(۵)فقط۔

---

(۱) ردالمحتارباب الوتر والنوافل مبحث التراویح ج۱ ص ۶۶۳ ط.س.ج۲ص۴۷. ۱۲ ظفیر.
(۲)غنیة المستملی ص .(۳)وکذا لوقرأ فی الا ولی من وسط سورة او من سورة اولها ثم قرأ فی الثانیة من وسط سورة اخریٰ الخ او سورة قصیرةالا صح انه لا یکره (ردالمحتارفصل فی القراءة ج۱ ص۵۱۰ ط.س.ج۱ ص۵۴۶)ظفیر.
(۴)مع انهم صرحوابان الا فضل فی کل رکعة الفاتحة وسورة تامة (ردالمحتارفصل فی القراء ة ج۱ ص ۵۰۵ ط.س.ج۱ ص۵۴۱)ظفیر.(۵)ولو قرأ بعض السورة فی رکعة والبعض فی رکعة و قیل یکره وقیل لا یکره وهو الصحیح کذا فی الظهیریه (عالمگیری مصری. فصل فی القراءة ج۱ ص ۷۳)ظفیر.

وتر کی رکعتوں میں بڑی چھوٹی سورتوں کی قراءت کی تو ہوئی یا نہیں :۔

(سوال ۴۲۹) وتر میں امام صاحب نے پہلی رکعت میں والعصر۔ دوسری میں الھکاثر۔ تیسری میں الھمزہ پڑھی۔ تیسری سورۃ دوسری سے دوگنی ہے تو نماز وتر ہوئی یا نہیں۔

(جواب) نماز وتر ہوگی۔ اس قدر سورتوں کے بڑے چھوٹے ہونے سے نماز میں کچھ کراہت نہیں آتی۔ (۱) فقط۔

درمیان میں چھوٹی سورہ نہ چھوڑی جائے :۔

(سوال ۴۳۰) کہا جاتا ہے کہ اذا جاء کے بعد تبت پڑھنی چاہئے۔ اس کو ترک کر کے قل ھو اللہ نہ پڑھے حالانکہ پڑھنے والے کو اذا جاء اور قل ھو اللہ سے محبت ہے تو کیا کرنا چاہئے۔

(جواب) ایک چھوٹی سورۃ کا فاصلہ کرنا فرائض وواجبات میں فقہاء نے مکروہ لکھا ہے۔ پس اگر قل ھو اللہ دوسری رکعت میں پڑھنی ہے تو پہلی میں قل یاالخ پڑھ دے۔ اور اگر پہلی رکعت میں اذا جاء پڑھی ہے تو دوسری میں قل اعوذ برب الفلق پڑھے۔ (۲) فقط

نماز میں ترتیب سورہ کا لحاظ :۔

(سوال ۴۳۱) ترتیب سور قرآنیہ کا نماز میں کیا حکم ہے۔ مثلاً قل اعوذ برب الفلق کے بعد قل ھو اللہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) فرائض وواجبات میں اس تقدیم وتاخیر کو مکروہ لکھا ہے۔ اور نوافل میں درست ہے (۳)۔ فقط۔

وقت کی تنگی کے وقت نماز فجر میں چھوٹی سورتیں درست ہیں :۔

(سوال ۴۳۲) صبح کی نماز میں وقت تھوڑا تھا اس وجہ سے اول رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص پڑھی۔ بعد نماز ایک صاحب نے یہ فرمایا کہ نماز مکروہ تحریمی ہوئی۔ بڑی سورۃ پڑھنی چاہئے تھی۔

(جواب) وہ نماز بلا کراہت صحیح ہوگئی۔ یہ کہنا کسی کا کہ یہ نماز مکروہ تحریمی ہوئی غلط ہے۔ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے صبح کی نماز میں قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جب کہ وقت تھوڑا ہو یا سفر وغیرہ

---

(۱) واطالة الثانية على الا ولىٰ يكره تنزيها اجما عا ان بثلاث ايا ت ان تقاربت طولا وقصر او الا اعتبر الحروف والكلمات واعتبر الحلبى فحش الطول لا عدد الا يات واستثنىٰ فى البحر ما وردت به السنة واستظهر فى النفل عدم الكراهة وان باقل لايكره (درمختار) قوله فحش الطول الخ كمالو قرأ فى الا ولى والعصر و فى الثانية الهمزة فرمز فى القنية اولا انه لا يكره ثم رمز ثانيا انه يكره وقال لا ن الا ولى ثلاث ايات والثانية تسع وتكره الزيادة الكثيرة الخ (رد المحتار. فصل فى القراءة ج ا ص ٥٠٦ و ص ٥٠٧ .ط.س. ج ا ص ٥٤٢) سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ ترتیب قران کے خلاف سورتیں پڑھی گئیں، یہ بھی مکروہ ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئے یوں نماز ہوگئی۔ ويكره الفصل بسورة قصيرة وان يقرأ منكوسا (درمختار) لان ترتيب السوره فى القراءة من واجبات التلاوة (ردالمحتارفصل فى القراءة ج ا ص ٥١٠ .ط.س. ج ا ص ٥٤٦) ظفير.

(۲) ويكره الفصل بسورة قصيرة (الدرالمختار على هامش ردالمحتارفصل فى القراءة ج ا ص ٥١٠ .ط.س. ج ا ص ٥٤٦) ظفير.

عجلت ہو تو چھوٹی سورتوں کا فجر کی نماز میں پڑھنا درست ہے۔(۱)

پہلی رکعت میں مزمل کا حصہ اور دوسری میں بقرہ کا حصہ پڑھا تو نماز ہوئی یا نہیں:۔

(سوال ۴۳۳) امام نے مغرب کی اول رکعت میں بعد الحمد شریف پہلی رکوع سورۃ مزمل کا پڑھا۔ دوسری رکعت میں پہلا رکوع الم کا پڑھا اور سجدہ سہو بھی نہیں کیا نماز صحیح ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز صحیح ہوگئی اور سجدہ سہو لازم نہیں ہوا۔ مگر آئندہ اس طرح خلاف ترتیب قرآنی نہ پڑھنا چاہئے کہ اس طرح پڑھنا فرائض میں مکروہ ہے۔ کذا فی الدر المختار۔(۲) فقط۔

نماز میں آیت کے دہرانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی:۔

(سوال ۴۳۴) زید فرض مغرب کے پڑھا رہا ہے۔ اول رکعت میں بعد سورہ فاتحہ کے سورہ فیل شروع کی اور طیراً ابابیل کو دو مرتبہ پڑھا۔ اول مرتبہ لام کو سکون اور دوسری مرتبہ لام کو زبر کے ساتھ کہہ کر رکوع کر دیا اور دوسری رکعت میں بعد ختم سورۂ فاتحہ کے سورہ قریش شروع کی اور پوری سورۃ پڑھی آیا نماز ہوگئی یا نہیں یا سجدہ سہو کرنا چاہئے تھا۔

(جواب) اس صورت میں نماز صحیح ہوگئی۔ سجدہ سہو کی اور اعادہ کی ضرورت نہ تھی۔(۳) فقط

فرض میں آنحضرت ﷺ سے جزو سورۃ کا پڑھنا صراحتاً ثابت نہیں:۔

(سوال ۴۳۵) فرض نماز میں آنحضرت ﷺ نے کسی وقت میں علاوہ سورتوں کے رکوع پڑھے ہیں یا نہیں۔

(جواب) کتب فقہ میں یہ لکھا ہے کہ ہر ایک رکعت میں پوری سورۃ پڑھنا مستحب اور سنت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اکثر پوری ہی سورۃ پڑھی اور شاید کبھی علاوہ سورۃ کے کہیں سے کوئی رکوع پڑھا ہو مگر تصریح(۴) نہیں ہے۔ فقط۔

....

(۱) میسن فی السفر مطلقا ای حالة قرار او فرار الخ الفاتحة وجوبا و ای سورة شاء وفی الضرورة بقدر الحال (درمختار) ای سواء کان فی الحضر اوا لسفر الخ لانه علیه الصلوٰة والسلام قرأفی الفجر بالمعوذ تین الخ (ردالمحتارفصل فی القراء ة ج ا ص ۵۰۳ وج ا ص ۵۰۵. ط.س. ج ا ص۵۳۸)ظفیر.

(۲) ویکره الفصل بسورة قصیرة وان یقرأ منکو سا(الدرالمختار علی هامش ردالمحتارفصل القراءة ج ا ص ۵۱۰)ظفیر.

(۳) وقرأ بعد ها وجوبا سورة او ثلاث ایات ولو کانت الا یة اوالایتان تعدل ثلاث ایات قصار (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۵۹)ظفیر. اذا کر اية واحدة مرا راان کان فی التطوع الذی یصلیه وحده فلذلک غیر مکروه وان کان فی الفریضة فهو مکروه، وهذا فی حالة الا ختیاراما فی حالة العذر والنسیان فلا باس به (غنیة المستملی ص ۴۶۲. ط.س. ج ا ص ۴۹۲)ظفیر.

(۴) مع انهم صرا حوا بان الا فضل فی کل رکعة الفاتحة وسورة تامة (ردالمحتارفصل فی القراء ة ج ا ص ۵۰۵. وان الغالب من قراء ته علیه السلام السورة التامة بل قال بعضهم لم ینقل عنه علیه السلام قراء ته السورة الا کاملة ولم ینقل عنه التفریق الا فی المغرب قرأ فیها الا عراف فی رکعتی ورکعتین الفجر قرأ بایتی البقرة وال عمران و قال اخرون انما هی افضل الخ وافتی بعض ائمتنا بان من قرأ سورة فی رکعتین ان فرقها لعذر کمرض حصل له ثواب السورة الکاملة والکلام فی سورة طویلة کالا عراف بخلاف سورة ثلاث ایات اواربع فتفریقها خلاف السنة اه (مرقات المفاتیح شرح مشکوٰة المصا بیح باب القراء ة فی الصلوٰة فصل اول ج ا ص ۵۲۷ وج ا ص ۵۲۸)ظفیر.

فاتحہ کے سکتات میں ثناء پڑھنا نہیں چاہیئے :۔

(سوال ۴۳۶) ثنا فاتحہ کے سکتات میں پڑھنا افضل ہے یا سکوت بہتر ہے۔

(جواب) قراءۃ کے شروع ہونے کے بعد ثناء نہ پڑھنی چاہیئے۔(۱) فقط۔

فاتحہ خلف الامام :۔

(سوال ۴۳۷) شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ دہلوی نے تحریر فرمایا ہے کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا جائز ہے اور پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ نہ پڑھنے میں خوف ہے نماز کے نہ ہونے کا۔ اس مسئلہ میں کیا حکم ہے۔

(جواب) جب کہ حدیث شریف میں صاف امر ہے واذا قرأفانصتوا.(۲) اور دوسری حدیث شریف میں ہے من کان له امام فقراء ة الامام له قراء ة.(۳) اور نیز قرآن شریف میں ارشاد ہے واذا قرئ القران فاستمعوا له وانصتوا.(۴) اس صورت میں مقتدی کو امام کے پیچھے فاتحہ وغیرہ پڑھنے کی گنجائش نہیں ہے جیسا کہ کتب فقہ میں مفصلاً مذکور ہے۔ اور حنفیہ کو اپنے امام کے مذہب پر عمل کرنا چاہیئے۔ فقط۔

پہلی رکعت میں اذا جاء اور دوسری میں قل ھو اللہ پڑھی تو کوئی نقصان ہوا یا نہیں :۔

(سوال ۴۳۸) امام نے پہلی رکعت میں اذا جاء اور دوسری رکعت میں قل ھو اللہ پڑھی تو نماز میں کچھ نقصان ہوا یا نہیں۔

(جواب) فرضوں میں قصداً اس طرح پڑھنا کہ ایک چھوٹی سورۃ کا فاصلہ کیا جاوے جیسا کہ صورت مسئولہ میں ہے مکروہ ہے۔ اور نماز ہو جاتی ہے۔ اور اگر سہواً ہو گیا تو کچھ کراہت نہیں ہے۔ اور نوافل میں کچھ کراہت نہیں ہے۔(۵) فقط۔

قراءت بغیر حرکت لب معتبر نہیں :۔

(سوال ۴۳۹) اگر کوئی شخص نماز بلا حرکت لب جی میں پڑھے تو نماز ہوگی یا نہیں۔

(جواب) قراءت وغیرہ ایسے معتبر نہیں ہے۔(۶) فقط۔

---

(۱) وقرأ كما كبر سبحانک اللهم الخ الا اذا شرع الا مام فى القراء ة سواء كان مسبوقاً او مدركا وسواء كان امامه يجهر بالقراء ة اولا ، فانه لا ياتى به لما فى النهر عن الصغرى ادرک الا مام فى القيام يثنى ما لم يبدأ بالقراء ة الخ (الدر المختار على هامش ر دالمحتار باب صفة الصلوٰة فصل تاليف الصلاة ج ا ص ۴۵۵ و ج ا ص ۴۵۶ ط.س. ج ا ص ۴۸۸) ظفير. (۲) مشكوٰة باب القراء ة فى الصلوٰة ص ۷۹ و ۸۱. ۱۲ ظفير.

(۳) آثار السنن باب فى ترک القرأة خلف الا مام فى الصلوٰت كلها ج ا ص ۸۷ ۱۴ ظفير.

(۴) سورة الا عراف ركوع ۲۴. ظفير. (۵) ويكره الفصل بسورة قصيرة الخ ولا يكره فى النفل شئى من ذالک (درمختار) افادان التنكيس او الفصل بالقصيرة انما يكره اذا كان عن قصد فلو سهوا فلا كما فى شرح المنية (ردالمحتار فصل فى القراء ة ج ا ص ۵۱۰. ط.س. ج ا ص ۵۴۶) ظفير. (۶) وادنى الجهر اسماع غيره وادنى المخافتة اسماع نفسه الخ ويجرى ذالک المذكور فى كل ما يتعلق بنطق كتسمية على ذبيحة ووجوب سجدة تلاوة وعتاق وطلاق واستثناء وغيرها (درمختار) اعلم انهم اختلفوا فى حدود وجود القراء ة على ثلاثة اقوال فشرط الهندوانى والفضلى لو جودها خروج صوت يصل الى اذنه وبه قال الشافعى وشرط بشر المريسى واحمد خروج الصوت من الفم وان لم يصل الى اذنه الخ ولم يشترط الكرخى وابو بكر البلخى السماع واكتفيا بتصحيح الحروف الخ (ردالمحتار فصل فى القراء ة ج ا ص ۴۹۸ و ج ا ص ۴۹۹. ط.س. ج ا ص ۵۳۵) ظفير.

نصف آیت سے قراءت کی ابتدا مناسب نہیں:۔

(سوال ۴۴۰) زید ہمیشہ نماز میں قراءۃ نصف آیت سے شروع کرتا ہے، نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز ہو جاتی ہے لیکن ایسا نہ کرنا چاہئے کہ یہ امر نا مشروع اور خلاف قواعد ہے۔(۱) فقط

الحمد اور ایاک پر جھٹکا:۔

(سوال ۴۴۱) الحمد پر جھٹکا لگانا اور ایسا ہی ایاک پر جھٹکا لگانا کیسا ہے۔

(جواب) خلاف قواعد تجوید پڑھنا قرآن شریف کا مکروہ ہے اگرچہ نماز ہو جاتی ہے۔ فقط۔

تین آیتیں پڑھنا فرض ہے یا واجب:۔

(سوال ۴۴۲) جو تین آیۃ قرآن شریف کی نماز میں پڑھی جاتی ہیں یہ فرض ہیں یا کیا۔

(جواب) درمختار میں واجبات نماز میں شمار کیا ہے۔ قراءۃ فاتحہ اور ضم سورۃ کو یا تین آیۃ کو...... وضم اقصر سورة كالكوثر او قام مقامها وهو ثلاث ايات قصار الخ وكذا لوكانت الأية اوالايتين تعدل ثلاثاً قصاراً. الخ(۲)

پہلی رکعت میں پارہ ستائیس سے اور دوسری میں پہلے سے پڑھے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۴۴۳) نماز جمعہ میں رکعت اول میں ستائیسویں پارہ میں سے ایک رکوع پڑھا گیا۔ اور رکعت دویم میں پارہ اول میں سے ایک رکوع پڑھا نماز درست ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس طرح پڑھنا فرائض میں مکروہ ہے اس لئے کہ یہ خلاف ترتیب قرانی ہے درمختار میں ہے ويكره الفصل بسورة قصيرة وان يقرء منكوساً .درمختار، بان يقرأ فى الثا نيه سورة اعلىٰ مما قرأفى الا ولىٰ لان ترتيب السورمن القران من واجبات التلاوة الخ.(۳) شامی ص ۳۶۷ جلد اول۔ فقط۔

بلا بسم اللہ نماز میں فاتحہ:۔

(سوال ۴۴۴) نماز میں سورۂ فاتحہ بلا بسم اللہ پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز ہو جاتی ہے اور کچھ نقص نہیں رہتا۔(۴) فقط۔

---

(۱) والا فضل ان يقرأ فى كل ركعة سورة تامة (غنية المستملى ص ۴۶۲) سورۃ کے بعض حصے کو بعض فقہاء نے مکروہ لکھا ہے تو آیت ادھوری پڑھنا کب مناسب ہوگا۔ ولو قرء بعض السورة فى ركعة وبا قيها فى ركعة قيل يكره والصحيح انه لا يكره .ايضاً) ظفير.

(۲) الدر المختار على هامش رد المحتار. باب صفة الصلوٰة مطلب واجبات الصلوٰة ج۱ ص ۴۲۷ .ط.س. ج ا ص ۴۵۹ . ۱۲ ظفير. (۳) ردالمحتار للشامى . باب صفة الصلوٰة. فصل فى القراءة ج ا ص ۵۱۰ .ط.س. ج ا ص ۵۴۶ . ۱۲ ظفير.

(۴) وسننها ترک السنة لا يوجب فساد اولا سهوا بل اساء ة لو عا مداالخ. الثناء والتعوذ والتسمية والتا مين (الدر المختار على هامش رد المحتار. باب صفة الصلوٰة مطلب سنن الصلوٰة ج ا ص ۴۴۲ وج ا ص ۴۴۳ .ط.س. ج ا ص ۴۷۳...... ۴۷۴) ظفير.

جوسورت پہلی رکعت میں پڑھی بھول سے دوسری میں اسی کو دہرادیا تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۴۴۵/ ۱) ایک شخص نے سہواً جو رکعت اولیٰ میں سورۃ پڑھی تھی وہی رکعت ثانیہ میں پڑھ لی تو نماز میں کچھ نقصان آیا نہیں۔

(سوال ۴۴۶/ ۲) ایک شخص نے رکعت اولیٰ میں سورہ الناس شروع کردی۔ نصف سورۃ پڑھ کر رکوع کردیا اور نصف سورۃ رکعت ثانی میں پڑھی آیا نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) (۱) نماز میں کچھ نقصان نہیں آیا۔(۱)

(۲) نماز ہوگئی۔(۲) فقط۔

ہر رکعت میں سورۂ اخلاص کا تکرار فرائض میں نہیں چاہئے:۔

(سوال ۴۴۷) امرتسر کے گردونواح میں گاؤں کے رہنے والے حضرات پہلی رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے سورۂ اخلاص پڑھتے ہیں اور دوسری رکعت میں بھی سورۂ اخلاص پڑھتے ہیں۔ آیا ایسا کرنا چاہئے یا نہیں۔ اگر کوئی دہقانی نہ جانتا ہو تو اس کے لئے جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) طریق سنت یہ ہے کہ ایک سورۃ کو بار بار پہلی اور دوسری رکعت میں نہ پڑھیں بلکہ مختلف سورتیں ہر رکعت میں بہ رعایت ترتیب پڑھیں۔ مثلاً پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکفرون اور دوسری رکعت میں قل ہو اللہ پڑھنی چاہئے۔ اسی طرح کبھی کوئی سورۃ کبھی کوئی سورۃ پڑھنی چاہئے یہ نہیں کہ پہلی رکعت میں قل ہو اللہ اور دوسری رکعت میں بھی قل ہو اللہ پڑھی جائے۔ یہ طریقہ غیر مقلدوں کا ہے کہ ہر ایک رکعت میں سورۂ اخلاص ہی کو مکرر پڑھا جاوے۔(۳) البتہ جس شخص کو اور کوئی سورت یاد نہ ہو اس کو مجبوری ہے۔ پس آپ لوگ جو حنفی ہیں موافق طریق سنت کے قراءۃ پڑھیں۔ ہر ایک رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد مختلف سورتیں ترتیب کے موافق پڑھیں۔ آنحضرت ﷺ نے ہمیشہ مختلف سورتیں نماز میں پڑھی ہیں۔ ایسا نہیں کیا کہ صرف سورۂ اخلاص کو ہر ایک رکعت میں پڑھا ہو۔ فقط۔

رب العلمین پر سانس روکنا:۔

(سوال ۴۴۸/ ۱) امام رب العلمین پر پختہ آیۃ کرتا ہے۔ نماز میں کوئی حرج تو نہیں۔

---

(۱) لا باس ان یقرأ سورۃ ویعید ھا فی الثانیۃ (درمختار) افادانہ یکرہ تنزیھا وعلیہ یحمل جزم القنیۃ بالکراھۃ ویحملہ فعلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لذالک علی بیان الجواز ھذا اذا لم یضطر فان اضطربان قرأ فی الا ول قل اعوذ برب الناس اعادھا فی الثانیۃ ان لم یختم (رد المحتار. فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۱۰ ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶) ظفیر.

(۲) ولو قرأ بعض السورۃ فی رکعۃ وبا قیھا فی رکعۃ قیل یکرہ والصحیح انہ لا یکرہ (غنیۃ المستملی تتمات ص ۴۶۲) ظفیر.

(۳) ولا یتعین شئی من القران لصلوٰۃ علی طریق الفرضیۃ الخ ویکرہ التعین (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی القرائۃ ج ۱ ص ۵۰۸. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۴) لاباس ان یقرأ سورۃ ویعید ھا فی الثانیۃ (درمختار) قولہ لا باس الخ افا دان یکرہ تنزیھا وعلیہ یحمل جزم القنیۃ بالکراھۃ ویحمل فعلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لذالک علی بیان الجواز ھذا اذا لم یضطر (رد المحتار. باب ایضا ج ۱ ص ۵۱۰) ظفیر.

فعال کے عین پر جزم پڑھنا:۔

(سوال ۴۴۹/۲) امام فعال لمایرید میں عین پر جزم کرتا ہے۔ نماز صحیح ہے یا نہیں۔

یوم یقوم الروح والملائکۃ صفا پر وقف:۔

(سوال ۴۵۰/۳) آیۃ کریمہ یوم یقوم الروح والملائکۃ صفاًO پر اگر وقف کرے تو نماز صحیح ہے یا نہیں۔

آیت لا پر وقف:۔

(سوال ۴۵۱/۴) آیۃ Oلا پر وقف کردینے سے کچھ حرج ہوتا ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) کچھ کراہت وغیرہ نہیں ہے۔

(۲) فعال کے عین میں ادغام ہے یعنی اس میں دو عین ہیں۔ پہلا ساکن دوسرا متحرک گویا اصل اس کی یہ ہے فَعْ عَالٌ۔ پس اگر اسی طرح پڑھا تو نماز صحیح ہے۔

(۳) نماز صحیح ہے اور صفاًO پر وقف کردینے سے نماز میں کچھ خلل نہیں آتا۔

(۴) آیت Oلا پر وقف کردینے میں کچھ حرج نہیں ہے اور نماز صحیح ہے۔ فقط۔

نماز فجر میں طوال مفصل:۔

(سوال ۴۵۲/۱) فقہاء صبح کی نماز میں طوال مفصل کو پڑھنا اور چالیس آیت پڑھنا مسنون کہتے ہیں۔ اور بعض سور طوال مفصل بیس ۲۰ آیت ہیں۔ دو سورتیں پڑھنے سے چالیس آیت ہوں گی۔ کیا کرنا چاہئے۔

آیت سجدہ کا ترک:۔

(سوال ۴۵۳/۲) سجدہ والی سورت میں دو ایک آیت چھوڑ دینا سجدہ کی وجہ سے کیسا ہے۔

(جواب)(۱) افضل اور بہتر یہ ہے کہ ہر ایک رکعت میں پوری سورۃ پڑھے پس صبح کی نماز کی ہر ایک رکعت میں پوری سورۃ طوال مفصل کی پڑھے سنت ادا ہو جاوے گی آیتوں کا لحاظ نہ کرے خواہ چالیس ہوں یا کم وبیش۔(۱)

(۲) سجدہ کی آیت کو پڑھنا اور سجدہ کرنا بہتر ہے اس کو نہ چھوڑے۔(۲) فقط۔

---

(۱) ویسن فی الحضر لا مام ومنفرد الخ طوال المفصل من الحجرات الی اخر البروج فی الفجر والظهر الخ ای فی کل رکعة سورة مما ذکر (درمختار) ای من الطوال والا وساط والقصار ومقتضاه انه لا نظر الی مقدار معین من حیث عدد الأیات الخ (ردالمحتار فصل فی القراءة ج۱ ص ۵۰۵ ط.س. ج۱ ص ۵۳۹......۵۴۰) ظفیر۔

(۲) کره ترک ایة سجدة وقراءة باقی السورة لان فیه قطع نظم القران وتغییرتا لیفه واتباع النظم والتالیف ما موربه بدائع مفاده ان الکراهة تحریمیة لا یکره عکسه ۔ الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب سجود الصلوة ج۱ ص ۷۲۹ ط.س. ج۲ ص ۱۱۷......۱۱۸) ظفیر۔

چھوٹی سورت کی مقدار کیا ہے اور وہ کون سی ہیں :-

(سوال ۴۵۴) وہ چھوٹی سورتیں کون سی ہیں جن کو پہلی رکعت اور دوسری رکعت کی قراءۃ کے درمیان چھوڑنے سے نماز مکروہ ہوتی ہے۔

(جواب) وہ سورتیں قصار مفصل کی لم یکن سے آخر قرآن شریف تک ہیں۔(۱) فقط۔

علامت آیت :-

(سوال ۴۵۵) قرآن مجید کی چھوٹی سی تین آیتیں جو ایک رکعت میں کافی ہوسکتی ہیں کون سی ہیں ۔ آیت گول O ٹکڑے کی مانی جاتی ہیں یا ج ۔ ص ۔ ز ۔ ط وغیرہ پر مانی جاتی ہے ۔ ایک بڑی آیت کے مقابلہ میں چھوٹی تین آیت کافی ہوسکتی ہیں یا کیا۔

(جواب) واجبات نماز میں سے یہ ہے کہ سورہ فاتحہ کے بعد تین آیات چھوٹی یا ایک آیت بڑی جو چھوٹی تین آیتوں کے برابر ہو پڑھے چھوٹی سورہ جس میں تین آیتیں ہیں انا اعطینک الکوثر ہے۔ یہ سورۃ یا اس کے مانند کوئی دوسری سورۃ الحمد کے بعد پڑھنے سے واجب ادا ہو جاتا ہے اور آیت وہی سمجھی جاتی ہے جس پر گول نشان اس صورۃ سے ہو O اور بڑی آیت کی مثال آیۃ الکرسی یا آیۃ مداینۃ وغیرہ ہے ۔ اور چھوٹی آیات کی مثال ثم نظر ثم عبس و بسر ثم اد برو استکبر ہے۔(۲) فقط۔

نستعین پر وقف نہ کرے تو کیا حکم ہے :-

(سوال ۴۵۶) زید نماز میں ایاک نعبدو ایاک نستعین پر باجود وقف ہونے کے وقف نہیں کرتا اور یوں پڑھتا ہے نستعین اھدنا الصراط مستقیم اور قل ھو اللہ احد ن اللہ الصمد پڑھتا ہے اس سے نماز میں کچھ نقصان تو نہیں ہوتا اور قراءۃ سے یہ ثابت ہے یا نہ اور اس طرح پڑھنے سے معنی میں کچھ نقصان آئے گا یا نہ۔

(جواب) اصل یہ ہے کہ نستعین پر وقف کرنا اور نہ کرنا دونوں جائز ہیں ۔ اسی طرح قل ھو اللہ احد پر آیت کرنا نہ کرنا دونوں طرح ثابت ہے ۔ پس اگر آیت کی جائے گی تو اھدنا اوز اللہ الصمد پڑھا جائے گا اور اگر آیت نہ کی جاوے اور وقف نہ کیا جاوے نون اھدنا اور ن اللہ الصمد پڑھا جائے گا معنی میں کچھ فرق نہیں ہوتا اور قرائۃ دونوں طرح پڑھتے ہیں ۔ لیکن زیادہ تر نستعین پر اور احد پر آیت کرنا ہے اور اھد نا الصراط المستقیم اور اللہ الصمد علیحدہ پڑھنا ثابت ہے ۔ لہذا زید کو کچھ ضرورت نہیں کہ وہ ن ھدنا اور ن اللہ الصمد پڑھے بلکہ جیسے اکثر قراءۃ پڑھتے ہیں اسی طرح پڑھے ۔ لیکن اگر اتفاقی زید نے اس طرح پڑھ دیا تو اس پر اعتراض نہ کیا جاوے اس کو غلط نہ کہا جاوے ۔ فقط۔

---

(۱) ومنها الی آخر لم یکن او ساطه الخ وباقیه قصاره (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی القراء ة ج ۱ ص ۵۰۴ ط.س. ج ۱ ص ۵۴۰) ظفیر. (۲) وضم اقصر سورة کالکوثر او مقامها وهو ثلاث ایات قصار نحو ثم نظر ثم عبس وبسر ثم اد برو استکبر الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوة واجبات الصلوة ج ۱ ص ۴۲۷ ط.س. ج ۱ ص ۴۵۸) ظفیر.

رکعات نماز میں مختلف سورتوں کے رکوع پڑھیں تو کوئی مضائقہ نہیں:۔

(سوال ۷۵۷ ۴) کوئی امام اگر اس طرح قراءت پڑھا کرے کہ مثلاً اس کو ہر پارہ کا ایک ایک رکوع یاد ہے اور ہر نماز میں ایک رکوع پڑھتا ہے۔ اسی طرح بالترتیب تمام ختم کر لیتا ہے پھر بعد ختم ابتداء سے شروع کرتا ہے۔ اس طرح جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اس طرح پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے لیکن افضل یہ ہے کہ ہر ایک میں پوری سورۃ پڑھے اس طریقے سے کہ جس طرح فقہاء نے لکھا ہے کہ صبح اور ظہر کی نماز میں طوال مفصل اور عصر و عشاء میں اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل میں سے کوئی سورۃ پڑھے۔ (۱) فقط۔

فاتحہ خلف الامام والی حدیث کا جواب:۔

(سوال ۵۸ ۴) عندالاحناف قراءۃ فاتحہ خلف الامام ناجائز ہے مگر غیر مقلدین دو حدیثیں پیش کرتے ہیں۔ ایک عبادہؓ کی حدیث اور ایک ابو ہریرہؓ کی جس میں یہ مذکور ہے۔ قسمت الصلوٰۃ بینی وبین عبدی ان دونوں حدیثوں کا جواب مفصل تحریر فرمائیں۔

(جواب) حدیث عبادہؓ کا جواب مشکوٰۃ کے باب قرأۃ فی الصلوٰۃ میں حدیث مذکور کے بعد موجود ہے۔ وہ حدیث یہ ہے وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما جعل الامام لیو تم بہ فاذا کبر فکبر و اواذا قرأ فانصتوا۔ (۲) اس حدیث میں مطلقاً و عموماً یہ حکم فرمایا کہ جب امام پڑھے تو تم چپ رہو۔ پس معلوم ہوا کہ پہلے آنحضرت ﷺ نے صرف سورہ فاتحہ کی اجازت دی تھی۔ پھر جہریہ نمازوں میں اس کی ممانعت فرمائی جیسا کہ حدیث ابو ہریرہؓ میں فانتھی الناس عن القراءۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیھا جھر فیہ بالقراءۃ من الصلوٰۃ حین سمعوا ذلک من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۳) سے ثابت ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے واذا قرأ فانصتوا کا حکم فرما کر سب نمازوں میں مطلقاً قرائۃ سورہ فاتحہ وغیرہ سے ممانعت فرمادی اور انصات کا حکم فرمادیا جیسا کہ آیۃ کریمہ واذا قرأ القران فاستمعوا لہ وانصتوا۔ (۴) سے بھی ظاہر ہے اور یہی جواب جملہ اقرأ بھا فی نفسک۔ (۵) سے ہے جو کہ حدیث ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ قسمت الصلوٰۃ بینی وبین عبدی الخ میں واقع ہے۔ اور اقراء بھا فی نفسک سے مراد نفس میں تصور کرنا بھی ہو سکتا ہے۔ فقط۔

---

(۱) واستحسنوا فی الحضر طوال المفصل فی الفجر والظھر واوساطہ فی العصر والعشاء وقصارہ فی المغرب الخ. الا فضل ان یقراء فی کل رکعۃ الفاتحۃ وسورۃ کاملۃ فی المکتوبۃ الخ (عالمگیری مصری . الفصل الرابع فی القراءۃ ج ۱ ص ۷۲ و ج ۱ ص ۷۳ . ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۷۷) ظفیر.
(۲) مشکوٰۃ باب القراءۃ فی الصلوٰۃ فصل ثانی ص ۸۱ . ۱۲ ظفیر.
(۳) مشکوٰۃ باب القراءۃ فی الصلوٰۃ . فصل ثانی ص ۸۱ . ۱۲.
(۴) سورۃ الاعراف رکوع ۲۴ . ظفیر.
(۵) مشکوٰۃ باب القراءۃ فی الصلوٰۃ. فصل اول ص ۷۸ ۱۲ ظفیر

سورۂ فاتحہ سے فرض قراءت ادا ہو جاتی ہے:۔

(سوال ۴۵۹) سورۂ فاتحہ نماز میں پڑھنے سے قراءۃ فرض ادا ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) فرض قراءۃ سورۂ فاتحہ کے پڑھنے سے ادا ہو گئی۔(۱)

صیغۂ واحد کو جمع اور جمع کو واحد پڑھنا غلط ہے:۔

(سوال ۴۶۰) نماز میں بوقت قرأت واحد کو بصیغۂ جمع اور جمع کو بصیغۂ واحد پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ نماز ہو گی یا نہیں۔ مثلاً آیت کو آیات پڑھنا اور جنت کو جنات پڑھنا۔

(جواب) واحد کو بصیغۂ جمع پڑھنا یا جمع کو بصیغۂ واحد پڑھنا غلطی ہے۔ عمداً ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ اور اگر غلطی سے ایسا پڑھا گیا تو نماز صحیح ہے یعنی نماز ہو جاتی ہے۔ مگر ایسا کرنا نہ چاہئے۔(۲) فقط۔

منفرد کی نماز میں قراءت و اقامت۔

(سوال ۴۶۱) تنہا آدمی مسجد یا مکان یا میدان میں نماز فرض پڑھتا ہے تو باقراءۃ و با تکبیر پڑھنی چاہئے یا نہیں۔

(جواب) جہری نمازوں میں اس حالت میں قراءۃ بالجہر پڑھنا اچھا ہے اور جہر بالتکبیر بھی درست ہے مگر زیادہ جہر نہ کرے کسی قدر جہر میں کچھ حرج نہیں ہے۔(۳) فقط۔

فرض دو خالی اور دو بھری کیوں ہیں:۔

(سوال ۴۶۲) چار رکعت فرض میں دو خالی اور دو بھری کیوں مقرر ہوئی ہیں؟

(جواب) نماز فرض میں دو رکعت بھری اور دو رکعت خالی احادیث سے ثابت ہیں اور جناب رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا ہے لہذا ہم کو بھی ایسا ہی کرنا چاہئے۔ چون و چرا اس میں مناسب نہیں ہے۔(۴)

فجر کی دوسری رکعت میں قراءت پہلی سے لمبی کر دے تو مکروہ ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۶۳) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع مبین اس مسئلہ میں کہ امام صبح کی نماز میں اول رکعت سے

---

(۱) وفرض القراءۃ اية على المذهب هى لغة العلامة عرفا طائفة من القران مترجمة اقلها ستة احرف لو تقديراً كلم يلد (درمختار) قوله على المذهب اى الذى هو ظاهر الرواية عن الا مام (ردالمحتار فصل فى القراءۃ ج ۱ ص ۵۰۱ ط.س. ج ۱ ص ۵۳۷) ظفير

(۲) قال فى البزازية ولو زاد حرفا لا يغير المعنى لا تفسد عند هما الخ (ردالمحتار زلة القارى ج ۱ ص ۵۹۱ ط.س. ج ۱ ص ۶۳۱) ظفير. (۳) ويخير المنفرد فى الجهر وهو افضل ويكتفى بادناه ان ادى وفى السرية يخافت حتما على المذهب (درمختار) قوله وهو افضل ليكون الا داء على هيئة الجماعة ولهذا كان اداء ه باذان واقامة افضل وروى فى الخبر من ان من صلى على هيئة الجماعة صلت بصلاته صفوف الملائكة (ردالمحتار فصل فى القراءۃ ج ۱ ص ۴۹۸ ط.س. ج ۱ ص ۵۳۳) ظفير. (۴) اقول قد اخرج البخارى ومسلم رحمهما الله عن عبدالله بن ابى قتاده عن ابيه ابى قتادة رضى الله تعالىٰ عنه ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يقرأ فى الركعتين الا وليين من الظهر والعصر بفاتحة الكتاب وسورتين وفى اخريين بفاتحة الكتاب ويسمعنا الاية احيانا حاشيه هدايه الخ اورزیلعی میں ہے وفيما عد الاتين اكتفا بفاتحة الكتاب لقول ابى قتادة انه عليه الصلوٰة والسلام قرأة فى الا خريين بفاتحة الكتاب ۱۲ ج ۱ ص ۱۲۴) ظفير.

دوسری رکعت میں قراءت کو قصداً دو چار آیات طول دیوے اس صورت میں بلا کراہت نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

(جواب) اس صورت میں نماز صحیح ہے بلا کراہت۔ شامی میں ہے کہ بڑی سورتوں میں تین آیات کی زیادتی کا اعتبار نہیں ہے البتہ چھوٹی سورتوں میں دوسری رکعت میں تین آیات کی زیادتی مکروہ تنزیہی ہے۔(۱) فقط واللہ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔ مفتی مدرسہ دیوبند۔

قراءت خلاف ترتیب کی کراہت:۔

(سوال ۴۶۴) استفتاء نمبری ۲۴۹۵ موصول ہوا۔ آپ نے نمبر ۳ میں تحریر فرمایا ہے کہ فرائض اور واجبات میں اس تقدیم و تاخیر کو مکروہ لکھا ہے۔ اور نوافل میں درست ہے۔ مجھے اس میں کچھ کلام ہے۔ آج میری نظر سے بخاری شریف کی ایک حدیث گذری جس میں یوسف بن مالک راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ اے ام المؤمنین مجھے اپنا قرآن دکھا دیجئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیوں کہا اس لئے کہ اس کی ترتیب کے موافق اپنا قرآن کر لوں اس لئے کہ لوگ بے ترتیب پڑھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیرا کچھ حرج نہیں ہے جونسی آیت چاہے پہلے پڑھ لے۔ اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ بخاری شریف میں کہیں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے نماز پڑھائی تو پہلی رکعت میں سورۂ کہف اور دوسری میں سورۂ یوسف پڑھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ تقدیم و تاخیر مکروہ نہیں۔

(جواب) بندہ نے جو کچھ در بارہ کراہت خلاف ترتیب فرائض میں پڑھنے کو لکھا تھا وہ حنفیہ کا مذہب ہے اور اس میں احتیاط ہے۔ باقی یہ مطلب اس کا نہ تھا کہ اس میں کسی کا خلاف نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ بعض دیگر حضرات اس کو مکروہ نہ کہتے ہوں مگر حنفیہ کا مذہب وہ ہے جو بندہ نے لکھا ہے۔ چنانچہ در مختار میں اس کی تصریح ہے۔(۲) فقط۔

فرض نماز میں بتدریج پورا قرآن:۔

(سوال ۴۶۵) زید نے فرض نماز میں امام ہو کر تمام قرآن شریف تین چار ماہ میں پڑھا۔ اخیر پارہ ایک ایک رکعت میں کئی کئی سورۃ اور اخیر رکعت میں کسی قدر الم سے مفلحون تک پڑھا تو اس فرض نماز میں کچھ کراہت ہے یا نہیں۔

(جواب) اس میں تو کچھ حرج نہیں ہے کہ اگر پہلی رکعت میں قرآن شریف ختم کرے مثلاً قل اعوذ برب الناس پڑھی تو دوسری رکعت میں سورہ بقرہ میں سے کچھ آیتیں پڑھیں کما فی الشامی عن شرح المنية من يختم القران فی الصلوٰۃ اذا فرغ من المعوذ تين فی الركعة الاولیٰ يركع ثم يقرأ فی الثانية بالفاتحة وشئی من سورة البقرة لا ن النبی صلی الله عليه وسلم قال خير الناس الحال المر تحل ای الخاتم المفتح الخ.(۳) لیکن فرائض کی ایک ایک رکعت میں کئی کئی سورتیں پڑھنا تو اچھا نہیں یعنی خلاف اولیٰ

---

(۱) بل الذی ينبغی ان الزيادة اذا كانت ظاهرة ظهور اتاما تكره الا فلا للزوم الحرج فی التحرزعن الخفية وايضا قال والذی تحصل من مجموع كلامه وكلام القنية ان اطلاق كراهة طالة الثانية بثلاث ايات مقيد بالسور القصيرة المتقاربة الا يا ت لظهور الاطالة حينئذ فيها اما السورة الطويلة والقصيرة المتفاوتة فلا يعتبر العدد فيهما بل يعتبر ظهور الا طالة من حيث الكلمات وان اتحدت ايات السورتين عددا. فقط والله اعلم ج ا ص ۵۰۷ ط.س. ج ا ص ۵۴۳ شامی.

(۲) ويكره الفصل بسورة قصيرة وان يقرأ منكو سا الخ والايكره فی النفل شئی من ذالک (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی القراءة ج ا ص ۵۰۱ ط.س. ج ا ص ۵۴۶) ظفير.

(۳) ردالمحتار فصل فی القراءة ج ا ص ۵۱۰ ط.س. ج ا ص ۵۴۷. ۱۲ ظفير.

ہے۔(۱) فقط۔

امام کو مخصوص سورتوں کا حکم:۔

(سوال ۴۶۶) امام کو حکم کرنا کہ فلاں فلاں سورۃ نماز میں پڑھو اور امام کو ایسا کرنا جائز ہے یا مکروہ۔

(جواب) اگر موافق سنت سورۃ کا امر کیا جاوے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔

قراءت خلف الامام کی احادیث اوران کا درجہ، اور عوام قراءت پر آیت سے استدلال کا ثبوت:۔

(سوال ۴۶۷) قراءۃ خلف الامام کی جو احادیث صحاح میں اکثر وارد ہیں۔ یہ احادیث منسوخ ہیں یا نہیں یہ بھی مفصل تحریر فرماویں کہ اصول حدیث میں کس مرتبہ کی حدیث صحیح حدیث کی ناسخ بن سکتی ہے اور سنداس امر کی کہ آیت و اذا قرأ القران فاستمعوا له فانصتوا لعلكم ترحمون نماز ہی میں نازل ہوئی ہے مع احادیث معتبرہ کے اور اقوال صحابۂ کرام کے تحریر فرمایئے کہ اطمینان ہو جائے غیر مقلدین سوائے صحیحین کی احادیث کے دوسری صحاح و مسندات کتب حدیث کو نہیں مانتے ہر جگہ صحیحین کی حدیث طلب کرتے ہیں۔ پس یہ بھی تشریح فرمادیں سوائے صحیحین کے دوسری کتب حدیث میں بھی صحیح حدیثیں موجود ہیں کہ جن کو بخاری و مسلم نے تخریج نہیں کیا اور منسوخیت حدیث آمین بالجہر کی نسبت بھی یہی خیال ہے۔ کن احادیث سے حدیث آمین بالجہر منسوخ ہے۔

اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

(جواب) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قراءت خلف الامام میں اختلاف ائمہ ہے۔ امام اعظم رحمہ اللہ اور ان کے اتباع و موافقین عدم وجوب وعدم جواز قراءت خلف الامام کے قائل ہیں۔ دلیل امام اعظم رحمہ اللہ کی آیۃ قرآنیہ و اذا قرأ القران فاستمعوا له وانصتوا (۳) اور حدیث صحیح مسلم۔ واذا قرأ فانصتوا۔(۴) اور حدیث من كان له امام .(۵) الحدیث ہے۔ اور شامی میں خزائن سے منقول ہے وفي الكافي ومنع الموتم من القراءة ما ثور عن ثمانين نفرا من كبار الصحابة المرتضى والعبادلة وقددوّن فى الحديث اسا ميهم .(۶) اور دربارہ نزول آیۃ قرآنیہ واذا قرأ القران الاية فتح القدير میں منقول ہے واخرج ابو الشيخ من طريق سعيد بن جبير عن

---

(۱) ولو جمع بين سورتين في ركعه لا ينبغي ان يفعل ولو فعل لا باس به (فتح القدير فصل فى القراءة ج ۱ ص ۲۹۹) ظفير.
(۲) عن جابر قال كان معاذبن جبل يصلى مع النبى صلى الله عليه وسلم ثم ياتى فيؤ م قومه فصلى ليلة مع النبى صلى الله عليه وسلم العشاء ثم اتى قومه فامهم فافتتح بسورة البقرة فانحرف رجل فسلم ثم صلى وحده وانصرف فقالوا له انا فقت يافلان قال لا والله لاتين ... رسول الله صلى الله عليه وسلم فلا خبر نه فاتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله انا اصحاب نواضح نعمل بالنهار وان معاذا صلى معك العشاء ثم اتى قومه فافتتح بسورة البقرة فاقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم على معاذ فقال يا معاذ افتان انت ؟ اقرأ والشمس و ضحها والضحى والليل اذا يغشىٰ وسبح اسم ربك الاعلى متفق عليه (مشكوٰة باب القرأة ص ۷۶) ظفير. (۳) پ ۹ ركوع ۱۴. ۱۲ ظفير. (۴) مشكوٰة باب القراءة فى الصلوٰة فصل اول ص ۷۹ وفصل ثانى ص ۸۱. ۱۲ ظفير (۵) آثار السنن باب فى ترك القراءة خلف الامام ص ۸۷ وفتح القدير فصل فى القراءة ج ۱ ص ۲۹۵. ۱۲ ظفير. (۶) ردالمحتارباب صفة الصلوٰة فصل فى القرأة ج ۱ ص ۵۰۸ ط.س. ج ۱ ص ۵۴۴. ۱۲ ظفير.

ابن عباسؓ هذه الاية نزلت فى صلوٰة الجعمة وفى العيدين قال محى السنة والا ولىٰ انها فى القراء ة فى الصلوٰة لان الاية مكية والجمعة وجبت بالمدينه وهذا قول الحسن والزهرى والنخعى واخرج البيهقى عن احمد انه قال اجمع الناس على ان هذه الاية فى الصلوٰة. واخرج ابن مردويه فى تفسيره الخ عن معاوية بن قرة قال سئلت بعض اشيا خنا من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم واحسبه قال عبدالله بن مغفل كل من سمع القران وجب والا ستماع والا نصات قال انما نزلت هذه الاية فى القراء ة خلف الا مام كذا فى فتح القدير (۱) اورآمین بالجہر یاسر دونوں حدیث سے ثابت ہیں۔امام ابو حنیفہؒ نے یہ آیۃ ادعوا ربکم تضرعاً وخفیة (۲) سے حدیث اخفاء کو ترجیح دی ہے جیسا شرح منیہ میں ہے ویخفونها اى ويخفى الا مام والمقتدون امين لقول ابن مسعود رضى الله عنه اربع يخفيهن الا مام التعوذ والتسمية وامين وربنا لک الحمد وهذه الا ربعة روا ها ابن ابى شيبة عن ابراهيم النخعى وقدروى احمد وابويعلى والطبرانى والدار قطنى والحاكم فى المستدرک من حديث شعبة عن سلمة بن كهيل عن حجر بن العنبس عن علقمة بن وائل عن ابيه انه صلى مع رسول الله صلى الله عليه وسم فلما بلغ غير المغضوب عليهم ولا الضالين قال امين .واخفى بها صوته وقال الشافعى و احمد رحمهما الله يجهر الا مام والماموم لما روى ابن ماجة كان عليه الصلوٰة والسلام اذا تلا غير المغضوب عليهم ولا الضالين قال امين حتى يسمع من فى الصف الا ول فير تج المسجد قلنا تعارض روايتا الجهر والا خفاء فى فعله يترجح الاخفاء باشارة قوله فان الا مام يقولها وبانه الاصل فى الدعاء وامين دعاء فان معناه استجب .انتهى (۳)۔

(صحیحین کے علاوہ دوسری کتب احادیث میں بھی صحیح حدیثیں ہیں۔صحیحین میں ہی محصور سمجھنا غلط ہے۔ دوسری صحاح یا مستندات کو نہ ماننا کھلی ہوئی جہالت ہے۔ظفیر)

نماز میں مختلف سورتوں کا رکوع پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۴۶۸) ایک سورۃ کا رکوع پڑھنا رکعت اول میں اور اس سورہ یا دوسری سورۃ کا رکوع پڑھنا دوسری رکعت میں یا دوسری پوری سورۃ کا پڑھنا دوسری رکعت میں۔یا ایک سورۃ کو دو رکعت میں پڑھنا جائز ہے یا خلاف اولیٰ۔

(جواب) جواب اول یہ ہے کہ یہ سب خلاف استحباب ہے۔حنفیہ کے نزدیک مسنون و مستحب یہ ہے کہ پوری سورۃ ایک رکعت میں مفصل میں سے موافق ترتیب فقہاء کے پڑھے جو معروف ہے۔اور کتب فقہ میں مذکور ہے قال فى الشامى لان السنة فى الحضر فى كل ركعة سورة (۴) تامة كمايأتى وفيه بعد صفحة مع انهم صرحوا بان

---

(۱) فتح القدير فصل فى القراء ة (ج ۱ ص ۳۶۸) ظفير
(۲) الاعراف ركوع ۸. ۱۲ ظفير
(۳) غنية المستملى معروف به كبيرى ص ۳۰۲. ۱۲ ظفير
(۴) ردالمحتار فصل فى القراء ة ج ۱ ص ۵۰۳. ط.س. ج ۱ ص ۵۳۹. ۱۲ ظفير

الافضل فی کل رکعة الفاتحة وسورة تامة (۱)۔ پس جزو سورۃ کا پڑھنا خلاف افضل و خلاف مستحب ہے جس کا مآل کراہت تنزیہی ہے نہ کراہت تحریمی (۲) فقط۔

قراءت خلف امام میں حنفیہ کیا کہتے ہیں اور کیوں:۔

(سوال ۴۶۹) قراءت خلف الامام میں کیا قول ہے۔

(جواب) حنفیہ کے نزدیک امام کے پیچھے قراءۃ فاتحہ جائز نہیں ہے۔ عن انس قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم اقبل بوجهه فقال اتقرؤن والا مام یقرأ فسکتوا فسأ لهم ثلثا فقالوا انا لنفعل قال لا تفعلوا الخ قال علی رضی اللہ عنه. من قرأ خلف الا مام فلیس علی الفطرة الخ . عن عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنه عن عبدللہ بن عمر رضی اللہ عنه قال یکفیک قرأة الا مام فهؤلاء جماعة من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قد اجمعو علی ترک القراء ة خلف الامام .(۳) فقط۔

عورت کا تراویح میں قرآن جہر سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۷۰) عورت حافظہ اگر نماز نفل یا تراویح میں قراءۃ بالجہر مکان کے اندر پڑھے اور اس مکان میں سوائے شوہر و دیگر محارم کے دوسرا شخص نہ ہو تو جہر بالقراءۃ نماز میں اس کو جائز ہوگا یا نہیں۔ نماز اس کی صحیح ہوگی یا نہیں۔

(جواب) جو عورت حافظ قرآن ہو نماز میں جہر نہیں کر سکتی اس واسطے کہ کلام عورت عند البعض عورت ہے۔ شامی جلد اول۔ وعلی هذا لو قیل اذا جهرت بالقراء ة فی الصلوٰة فسدت کا ن متجهاً الخ .(۴) فقط۔

فاتحہ خلف الامام پڑھنے والے کو کافر کہنا غلط ہے:۔

(سوال ۴۷۱) ایک مولوی صاحب افغانستان کے یہاں پر آئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ قاری فاتحہ خلف الامام کافر ہے۔

(جواب) امام ابوحنیفہؒ کے مذہب میں مقتدی کو امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ وغیرہ نہ پڑھنی چاہئے ناجائز ہے اور یہی مقتضی آیة قرآنیه واذا قرأ القران فاستمعوا له وانصتوا .(۵) اور احادیث صریحہ صحیحہ واذا قرأ فانصتوا وغیرہ کا ہے۔ باینہمہ فاتحہ پڑھنے والے کو کافر و مرتد کہنا سخت جہالت اور گمراہی ہے۔ کہنے والے کے کفر کا خوف ہے توبہ کرے یہ مسئلہ ائمہ دین میں مختلف فیہ ہے۔ امام شافعیؒ وجوب قرأۃ فاتحہ خلف الامام کے قائل ہیں۔ (۶) پس تکفیر میں کہنے والے کے کفر کا خوف ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی جہالت سے محفوظ رکھے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) ردالمحتار فصل فی القراء ة ج ۱ ص ۵۰۵ ط.س. ج ۱ ص ۵۴۱ . ۱۲ .

(۲) وفی الخلاصة اذا قرأ سورة واحدة فی رکعتین اختلف فیه والا صح انه لایکره ولکن لاینبغی ان یفعل ولو فعل لاباس به وکذا لو قرأ وسط السورة اواخر سورة فی الاولیٰ وفی الثانیة وسط سورة اوا خر سورة اخری ای لا ینبغی ان یفعل ولو فعل لا باس به وفی نسخة الحلوانی قال بعضهم یکره (فتح القدیر فصل فی القرأة ج ۱ ص ۲۹۹) ظفیر.

(۳) شرح معانی الا ثار باب القراء ة خلف الا مام ج ۱ ص ۱۲۸ و ج ۱ ص ۱۲۹ ظفیر.

(۴) ردالمحتار باب شروط الصلوٰة مطلب فی ستر العورة ج ۱ ص ۳۷۷ . ط.س. ج ۱ ص ۴۰۶ . ۱۲ ظفیر.

(۵) سورة الا عراف رکوع ۲۴ . ۱۲ ظفیر.

(۶) فقراء ة الفاتحة لا تتعین رکنا عند نا الخ خلافاللشافعی رحمه اللہ فی الفاتحة الخ وللشافعی قوله علیه السلام لا صلوٰة الا بفاتحة الکتاب (هدایه) قوله خلافا للشافعی الخ حتی لوترک منها فی رکعة لا تجوز صلاته لان (حاشیه هدایه. باب صفة الصلاة ج ۱ ص ۹۷) ظفیر.

آیات کا جواب نماز میں :۔

(سوال ۴۷۲) غیر مقلد جو آیات کا جواب دیتے ہیں مثلاً سبح اسم ربک الاعلیٰ کا جواب سبحان ربی الاعلیٰ دیتے ہیں جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) مذکورہ فی السوال کا جواب عند الحنفیہ نماز میں دینا جائز نہیں ہے جواب نہ دینا چاہئے۔ البتہ خارج نماز سے اگر کوئی آیت مذکورہ پڑھے تو جواب دینا مسنون و مستحب ہے اور حضور سرور عالم ﷺ سے اکثر یہ جوابات خارج صلوٰۃ میں ہی منقول ہیں۔(۱) نماز میں اگر کہیں وارد ہے تو وہ تعلیم کے لئے ہے۔ یا ابتدائے اسلام میں تھا جب تک کہ نماز میں زیادہ قیود نہ تھے مثلاً باتیں کرتے تھے۔ اپنی چھوٹی ہوئی رکعتیں جلدی پڑھ کر امام سے مل جاتے تھے وغیرہ وغیرہ رفتہ رفتہ یہ امور ممنوع ہو گئے فقط۔

دوسری رکعت کو طول دینے میں کس چیز کا اعتبار ہے :۔

(سوال ۴۵۳) نماز میں اول رکعت سے دوسری رکعت میں زیادہ قراءت مکروہ ہے۔ یہ بحساب آیتوں کے ہے یا بحساب حروف کے یا بحساب کلمات کے۔

(جواب) اگر آیتیں برابر یا قریب برابر کے ہیں تو عدد آیات کا اعتبار ہے کہ دوسری رکعت کی قراءت تین آیات سے زیادہ نہ ہو۔ اور اگر آیات متفاوت ہوں طول و قصر میں تو حروف و کلمات کا اعتبار ہے۔(۲) الخ فقط۔

ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا کیسا ہے :۔

(سوال ۴۷۴) عشاء یا صبح کی نماز میں امام ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھے تو کچھ کراہت تو نماز میں نہیں آئی۔

(جواب) ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا خلاف اولیٰ ہے۔ نماز ہو جاتی ہے اور خلاف اولیٰ سے مراد کراہت تنزیہ ہے قال فی الشامی وذکر شیخ الا سلام لا ینبغی له ان یفعل علی ماهو ظاهر الروایة وفی شرح المنیة الاولیٰ ان لا یفعل فی الفروض ولو فعل لا یکره ای لا یکره تحریماً.(۳) فقط اس عبارت سے پہلے یہ ہے اذا جمع بین سورتین فی رکعة رأیت فی موضع انه لا باس به) ظفیر۔

---

(۱) عن ابن عباس رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا قرأ سبح اسم ربک الا علی قال سبحان ربی الا علیٰ رواه احمد قال المظهر عند الشافعی یجوز مثل هذه الا شیاء فی الصلوٰة وغیرها وعند ابی حنیفة لا یجوز الا فی غیر ها قال التورپشتی وکذا عند مالک یجوزفی النوافل اه (مرقاة المفاتیح شرح مشکوة المصابیح ص ۵۳۶ باب القراء ة فی الصلوٰة)ظفیر.

(۲) واطالة الثانیة علی الاولیٰ یکره تنزیها اجماعا ان بثلاث ایات ان تقاربت طولا وقصرا والا اعتبرت الحروف والکلمات الخ وان باقل لا یکره (الدر المختار علی هامش ردالمحتارفصل فی القراء ة ج ا ص ۵۰۶ .ط.س. ج ا ص ۵۴۲)ظفیر.

(۳) ردالمحتارفصل فی القراء ة ج ا ص ۵۱۰ وکذا لوجمع بین سورتین فی رکعة واحدة الا ولیٰ ان لا یفعل فی الفرض ولو فعل لا یکره (غنیة المستملی ص ۴۶۲ ولو جمع بین سورتین فی رکعة لا ینبغی ان یفعل ولو فعل لا باس به (فتح القدیر فصل فی القراء ة ج ا ص ۲۹۹)ظفیر.

قراءت خلف الامام جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۷۵/۱) امام کے پیچھے قرات جائز ہے یا نہیں؟

آمین بالجہر جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۷۶/۲) آمین آواز سے کہنا کیسا ہے۔

(جواب)(۱) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب میں مقتدیوں کو سورہ فاتحہ وغیرہ پڑھنا ممنوع ہے۔(۱) امام شافعی رحمہ اللہ ضروری فرماتے ہیں مگر حنفیوں کو امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب اس بارہ میں اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔ حدیث مسلم شریف میں واذا قرأ فانصتوا۔ یعنی جب امام پڑھے تم چپ رہو۔ دوسری حدیث میں ہے، امام کی قراءت مقتدی کی قرات ہے۔

(۲) امین بالجہر حنفیہ کے نزدیک مسنون نہیں ہے۔(۲) جیسا کہ قرآن شریف میں ہے ادعوا ربکم تضرعا و خفیة.(۳) فقط۔

فاتحہ خلف الامام کا حکم ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۷۷) امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

(جواب) امام کے پیچھے الحمد اور سورۃ کچھ نہ پڑھنی چاہئے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے واذا قرأ فانصتوا.(۴) اور دوسری حدیث میں ہے من کان له امام فقراء ة الامام له قراء ة.

اگر امام جہری نماز میں چند آیتیں سراً پڑھ جائے تو کیا کرے:۔

(سوال ۴۷۸) اگر امام جہری نماز میں دو تین آیتیں خفیہ پڑھ جائے تو یاد آنے پر شروع سے جہراً پڑھے یا اسی جگہ سے؟ اور سجدہ کر لیوے یا نہ کرے؟

(جواب) از سر نو جہراً پڑھے۔(۵) اور سجدہ کر لیوے۔(۶)

---

(۱) والموتم لا یقرأ مطلقا ولا الفاتحة فی السریة اتفاقا فان قرأ کرہ تحریما (الی قوله) بل یستمع اذا جهر وینصت اذا اسر لقول ابی هریرة کنا نقرأ خلف الا مام فنزل واذا قرأ القران فاستمعوا له وانصتوا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۵۰۸. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۴ ...... ۵۴۵) ظفیر.

(۲) مشکوٰۃ باب القراء ة فی الصلوۃ ص ۸۱. ۱۲ ظفیر.

(۲) والثناء والتعوذ و التسمیة والتامین و کونهن سرا (درمختار) جعل سرا خبر الکون المحذوف لیفید ان الا سرار بها سنة اخری (ردالمحتار ج ۱ ص ۴۴۴. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۵ ...... ۴۷۶) ظفیر.

(۳) الاعراف رکوع ۷ ۱۲ ظفیر. (۴) عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انما جعل الا مام لیو تم به فاذا کبر فکبر واواذا قرأ فا نصتوا رواہ ابوداؤد والنسائی وابن ماجه (مشکوٰۃ ص ۸۱).

(۵) موطا امام محمد ص ۳۸. ۱۲ ظفیر. (۶) در مختار میں هے ویجهر الا مام وجوبا بحسب الجماعة فان زاد علیه اساء ولو اتم به بعد الفاتحة او بعضها سرا اعادها جهرا بحر شامی میں هے (قوله اعاد جهرا) لا ن الجهر فیما بقی صار واجبا بالا قتداء والجمع بین الجهر والمخافتة فی رکعة واحدة شنیع (ردالمحتار فصل فی القراء ة ج ۱ ص ۴۹۷. ط.س. ج ۱ ص ۵۳۲) ظفیر. (۷) اور چونکہ تاخیر ہوئی اس لئے سجدہ سہو کرے وتاخیر الواجب عن محله وهو موجب لسجود السهو ۱۲ ظفیر.

فاتحہ خلف الامام اور ہاتھ ناف سے نیچے باندھنا:۔

(سوال ۴۷۹) امام کے پیچھے الحمد پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور ہاتھ تحت السرہ یا فوق السرہ باندھنا چاہئے؟ تحت السرہ باندھنے پر بعض غیر مقلدین اعتراض وطعن کرتے ہیں۔

(جواب) امام کے پیچھے الحمد وغیرہ جملہ قراءت کی ممانعت قرآن شریف اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ واذا قرأ القران فاستمعوا له وانصتوا الا یة وفی حدیث مسلم واذا قرأفا نصتوا الحدیث.(۱) اور حدیث صحیح ہے۔ من کان له امام فقراء ة الا مام له قراء ة ۔(۲) اور فوق السرہ ہاتھ باندھنے کی دونوں طرح کی حدیثیں موجود ہیں۔ کسی امام نے کسی پر عمل کیا اور کسی نے کسی پر۔(۳) اعتراض کسی پر نہیں ہوسکتا۔ ایضاح الادلہ منگا کر اس میں یہ سب مسائل موجود ہیں اور ان کی احادیث دیکھ لیجئے، بہت کام کی کتاب ہے اور غیر مقلدوں کے جواب میں بے مثل ہے۔ ہر ایک مسئلہ خلافی میں احادیث نقل کی ہیں اور امام صاحب کی مؤید احادیث مفصل تحریر فرمائی ہیں۔

خلاف ترتیب قراءۃ کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۴۸۰) فرضوں کی پہلی رکعت میں قل ہو اللہ اور دوسری میں قل اعوذ برب الفلق پڑھی جاوے تو جائز ہے یا مکروہ؟ اور تراویح کی پہلی رکعت میں قل اعوذ برب الناس اور دوسری میں سورۂ بقرہ کی چند آیات پڑھنا کیسا ہے؟ اور پہلی رکعت میں غلطی سے سولہویں پارہ کا رکوع پڑھا اور دوسری میں پندرہویں پارہ کا رکوع پڑھا یہ صورت مکروہ ہے یا کیا؟

(جواب) پہلی رکعت فرض میں قل ہو اللہ اور دوسری رکعت میں قل اعوذ برب الفلق پڑھنا جائز ہے، مکروہ نہیں ہے۔(۴) اسی طرح تراویح میں پہلی رکعت میں قل اعوذ برب الناس اور دوسری رکعت میں اول سورۂ بقر سے چند آیات پڑھنا جائز ہے۔(۵) اور سہواً اگر پہلی رکعت میں سولہویں پارہ کا رکوع اور دوسری رکعت میں پندرہویں پارہ کا رکوع پڑھا گیا تو اس میں بھی کچھ کراہت نہیں ہے۔ البتہ فرضوں میں قصداً ایسا نہ کرنا چاہئے کہ مکروہ ہے بھول کر ہو تو کچھ حرج نہیں ہے۔(۶)

منفرد نماز میں قراءت جہری کرے یا سری:۔

(سوال ۴۸۱) اگر کوئی شخص کسی وجہ سے مسجد میں نہ جاوے گھر میں نماز پڑھے تو اس کو آواز سے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) منفرد کے لئے نماز جہری میں جیسے مغرب وعشاء وصبح میں جہر افضل ہے۔

---

(۱) مسلم ج ۱ ص ۱۷۴۔

(۲) موطا امام محمد ص ۷۸۔

(۳) رواه ابو داؤد فی سنة علی انه قال السنة وضع الکف علی الکف تحت السرة (نصب الرایه ج ۱ ص ۳۱۳) ظفیر۔

(۴) اس میں کراہت کی کوئی وجہ نہیں ہے اس لئے کہ ترتیب کے مطابق ہے البتہ خلاف ترتیب مکروہ ہے ویکره الفصل بسورة قصیرة وان یقرأ منکوسا (الدر المختار علی هامش ردا لمحتار باب صفة الصلوٰة فصل فی القرأة ج ۱ ص ۵۱۰ ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶) اور الرشبہ ہو کہ قل هو الله چھوٹی ہے اور قل اعوذ برب الفلق بڑی تو یہ برائے نام ہے اور کراہت کے لئے تین آیۃ زیادہ ہونا چاہئے واطالة الثانیة علی الا ولیٰ یکره تنزیها احما عا ان بثلاث ایا ت الخ وان باقل لا یکره (ایضاً ج ۱ ص ۵۰۶) والله اعلم ۱۲ ظفیر۔

(۵) واذا قرأ فی الا ولیٰ قل اعوذ برب الناس ینبغی ان یقرأها فی الثانیة ایضا الخ وفی الوالجیة ...... من یختم القران فی الصلوٰة اذا فرغ من المعوذ تین فی الرکعة الا ولیٰ یرکع ثم یقوم فی الرکعة الثانیة یقرأ بفاتحة الکتاب وشئی من البقرة (غنیة المستملی ص ۴۶۳ ط.س. ج ۱ ص ۵۴۷) ظفیر۔

(۶) افادان التنکیس او الفصل بالقصیرة انما یکره اذا کان عن قصد فلو سهواً فلا کما فی شرح المنیة (ردالمحتار فصل فی القراء ة ج ۱ ص ۵۱۰) ظفیر۔

پس صورت مسؤلہ میں آواز سے پڑھنا درست ہے بلکہ افضل ہے۔(۱) البتہ ترک جماعت بلا عذر شرعی گناہ ہے۔(۲)

نماز میں متفرق پاروں سے قراءت جائز ہے:۔

(سوال ۴۸۲) میں بیشتر فرائض میں متفرق سیپاروں کے رکوع اور مختلف سیپاروں اور سورتوں کی آیات پڑھی ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس سے نمازوں میں کچھ فرق تو نہیں آیا؟

(جواب) جو عمل آپ کا پہلے رہا ہے متفرق آیات نماز میں پڑھنے کا اس میں کچھ گناہ نہیں ہوا اور نمازوں میں کچھ فرق نہیں آیا۔ البتہ آئندہ کو فرائض میں ہر ایک رکعت میں پوری سورۃ پڑھا کریں یہ سنت ہے۔ ایک سورۃ کو دو رکعت میں نہ کریں متفرق آیات ورکوع بھی نہ پڑھا کریں۔ نفلوں میں درست ہے۔(۳)

سنت ووتر میں متفرق آیات پڑھنے کا حکم:۔

(سوال ۴۸۳) سنت مؤکدہ اور وتر میں متفرق آیات پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب) وتر اور سنت موکدہ میں بھی بہتر پوری سورۃ پڑھنا ہے لیکن متفرق آیات پڑھنا بھی جائز ہے۔(۴) فقط۔

جمعہ کی فجر میں قراءۃ:۔

(سوال ۴۸۴) جمعہ کی فجر میں سورۂ جمعہ اور منافقون سنت ہے ان کے علاوہ کوئی اور سورۃ پڑھنا خلاف سنت تو نہیں ہے؟

(جواب) رسول اللہ ﷺ سے سورہ جمعہ اور منافقون پڑھنا اکثر ثابت ہے نہ ہمیشہ۔ اگر کوئی کبھی ان کے علاوہ پڑھے تو سنت کے خلاف نہیں۔(۵) بلکہ اس سے عوام کا مغالطہ سے بچنا زیادہ قریب اور اس وجہ سے احناف کے یہاں تعیین سورۃ نہیں ہے۔(۶) فقط۔

---

(۱) وان کان منفردا فهو مخير ان شاء جهراوا سمع نفسه لان امام فى حق نفسه وان شاء خافت لانه ليس خلفه من يسمعه والا فضل هو الجهر ليكون الا داء على هئية الجماعة هدايه فصل فى القراءة يج ا ص ۱۰۵.

(۲) والجماعة سنة مؤكدة للرجال قال الزاهدى ارا دوا بالتاكيد الوجوب(درمختار) قال فى النهر الا ان هذا يقتضى الا تفاق على ان تركها مرة بلا عذر يوجب اثما الخ (رد المحتار باب الا مامة.ط.س.ج ا ص ۵۵۲)ظفير.

(۳) الا فضل ان يقرأ فى كل ركعة الفاتحة وسورة كاملة فى المكتوبة الخ ولو قرأ بعض السورة فى ركعة والبعض فى ركعة قيل يكره وقيل لا يكره وهو الصحيح ولكن لكا ينبغى ان يفعل ولو فعل لا باس به كذا فى الخلاصه ولو قرأ من وسط سورة او من اخر سورة وقرأ فى الركعة الا خرى من وسط سورة اخرى او من اخر سورة اخرى لا ينبغى له ان يفعل ذالك على ما هو ظاهر الرواية ولكن لو فعل ذالك لا باس به (الى قوله) هذا كله فى الفرائض واما فى السنن لا يكره (عالمگيرى كشورى فصل رابع فى القرائة ج ا ص ۷۷.ط.ماجديهج ا ص۷۸...... ۷۹)ظفير.

(۴) عالمگيرى كشورى .فصل رابع فى القراءة ج ا ص۷۷. ط.ماجديه ج ا ص۷۸...... ۷۹

(۵) ويكره التعيين كالسجدة وهل اتى لفجر كل جمعة بل يندب قرأتهما احيانا (الدر المختار على هامش ردالمحتارفصل فى القراءة ج ا ص ۵۰۸.ط.س.ج ا ص ۵۴۴)ظفير.

(۶) واذا فرغ من الخطبه اقام والصلوٰة وصلى بالناس ركعتين على ماهو المتوارث المعروف وفى التحفه وغيرها يقرأ فيهما قدر ما يقرأ فى الظهر لا نهما بدل منه ان قرأ بسورة الجمعة واذاجاء ک المنافقون او بسبح اسم وهل اتك حديث الغاشية تبركا بالما ثورعنه عليه الصلوٰة والسلام على ما مر فى صفة الصلوٰة كان حسنا ، لكن يتركه احيا نا لئلا يتو هم العامة وجوبه (غنية المستملى ص ۵۲۰)ظفير.

فاتحہ خلف الامام:۔

(سوال ۱۴۸۵) مقتدی کو امام کے پیچھے قراءۃ کرنے کا کیا حکم ہے؟ بعض صاحب فرماتے ہیں کہ بغیر فاتحہ کے نماز مقتدی کی نہیں ہوتی، اور بعض صاحب فرماتے ہیں کہ امام کی قرائۃ مقتدی کو کافی ہے۔ صحیح کیا بات ہے؟ اور مقتدی کو قراءۃ کرنا چاہئے یا نہیں؟

(جواب) جو صاحب یہ فرماتے ہیں کہ امام کی قراءۃ مقتدی کو کافی ہے ان کا قول صحیح ہے۔ مقتدی کو امام کے پیچھے قراءت کرنا نہ چاہئے۔ امام ابوحنیفہؒ کا یہی مذہب ہے۔ حدیث شریف میں ہے من کان له امام فقراء ۃ الامام له قراء ۃ دوسری حدیث میں ہے و اذا قرأ فانصتوا. الخ. (۱) فقط۔

فجر میں قراءت کی مقدار:۔

(سوال ۴۸۶) فجر کی نماز میں کس قدر قراءت پڑھنا سنت ہے؟

(جواب) طوال مفصل کی سورتیں صبح کی نماز میں پڑھنا سنت ہے یعنی سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک۔ (۲) فقط۔

ضاد کو ظاء پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۴۸۷/۱) ضاد کو ظا پڑھنا نماز میں کیسا ہے؟

ضاد کو درمیانی مخرج سے پڑھنے والے کی امامت جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۸۸/۲) بکر آمین بالجہر اور رفع یدین نہیں کرتا اور مذہب حنفیہ کا پورا پابند ہے مگر الحمد کو سات آیتیں پڑھتا ہے اور حرف ضاد کو اس طرح پڑھتا ہے کہ نہ دال ظاہر ہو نہ ظا۔ کیا ایسے امام کی اقتداء جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) (۱) جو شخص مخرج سے پڑھنے پر قادر ہو وہ مخرج سے ادا کرے ورنہ قصداً ظاء نہ پڑھے۔ اس میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ شرح فقہ اکبر میں بعض روایات میں بالقصد پڑھنے میں حکم کفر نقل فرما ہے۔ (۳) اعاذنا اللہ منہ۔

(۲) امام جماعت کو ایسے امور میں احتیاط کرنی چاہئے۔ کیا ضرورت ہے کہ وہ عامہ علماء احناف کے خلاف ایسا امر اختیار کرتا ہے جس سے عام نمازیوں میں تشویش ہو۔ کیا اس کے نزدیک ان لوگوں کی نماز نہیں ہوتی جو الرحمٰن الرحیم واہدنا الصراط المستقیم پر وقف نہیں کرتے یا ضاد کو ظاء نہیں پڑھتے۔ اگر ایسا خیال ہے تو گویا خواص و عوام اہل اسلام عرب و عجم کی نمازوں کو وہ باطل سمجھتا ہے۔ اور بطلان ایسے عقیدہ اور خیال کا ظاہر ہے۔ آخر کیسے کیسے علماء محققین حنفیہ

---

(۱) مشکوۃ ص ۷۹ و ص ۸۱. ۱۲ ظفیر.

(۲) ویسن فی الحضر لامام ومنفرد طوال المفصل من الحجرات الی اخر البروج فی الفجر والظهر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۵۰۳ مطلب السنة تکون سنة عین و کفایة. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۹...... ۵۴۰) ظفیر.

(۳) وفی المحیط سئل الامام الفضلی عمن یقرأ لظاء المعجمة مکان الضاد المعجمه ویقرأ اصحاب الجنة مکان اصحاب النار فقال لا یجوز امامته ولو تعمد یکفر قلت اما کن تعمده کفر افلا کلام فیه اذا لم یکن فیه لغتان ففی ضنین الخلاف سامی واما تبدیل الظاء مکان الضاد ففیه تفصیل (شرح فقه اکبر ص ۲۰۵) ظفیر.

میں گذری ہیں، کیا امام مذکور کو اپنی تحقیق کو ان سب سے زیادہ سمجھتا ہے جو اپنی تحقیق کے سامنے کسی کی نہیں سنتا اور سب کے خلاف اپنی رائے کو قابل اعتماد اور صواب سمجھتا ہے فقط۔

وتر کی تیسری رکعت میں سورۃ ملانی چاہئے یا نہیں:۔

(سوال ۵۸۹) وتر کی تیسری رکعت میں جس میں دعاء قنوت پڑھی جاتی ہے اس میں سورت ملانی چاہئے یا نہیں۔

(جواب) وتر کی تینوں رکعت میں الحمد کے ساتھ سورۃ ملانا ضروری ہے اور فرض ہے تیسری رکعت میں بھی سورۃ ملانا ضروری ہے۔ ہمیشہ وتر اسی طرح پڑھنا چاہئے۔ ھکذا فی عامۃ کتب الفقہ۔ (۱)

آنحضرت ﷺ اور صحابہ سے آمین بالجہر و بالاخفاء ثابت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۵۹۰) رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ سے آمین بالجہر و آمین بالاخفاء ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) احادیث میں آمین بالجہر اور آمین بالاخفاء دونوں مروی ہیں اور آئمہ مجتہدین میں بعض نے آمین بالجہر کو راجح فرمایا ہے اور بعض نے آمین بالسر کو راجح فرمایا۔ (۲) چنانچہ امام ابوحنیفہؒ آمین بالسر کو سنت فرماتے ہیں اور آمین بالجہر کو تعلیم اور ضرورت پر محمول فرماتے ہیں۔ جیسا کہ بعض اوقات رسول اللہ ﷺ نے نماز سری میں کوئی آیت جہر سے پڑھی کہ مقتدیوں کو معلوم ہو جاوے کہ آپ فلاں سورت پڑھ رہے ہیں۔ اور امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کی تائید آیت قرآنی سے بھی ہوتی ہے ادعوا ربکم تضرعاً وخفیة. والبحث فیه طویل . فاکتف علی هذه الدلیل.

فرائض ونوافل میں ایک سورۃ درمیان میں چھوڑ کر قرأت درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۵۹۱) فرائض یا نوافل میں ایک سورۃ درمیان میں چھوڑ کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) فرائض میں ایک چھوٹی سورۃ کا فصل کرنا مکروہ ہے اور نوافل میں درست ہے۔ کذا فی الدر المختار۔ (۳)

---

(۱) وهو ثلاث ركعات بتسليمة الخ ولكنه يقرأ في كل ركعة من فاتحة الكتاب وسورة احتياطا (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۶۲ . ط.س. ج ۲ ص ۵) ظفیر.

(۲) عن وائل بن حجر قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قرأ ولا الضالين قال امين رفع بها صوته رواه ابوداؤد والترمذي واخرون وهو حديث مضطرب وعن ابي هريرة قال كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا فرغ من قراءة ام القرآن رفع صوته وقال امين رواه الدارقطني والحاكم وفي اسناده لين (اثار السنن باب الجهر بالتامين ج ۱ ص ۹۲ و ج ۱ ص ۹۳) قال عطا امين وقد قال الله تعالىٰ ادعوا ربكم تضرعا وخفيه عن ابي هريرة قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلمنا يقول لا تبادروا الامام اذا كبر فكبروا واذا قال ولا الضالين فقولوا امين واذا ركع فاركعوا الخ رواه مسلم قال النيموي يستفاد منه ان الامام لا يجهر بامين . وعن وائل بن حجر قال صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما قرأ غير المغضوب عليهم ولا الضالين قال امين واخفى بها صوته رواه احمد والترمذي وابو داؤد اخرون واسناده صحيح وفي متنه اضطراب (آثار السنن باب ترك الجهر بالتامين ج ۱ ص ۹۴) تفصیل مذکورہ کتاب میں ملاحظہ فرمائیں ۱۲ ظفیر۔

(۳) ويكره الفصل بسورة قصيرة وان يقرأ منكوسا الخ ولا يكره في النفل شئي من ذالك (الدر المختار على هامش ردالمحتار فصل في القراءة ج ۱ ص ۵۱۰ . ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶) ظفیر.

آیت کا شروع چھوڑ کر قراءۃ کی تو نماز ہوئی یا نہیں:۔

(سوال ۵۹۲) امام نے بعد سورۂ فاتحہ سورۂ فتحنا کے آخر رکوع کی آخیر آیت محمد الرسول چھوڑ کر یعنی والذین معہ اشداء الآیۃ ۔یعنی منھم مغفرۃ واجراً عظیما تک پڑھا نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) نماز ہوگئی مگر شروع آیۃ کا چھوڑنا اچھا نہیں ہوا۔(۱)

پہلی رکعت میں اذا جاء اور دوسری میں قل ھو اللہ پڑھی تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۵۹۳) امام نے پہلی رکعت میں سورۂ اذا جاء پڑھی اور دوسری رکعت میں قل ھو اللہ۔ نماز کو پھر پڑھنا چاہئے یا کیا۔

(جواب) فرائض میں قصداً ایسا کرنا مکروہ ہے، اور سہواً اگر ایسا ہوگیا تو کچھ کراہت نہیں اعادہ نماز کا لازم نہیں ہے۔(۲)

ایک سورہ بیچ میں چھوڑ کر پڑھے یا بے موقع وقف کرے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۵۹۴) اگر کوئی نماز میں ایک سورۃ پڑھ کر ایک چھوڑ کر تیسری سورت پڑھ لے اور قراءت میں بے موقع وقف کر دے تو اس کا کیا حکم ہے۔

(جواب) ویکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ الخ. ولا یکرہ فی النفل شئی .(۳)(فی الدر المختار) حاصل یہ ہے کہ چھوٹی سورت کا فاصلہ کرنا مکروہ ہے۔ مگر نوافل میں مکروہ نہیں ہے۔ اگر درمیان آیۃ سانس ٹوٹ جاوے اس وجہ سے وقف کیا تو اعادہ اس آیۃ کا کرنا چاہئے۔ باقی تفصیلی حکم کسی قاری صاحب سے دریافت کرنا چاہئے۔

قرآن کا ترجمہ نماز میں پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۵۹۵) ایک زبردست عالم کا بیان ہے کہ اگر قرآن شریف کی کسی آیت کا ترجمہ اردو میں پڑھ لیا جاوے تو نماز ادا ہو جاتی ہے کیونکہ قرآن شریف کلام اللہ نہیں ہے بلکہ اس کا ترجمہ ہے جو رسول مقبول ﷺ نے عربی زبان میں کیا اور قرآن شریف کے نزول کا یہ ذریعہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں ڈال دیا۔ انہوں نے اپنی زبان مبارک سے ادا کیا۔ یہ بیان اس مولوی صاحب کا صحیح ہے یا غلط۔

(جواب) اس زبردست عالم کے حوالے سے جو مسئلہ آپ نے لکھا ہے وہ بالکل غلط ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صاحب دین کے عالم نہیں ہیں۔ افسوس ہے کہ ایسے ایسے غلط مسئلے نام کے عالم بیان کر دیتے ہیں۔ الحمد یا کسی سورۃ کا ترجمہ نماز میں پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی۔ کیونکہ قرآن شریف نام ہے اس عربی کلام اللہ کا جو ما بین الدفتین ہے۔ یعنی دو

---

(۱) الا فضل ان یقرأ فی کل رکعة الفاتحة وسورة کاملةفی المکتوبة الخ ولو قرأ فی رکعة من وسط سورة او من اخر سورة وقرأ فی الرکعة الا خری من وسط سورة اخری او من اخر سورة اخری لا ینبغی له ان یفعل ذالک علی ما هو ظاهر الروایة ولکن لو فعل ذالک لا باس به کذا فی الذخیرة (عالمگیری مصری الباب الرابع فی صفة الصلوٰة فصل رابع ج ۱ ص ۷۳. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۷۸...... ۷۹) ظفیر. (۲) و یکره الفصل بسورة قصیرة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۵۱۰) افاد ان التنکیس اوا لفصل بالقصیرة انما یکره اذا کان عن قصد فلو سهوفلا، کما فی شرح المنیة (ردالمحتارفصل فی القراء ة ج ۱ ص ۵۱۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶) ظفیر. (۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتارفصل فی القراء ة ج ۱ ص ۵۱۰. ۱۲ ظفیر.

پٹھوں کے درمیان میں جو کلام اللہ ہے یہی قرآن شریف میں ہے اور یہی کلام اللہ ہے۔ اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے۔(۱)

پس اس مولوی کا یہ کہنا کہ یہ عربی قرآن شریف کلام اللہ نہیں ہے، بلکہ اس کا ترجمہ ہے الخ۔ بالکل غلط ہے اور افتراء ہے۔ خداتعالیٰ فرماتا ہے انا انزلناه قرانا عربیاً .(۲) اسی طرح بہت جگہ قرآن کو عربی فرمایا ہے اور ایک جگہ یہ بھی ارشاد ہے ولو جعلنا ه قراناً اعجمی لقالو ا لو لا فصلت ایاته أ اعجمی وعربی .(۳) یعنی اللہ فرماتا ہے کہ اگر ہم قرآن کو عربی زبان میں نہ اتارتے اور عجمی کر دیتے یعنی سوائے عربی کے دوسری زبان میں اتارتے تو کفار یہ اعتراض کرتے کہ عربی پیغمبر پر عجمی قرآن اتارا گیا یہ عجیب بات ہے۔ اور فقہ کی کتابوں میں صاف یہ لکھا ہے کہ نماز میں قرآن شریف کا ترجمہ پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی۔ البتہ جو شخص نومسلم کوئی ایسی موٹی زبان کا ہے کہ اس سے عربی لفظ نہیں کہے جاتے اس کو تاوقت یہ کہ وہ سیکھے اور قرآن پڑھ سکے یہ درست ہے کہ ترجمہ ہی پڑھ لے کیونکہ وہ معذور ہے قرآن کے پڑھنے سے۔ اور یہ کہنا اس کا کہ خداتعالیٰ نے آپ کے دل میں ڈال دیا۔ آپ نے اپنی زبان سے عربی الفاظ میں بیان کر دیا۔ یہ عقیدہ بھی بالکل اس کا اہل سنت کے خلاف ہے۔ یہ نیچریت اور مرزائیت کے معتقد معلوم ہوتے ہیں۔ اہل سنت، اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت جبرائیلؑ کے ذریعہ سے قرآن شریف نازل ہوا ہے۔ خود قرآن شریف میں آیا:۔ نزل به الروح الا مین.(۴) کہ اس قرآن کو روح امین یعنی جبرائیل علیہ السلام نے اللہ کے پاس سے اتارا ہے۔ الغرض ایسے بدعقیدہ والے کی بات نہ سننی اور نہ ماننی چاہئے۔ فقط۔

عورتیں جہری نماز میں قراءت جہر کے ساتھ کریں یا آہستہ:۔

(سوال ۵۹۶/۱) عورتیں نماز سریہ و جہریہ میں قراءت جہر سے کریں یا آہستہ؟

قراءت فرض کی مقدار کیا ہے:۔

(سوال ۵۹۷/۲) نماز میں قراءت فرض ہے سو کس قدر فرض ہے؟

فجر کی ایک رکعت میں ایک رکوع پڑھا اور دوسری میں کوئی سورۃ تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۵۹۸/۳) فجر یا کسی نماز میں کسی سورۃ کا رکوع۔ اور دوسری رکعت میں کسی سورۃ کا جزو یا کل پڑھا تو درست ہے یا نہیں؟

(جواب)(۱) عورتیں سب نمازوں میں قرأت آہستہ کریں (فی الکبیری قال ابن الهمام خرج بالنوازل بان نغمة المرأة عورة الی قوله وعلیٰ هذا لوقیل اذا جهرت بالقران فی الصلوٰة فسدت کان متجها)۔(۵)

---

(۱) کما صح لو شرح بغیر عربیة الخ او قرأ بهاعاجزا فجائزۃ جماعاقید القراءة بالعجز لان الا صح رجوعه الی قولهما وعلیه الفتویٰ قلت وجعل العینی الشروع کا لقراء ۃ لا سلف له ولا سندله یقویه (درمختار) وانما المنقول انه رجع الی قولهما فی اشتراط القراء ۃ بالعربیة الا عند العجز الخ لان الا مام رجع الی قولهما فی اشتراط القراء ۃ بالعربیة لان المامور به قراء ۃ القران وهو اسم اللمنزل باللفظ العربی المنظوم هذا النظم الخاص المکتوب فی المصاحف المنقول الینا نقلا متواتر الخ(رد المحتار. باب صفة الصلوٰة فصل تالیف الصلوٰة ج ۱ ص ۴۵۱ ط.س. ج ۱ ص ۴۸۳......۴۸۴)ظفیر.

(۲)سورة یوسف رکوع. ۱. ۱۲ ظفیر.(۳) سوره فصلت. پاره: ۲۴.(۴) سورة النحل پاره ۱۴.

(۵) ردالمحتارباب شروط الصلوٰة مطلب فی ستر العورة ج ۱ ص ۳۷۷ ..ط.س. ج ۱ ص ۴۰۶. ۱۲ ظفیر.

(۲) مطلق قراءت بقدر ایک آیت کے فرض ہے۔ کمافی الشامی۔ ای قرأ ۃ اية من القران وهی فرض عملی ۔(۱) اور الحمد شریف اور اس کے ساتھ سورۃ ملانا واجب ہے۔ اور مقدار چھوٹی سورۃ سے جیسا انا اعطیناک الکوثر تین آیتیں ہیں، واجب ادا ہو جائے گا(وتجب قراء ة الفاتحة وضم السورة او ما يقوم مقامها من ثلاث ايات قصار اواية طويلة فی الا وليين. عالمگیری ج ۱ ص ٦٦ .ظفیر.)

(۳) مستحب یہ ہے کہ ہر رکعت میں پوری سورۃ پڑھے۔(والا فضل ان يقرأ فی كل ركعة سورة تامة ولو قرأ بعض السورة فی ركعة وباقيها فی ركعة قيل يكره والصحيح انه لا يكره الخ كبيری ص ۴٦۲)

قرأت خلف الامام درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۵۹۹) قراءۃ خلف الامام جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو کیا دلیل ہے؟

(جواب) قراء ة خلف امام نزد امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جائز نیست بقول علیه السلام من كان له امام فقرأ ة الامام له قرأ ة رواه الطحاوی والا مام محمد فی موطا ہ واسناده صحیح كما فی آثار السنن وقوله عليه السلام واذا قرأ فانصتوا الحديث رواه مسلم .(۲) وغیرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن مفتی مدرسہ عالیہ دیوبند۔

(ويكره عند هما الما فيه من الوعيد ويستمع وينصت(هدايه) قال العلامه بدر الدين يعنى فی شرح الهدايه وفی شرح التاويلات عن سعد بن ابی وقاص رضی الله عنه من قرأ خلف الا مام لا صلوٰة له وروی ايضاً نهی ذلک عن جماعة من الصحابة رضی الله عنه . جميل الرحمن)

قراءت میں مسبوق کے لئے امام کی ترتیب لازم ہے یا نہیں:۔

(سوال ٦۰۰) مسبوق کے ذمہ ترتیب امام لازم ہے یا نہیں۔ مثلاً امام نے کوئی سورۃ پڑھی تو مسبوق اس سے قبل کی سورۃ بلا کراہت پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) مسبوق کے ذمہ ترتیب امام لازم نہیں ہے کہ وہ اپنی نماز میں منفرد کے حکم میں ہے(والمسبوق من سبقه الامام بها او ببعضها وهو منفرد فيما يقيضه.درمختار. جمله)

مشکوٰۃ و بخاری کی حدیث میں تطبیق کیا ہے:۔

(سوال ٦۰۱) سورۂ فاتحہ نہ پڑھنے کے بارہ میں مشکوٰۃ میں خداج آیا ہے اور بخاری میں لا صلوٰة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب اس کا مطلب واضح فرمائیں۔

---

(۱) باب صفة الصلوٰة مبحث القراة ج ۱ ص ۴۱۵ .ط.س. ج ۱ ص ۴۴٦ .۱۲ ظفير.
(۲) دیکھئے مشکوٰۃ باب القرائۃ فی الصلوٰۃ ص ۷۹ و ص ۸۱ اور آثار السنن باب فی ترک القرأۃ خلف الامام ج ۱ ص ۸۷ ۔ ۱۲ ظفیر۔

(جواب) یہ حکم امام ومنفرد کے لئے ہے مقتدی کو قراءت کی ممانعت دوسری احادیث صحیحہ میں موجود ہے ۔ واذا قرأ فانصتوا ۔(۱) الحدیث من کان له امام فقرأة الامام له قرأة الحديث ۔(۲) وقال الله تعالیٰ واذا قرئ القران فاستمعوا له وانصتوا ۔(۳) فقط ۔

خلاف ترتیب قراءت کا کیا حکم ہے :۔

(سوال ۲۰۲) در قراءۃ تقدیم الم نشرح تاخیر والضحیٰ جائز است یا نہ؟ واگر سہواً ایں چنیں کند سجدہ سہو ہست یا نہ؟

(جواب) قصداً تقدیم الم نشرح وتاخیر والضحیٰ نکند و بحالت سہو، سجدہ سہو نیست ۔ (فی الدر المختار . ویکره الفصل بسورة قصيرة وان يقرأ منكوساً . قال الشامی لان ترتيب السور فی القرأ ة من واجبات الصلوٰة (الی ان قال) انما يكره اذا كان عن قصد فلو سهوا فلا .

(شامی ج ۱ ص ۵۱۰ فی فصل القراء ة . ۱۲ جمیل الرحمن)

درمیان سے سورۃ پڑھے تو بسم اللہ پڑھے یا نہیں ۔ اسی طرح قنوت اور جنازہ میں دعا کے شروع میں بسم اللہ کا کیا حکم ہے :۔

(سوال ۲۰۳) جب کسی سورۃ کو درمیان سے پڑھے تو بسم اللہ کرے یا نہیں ۔ اور وتر میں جب دعائے قنوت پڑھے ۔ بسم اللہ کرے یا نہیں ۔ اور نماز جنازہ میں جب درود یا دعاء پڑھے تو بسم اللہ کرے یا نہیں ۔

(جواب) جب کسی سورۃ کو درمیان سے بھی پڑھے تب بھی بسم اللہ کرے اور وتر میں جب دعاء قنوت پڑھے تب بھی بسم اللہ کرے اور جنازہ کی نماز میں جب درود یا دعا پڑھے اور بسم اللہ شروع میں پڑھے کچھ حرج نہیں عہ کتبہ رشید احمد ۔ الجواب صحیح ۔ عزیز الرحمٰن ۔

(جلد دوم تمام شد)

---

(۱) مشکوٰۃ باب القراء ة فی الصلوٰة ص ۷۹ وص ۸۱ . ظفیر
(۲) آثار السنن . باب فی ترک القرأة ص ۸۷ . ۱۲ ظفیر .
(۳) سورة الاعراف رکوع ۲۴ . ۱۲ ظفیر .
عہ یعنی ان تمام صورتوں میں اگرچہ بسم اللہ پڑھنا مسنون نہیں ہے لیکن اگر پڑھ لے تو حرج بھی نہیں ہے ۔ کما فی الشامی ج ۱ ص ۴۵۸ فی بیان مفسدات الصلوٰة عجه قوله سمع اسم الله تعالیٰ فقال جل جلاله الخ . لان نفس تعظیم الله تعالیٰ والصلوٰة علی النبی صلی الله علیه وسلم . لا ینا فی الصلوٰة ویؤ یده ما فی الدر المختار فی بیان تالیف الصلوٰة لا تسن البسملة) بین الفاتحة والسورة مطلقا ولو سریة ولا تکره اتفاقاً الخ . جمیل غفرله .